THE TRUE UNDERSTANDING.

حقیقی عرفان

مصنفہ

پادری ڈاکٹر عماد الدین صاحب لاہز

ڈی۔ ڈی۔ مرحوم

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

۱۹۳۰ء

بار دوم ۱۰۰۰ قیمت

P. R. B. S., Lahore.

رسالۂ اوّل

آدم ثانی

جب ہمارے منجی نے اپنی اس مفوضہ خدمت کو جس کے انجام دینے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے پورا کیا تو اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا کہ:-

"آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ اور انہیں یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸: ۱۸-۲۰)۔

اس حکم کو سنتے ہی آپ کے شاگرد جو خدا کے سچے اور برگزیدہ رسول تھے مسیحیت کی تبلیغ کے لئے اطراف و اکناف عالم میں جا پہنچے۔ اور اس حکم کی تعمیل میں اس قدر سرگرم تھے کہ قریباً سب کے سب اسی راہ میں شہید ہوئے لیکن تبلیغ کا کام کبھی بند نہ رہا بلکہ تابعین اور تبع تابعین اور ان کے تلامذہ نے اس خدمت کو اپنا اولین فرض سمجھا اور انجیل جلیل کی بشارت سناتے سناتے ہندوستان تک آپہنچے۔ یوں تو جس ملک میں ان کا قدم پہنچا وہیں خیر و برکت ان کی ہمرکاب رہی لیکن ہندوستان میں ان کی بشارت سے جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خاندان مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں۔

تاہم ہمارے ہندوستان میں بکثرت ایسے اشخاص موجود ہیں جو اس دولت لازوال سے اب تک محروم ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان احباب کے لئے جو اب تک اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں ایک ایسا رسالہ لکھوں جو بالتخصیص ربنا المسیح کی تعلیم کا خلاصہ ہو اور بائبل مقدس کے مطالب کے سمجھنے کا آلہ ہو۔ اور نیز سب ناظرین پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم عیسائی

Approved by the C. L. M. C. and published with the aid of the A. C. L. S. M.

پی۔ آر۔ بی۔ ایس پریس انارکلی۔ لاہور میں مسٹر ایف۔ ڈی۔ وارث۔
سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوئی۔

کا کلام سُناتے ہیں اور طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں اُٹھاتے ہیں اور متعصبوں کے لعن طعن ہر وقت برداشت کرتے رہتے ہیں آخر کیوں اور کس لئے؟ ہم ناظرین کی خدمت میں بصد عجز و انکساری کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے مُدعا کو سمجھنے میں عجلت نہ کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے آپ ہماری بات مان لیں بلکہ ہمارا مُدعا یہ ہے کہ جو کچھ ہم عرض کر رہے ہیں آپ اس پر غور کریں اگر معقول ہو اور قبول کرنے کے لائق ہو تو آپ اس کو تسلیم کرلیں ورنہ آپ مختار ہیں۔

بھائیو! ہم سب بحیثیت انسان ہونے کے اُس آدم کے فرزند ہیں جس سے گناہ سرزد ہُوا اس لئے ہم سب وراثتاً گنہگار ہیں اور کسباً ہم نے بہت کچھ اس پر اضافہ کیا ہے پس ہم بالکل نالائق اور گنہگار اور قابلِ سزا ہیں ہماری عبادت بندگی نماز روزہ خیرات وغیرہ بھی اس لائق نہیں کہ خدا کی درگاہ میں مقبول ہو سکے ہمارے تمام کام نکمے اور گندے ہیں کوئی عقلمند اُن پر بھروسہ نہیں رکھ سکتا ہے بلکہ ہمارا دل اُن پر بھروسہ کر کے اطمینان حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ شرطِ عبودیت یہی ہے کہ اُس کی اطاعت حتی المقدور کی جائے تو بھی ہماری عبادت اس لائق نہیں جس پر بھروسہ کر کے اُس قدوس کی عدالت میں جا کھڑے ہوں چنانچہ حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ "خداوند آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا ہے تاکہ دیکھے کہ اُن میں کوئی دانشمند خدا کا طالب ہے یا نہیں وہ سب کے سب گمراہ ہیں اور سب کے سب بگڑ گئے ہیں کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبور ۱۴: ۲ و ۳)۔

چنانچہ حضرت پولس رسول بھی یہی فرماتے ہیں کہ "پس کیا ہوا کیا ہم کچھ فضیلت رکھتے ہیں بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور یونانیوں دونوں پر پیشتر ہی یہ الزام لگا چکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھدار نہیں کوئی خدا کا طالب نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے ہیں کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں اُن کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے اُن کے قدم خون بہانے کے لئے تیز رو ہیں۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے۔ وہ سلامتی کی

راہ سے واقف نہ ہوئے اُن کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں" (رومیوں ۳: ۹-۱۸)

الغرض جن پر لفظ انسان کا اطلاق ہو سکتا ہے اُن پر گناہ کا بھی اطلاق ہو سکتا ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی رشی ہو یا مُنی سب کے سب گنہگار ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہماری کیا حالت ہوگی۔ جب خدا کی ذات پر غور کرتے ہیں تو وہ سراسر پاک ہے اور گناہوں سے بیحد نفرت کرتا ہے۔ اور جب اپنی طرف دیکھتے ہیں تو ہماری یہ کیفیت ہے کہ ہم سراسر ناپاک ہیں اور گناہوں کی طرف مائل۔ پس ہم میں اور خدا میں کس طرح ربط اور اتحاد۔ موافقت اور مواصلت پیدا ہو؟

اور یہ بھی خوب ثابت ہو چکا ہے کہ انسان اپنی طاقت سے نجات حاصل نہیں کر سکتا ہے اگرچہ خدا بیشک رحیم بھی ہے لیکن صرف رحمت پر بھروسہ کر کے بیٹھے رہنا اور اس کی عدالت کا لحاظ نہ رکھنا بھی بڑی جہالت ہے پس اس مشکل کو جو ہمارے سامنے آ پڑی ہے ہم کسی صورت سے دفع نہیں کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ تمام مذاہب کی کتابوں کو پڑھیں اور تمام ہادیانِ دین کی ہدایات پر غور کریں اور دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور جس مذہب کی کتاب میں نجات کا مکمل بندوبست ہو اور رحم و عدالت کو مطابق کر دکھائے اور جس کی تعلیم بھی محققانہ ہو اور رُوح کے تقاضا کو بھی پورا کرے اور منجانب اللہ ہونے کی دلیل رکھتی ہو ہم اس کو بصدقِ دل انتخاب کریں اور اس کی پابندی میں اپنی باقی عمر صرف کر ڈالیں۔

پس جہاں تک ہماری تحقیقات کا تعلق ہے ہم نے صرف بائبل مقدس ہی کو ان صفات کے ساتھ موصوف پایا۔ اور بلاتعصب اور برملا یہ کہہ سکتے ہیں کہ صرف بائبل مقدس ہی خدا کا سچا کلام ہے۔ لہذا اب ہم اس کی پاک تعلیم کا خلاصہ لکھنا شروع کرتے ہیں اور ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں کیونکہ حقیقی عرفان یہی ہے اب خدا کا فضل ہم سب کے شاملِ حال ہو۔

آدم اوّل اور آدم ثانی

حق سبحانہ تعالیٰ نے جو ازلی اور ابدی خدا ہے ارادہ کیا کہ اپنی عظمت اور قدرت کا اظہار

کرے پس اُس نے زمین اور آسمان کو اور سب کچھ جو اُن میں ہے اپنے ازلی کلمہ کی وساطت سے پیدا کیا اور آدم کا پُتلا مٹی سے بنا کر زندگی کی رُوح اُس میں پُھونک دی اور اُس کو فاعل مختار ہونے کا حق دے کر باغ عدن میں رکھا اور اُس کی پسلی سے ایک عورت پیدا کر کے اُس کے ساتھ کر دی تاکہ اُس کی انیس ہو اور حکم دیا کہ اُس درخت سے جس کا کھانا منع ہے نہ کھانا ورنہ مر جاؤ گے۔

شیطان لعین نے جو راندہ درگاہ ایزدی اور فاعل مختار فرشتہ تھا وقت کو غنیمت سمجھ کر حوّا کے پاس آ کر اس کو فریب دینا چاہا چنانچہ حوّا اس کے فریب میں آ گئی اور شجر ممنوعہ میں سے خود بھی کھایا اور اپنے شوہر کو بھی کھلایا۔ لہٰذا موت کا ان پر طاری ہونا لازمی امر تھا پس خدا نے ناراض ہو کر دونوں بلکہ تینوں کو باغ عدن سے نکل جانے کا حکم دیا یوں تمام روئے زمین پر نسل انسانی پھیلتی گئی اور شیطان کی شیطنت میں بھی اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ہر ایک انسان کے رگ و ریشہ میں اس کے خون کے ساتھ ساتھ دورہ کرنے لگا (مشکوٰۃ کتاب الایمان فی الوسوسہ)۔ اس پر خدا کی رحمت جوش پر آئی اور انبیا کا ایک وسیع سلسلہ جاری کیا جنہوں نے نہ صرف یہ تعلیم دی کہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری عین سعادت مندی اور فلاح دارین ہے بلکہ نجات کے اس وعدے کو جو خدا نے آدم اور حوّا سے بہشت سے نکل جانے کے وقت کیا تھا کہ "عورت کی نسل شیطان کے سر کو کچلے گی" (پیدائش ۳: ۱۵)۔ لوگوں کے ذہن نشین کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن افسوس ہے کہ بہت کم لوگوں نے ان کا یقین کیا۔ اور اکثر بت پرستی اور نفس پرستی میں مبتلا ہو کر شیطان کے ہلاکت آفرین پنجہ میں پھنس گئے۔ اس لئے خدا نے بھی کئی بار آفات ارضی و سماوی کے ذریعہ اپنے قہر و غضب کا اظہار کیا جو سعید ہوئے وہ متنبہ ہوئے اور جو شقی تھے وہ ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوئے۔ چنانچہ یسعیاہ نبی فرماتے ہیں کہ "ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک نے اپنی راہ لی"۔

انسان کی اس قدر سرکشی اور طغیان کے باوجود خداوند تعالیٰ نے ایک شریعت بھی موسیٰ کی معرفت اس جہان میں بھیجی جس کا مطلب یہ تھا کہ انسان اپنی کمزوری

اور گناہ آلودگی سے واقف ہو تاکہ آئندہ فضل کی قدر و منزلت معلوم کر سکے اور وہ شریعت اس طرح پر تھی کہ غور و خوض کے بعد اچھی طرح معلوم ہو سکے کہ وہ آئندہ فضل کا عکس اور نمود ہے۔

اس کے بعد خدا نے اس آدم کو زمین پر بھیجا جس کی بشارت تمام انبیاء دیتے آئے تھے اور یہ نیا آدم اس غرض سے دُنیا میں آیا تاکہ پہلے آدم کے فرزندوں کو جو شیطان کے قبضہ میں گرفتار ہو گئے تھے اپنی ذات پاک کے ساتھ پیوست کر کے موت کے قبضہ سے نکال لے اور جتنے بوجھ اُن کی گردن پر ہیں سب آپ اُٹھا لے اور اُن سب کو جو اس پر ایمان لائے نجات دے یہ خدا کا بڑا رحم تھا جو اپنے بندوں پر کیا ورنہ سب دوزخ کے وارث ہو چکے تھے اس نئے آدم کی پیدائش بھی اس آدم اوّل کی مانند ہوئی فرق اتنا رہا کہ پہلا آدم شیطان سے مغلوب ہوا دوسرا آدم اس پر غالب آیا اور اس کو شکست دیکر بالکل مغلوب کر دیا لیکن چونکہ محض انسان کی طاقت سے یہ بعید تھا کہ کہ شیطان پر فتحیاب ہو سکے اس لئے اس آدم ثانی میں الوہیت بھی تھی اور انسانیت بھی جس کا ثبوت کلام الٰہی میں بالوضاحت موجود ہے۔

جس طرح ایک مہربان باپ مصیبت کے وقت اپنے بچوں کو گلے سے لگا لیتا ہے اسی طرح خدا نے بشکل انسان اس جہان میں آ کر ہمیں اپنے گلے سے لگا لیا ہے اور ہمارے دُکھ درد کو ہم سے دُور کر ڈالا اور ہماری رُوحوں کو آرام بخشا اور ہمیں اپنی راست بازی سے راست باز بنایا یہ دوسرا آدم جس کا ذکر سطور مافوق میں ہوا ربنا المسیح ہے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ "کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ اس کے بعد آخرت ہو گی۔ اس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قدرت نیست کر کے بادشاہت کو خدا یعنی باپ کے حوالہ کر دیگا" (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۲۱-۲۴)۔

چنانچہ اسلام بھی اس کا قائل ہے کہ مسیح دوسرا آدم ہے چنانچہ آل عمران کے ۵ رکوع میں ہے کہ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ یعنے خدا کے نزدیک عیسیٰ مسیح مثل آدم کے ہے۔

اب ہماری عرض یہ ہے کہ یہ نیا آدم جو موت پر فتحیاب ہو گیا ہے اور جس کے اختیار میں سب کچھ ہے اور جس نے سب ایمان لانے والوں کے لئے نجات طیار کر لی ہے اُس کے پاس آؤ اور نجات حاصل کرو پہلے آدم کی فرزندی سے جو موت کا سبب ہے نکلکر اس آدم ثانی کی فرزندی میں آکر نئی پیدائش حاصل کرو تاکہ اس موت کے قبضہ سے جو آدم اول کی فرزندی کی وجہ سے تم پر طاری ہے نکلکر ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو جاؤ جیسے مقدس یوحنا فرماتے ہیں کہ یسوع نے جواب میں اس سے کہا میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا (یوحنا ۳:۳)۔

شاید کوئی یہ کہے کہ ہم اس کی فرزندی میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں جواب یہ ہے کہ صدق دلی اور نیک نیتی سے اپنے کئے ہوئے سے پچتاؤ اور اُسے پکار کر کہو کہ اے ہر گنہگار کو نجات بخشنے والے ہمیں بھی بچا اور ہم پر رحم کر ہمیں اپنی طرف کھینچ کہ ہم غار عصیاں میں ڈوبے جاتے ہیں۔ اے کریم خدا ہمارے دلوں کو اپنی طرف مائل کر ہم کسی خاص دین یا مذہب کو آپ پسند نہیں کرتے ہیں ہمیں صرف تیری تلاش ہے جدھر تو ہے ہمارے دلوں کو اُدھر متوجہ کر اگر خلوص کے ساتھ تم ایسی دُعا کرو تو یقیناً خدا تمہیں بھی اپنی طرف کھینچ لیگا اور تمہاری ساری مشکلیں آسان ہو جائینگی اور تمام موانع دُور کئے جاوینگے

ان روزمرہ دعاؤں کے سوا طالب حق کو یہ بھی لازم ہے کہ ہر مذہب کی کتاب کو بلاتعصب غور سے پڑھے اور شک و شبہ کو اس کے سمجھنے والوں سے محققانہ طور پر دریافت کرے نہ کہ متعصبانہ طور پر۔

ناظرین! آپ جو اپنے اپنے مذہب کی کتابوں کو غور سے پڑھتے ہیں ذرا ہماری کتابوں کو بھی غور سے مطالعہ فرمائیں اگر آپ کو اطمینان ہو جائے تو فبہا ورنہ آپ مختار ہیں۔

بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے اپنے دین کے متعلق شک پیدا ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جو مذہب ایسا ضعیف ہو کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں کے دیکھنے سے اس میں شک پڑ جائے تو اس کے باطل ہونے میں کیا شک ہے وہ ہی سچا مذہب ہے کہ ہر مذہب کی کتاب پڑھکر ہم جس میں قائم رہ سکیں اور اس میں ترقی کر سکیں۔

الغرض ربنا المسیح نے اس زمین پر تشریف لاکر اس جُدائی اور بُعد کو جو انسان اور خدا میں واقع ہوئی تھی دُور کرکے صلح کرادی۔ اس طرح پر کہ ہم بدکاروں کے عوض میں اپنی جان دیکر خدا کی عدالت پُوری کر دی۔ اور ہماری کمزوریوں کو زور سے بدل کر ہم میں نئی انسانیت پیدا کر دی اور اس دُنیا کو پھر اس کی اصلی حالت پر لاکر رشکِ فردوس بنا دیا۔ چنانچہ اس کے ایماندار بندے بجز گناہ کرنے کے ہر طرح سے آزاد ہیں۔ اور اس دُنیا سے اسی طرح فائدہ اُٹھاتے ہیں جس طرح حضرت آدم باغ عدن سے اٹھاتے تھے البتہ جس طرح شیطان باغ عدن میں آدم کی تاک میں لگا رہتا تھا اسی طرح مسیح کے ایماندار بندوں کی تاک میں بھی لگا رہتا ہے لیکن ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے کیونکہ خود مسیح اُن کے محافظ اور نگہبان ہیں۔

چنانچہ مقدس پولوس نے اسی مضمون کو انہیں الفاظ میں بیان کیا ہے کہ "رات بہت گزر گئی اور دن نکلنے والا ہے پس ہم تاریکی کے کاموں کو ترک کرکے روشنی کے ہتھیار باندھ لیں جیسا دن کو دستور ہے شائستگی سے چلیں نہ کہ ناچ رنگ اور نشہ بازی سے نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیر نہ کرو" (رومیوں ۱۳: ۱۲-۱۴)۔

پھر اس روشنی کے ہتھیار کی تفصیل جن کے ذریعہ سے ہم شیطان کو شکست دے سکتے ہیں یوں بیان کرتے ہیں کہ "پس سچائی سے اپنی کمر کس کر اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہن کر اور ان سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قائم۔ جس سے تم اس شریر کے سارے جلتے ہوئے

تیروں کو بجھا سکو۔ اور نجات کا خود اور رُوح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو اور ہر وقت اور ہر طرح سے رُوح میں دُعا اور منت کرتے رہو (افسیوں ۶: ۱۴-۱۸)۔

بھائیو! خداوند یسوع مسیح نے اُن لوگوں کو جن کو اُس نے اپنی راستبازی کے ذریعہ اصلی شکل پر پھیرا ہے شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے سات ہتھیار بندھوائے ہیں تاکہ اُس شریر کا مقابلہ کرکے اُس فضل کو جو اُس کی طرف سے انسانوں کو دیا گیا ہے کھو نہ دیں۔

سچائی کا کمربند۔ راستبازی کا بکتر۔ خوشخبری کی تیاری کے جوتے۔ ایمان کی سپر۔ نجات کا خود۔ کلامِ الٰہی کی تلوار۔ رُوح میں دُعا کی مدد۔ پس جو کوئی خداوند یسوع مسیح میں پیوست ہوا ہے اور جس نے آدم اوّل کی فرزندی چھوڑ کر خدا کی فرزندی کا مرتبہ حاصل کیا ہے وہ شخص ان سات ہتھیاروں سے ہر وقت شیطان کا مقابلہ کرتا رہتا ہے اور ان خدا کے فرزندوں کا دُنیا میں اور آسمان پر ایک جھنڈ تیار ہو گیا ہے پس ہم ان لوگوں کو جو ان خدا کے سپاہیوں کے جھنڈ کا بچھڑی سے مقابلہ کرتے ہیں یا مخالف کی فوج کے ساتھ مل کر ہلاک ہو رہے ہیں اطلاع دیتے ہیں کہ بھائیو! اس دُشمن کا ساتھ مت دو جو مغلوب ہو چکا ہے بلکہ خدا کے لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔

اور اپنی راستبازی پہ بھروسہ نہ رکھو بلکہ خدا کی اس راستبازی کو جو آدم ثانی میں پیوست ہونے سے ملتی ہے حاصل کرو۔ خدا کے سامنے وہی راستبازی جو اس نے خود عنایت کی ہے کارآمد ہے۔ ہماری راستبازی وہاں کارآمد نہیں ہو سکتی ہے۔

یہ خدا کا فضل ہے کہ دوسرا آدم ظاہر ہوا جو پاک اور قدوس ہے اور وہ اپنے ساتھ آدمیوں کو پیوست کرتا ہے۔ اس لئے وہ پہلے آدم کی نجاست اور اپنی شرارت کی نجاست سے پاک ہوتے ہیں اور آدم ثانی کی خوبی میں سے حصہ پاتے ہیں اس لئے وہ خدا کے مقبول فرزند بن جاتے ہیں۔ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہ سرسری نہیں بلکہ گہری اور حقیقی باتیں ہیں۔

رسالہ دوم

آدم ثانی سے پیوست ہونا

رسالہ اوّل میں آدم اوّل اور آدم ثانی کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہُوا کہ آدم اوّل کے سبب سب آدمی خدا کی رحمت سے محروم ہوئے اور مورد غضب الٰہی بن گئے لیکن دوسرے آدم یعنے حضرت عیسیٰ کے ساتھ پیوند ہونے کی وجہ سے پھر حالت اصلی پر آجاتے ہیں اس رسالہ میں اس بات کا ثبوت دینا ضرور ہے کہ ہم اُس کی راستبازی سے کیونکر راستباز بن جاتے ہیں اور کیونکر اُس کے ساتھ پیوست ہو سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ ہم لوگ جو آدم اوّل کے سبب گنہگار ٹھیرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ بادی النظر میں یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ایک شخص کے خطا سے دوسرا شخص خطاکار ٹھیرے۔ مگر غور و خوض کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ بات لائق تسلیم اور برحق ہے کہ آدم اوّل کے سبب سے سب لوگ بگڑ گئے اور اُس کی خطا کی وجہ سے سب مجرم بن گئے۔ دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ آدم اوّل سب آدمیوں کا مبدا تھا یا وہ حقیقی تخم تھا کہ جس پہ ہر فرد بشر کا سلسلہ جا کر ختم ہوتا ہے۔ یا یُوں سمجھنا چاہیئے کہ آدم اوّل کُل انسانیت کا مجموعہ تھا ہر آدمی کی انسانیت اُس میں موجود تھی مثلاً ایک آم کی گٹھلی میں اس کے تمام شاخ و بار بالقوہ موجود چھپے ہیں اسی طرح جب آدم اوّل باغِ عدن میں تھا تو یہ سب آدمی جو اب زمین پر چلتے پھرتے ہیں یا وہ جو مر گئے ہیں یا وہ جو پیدا ہونگے سب کے سب بالقوہ اُس میں موجود تھے۔ اُس کا جسم سب کے جسموں کا سانچا تھا اُس کی رُوح سب کی رُوحوں کا مخزن تھا چنانچہ توریت میں لفظ یہواہ اور یہوہ کا خطاب اس کی دلیل ہے پس جب اُس نے خطا کی تو اُس کے ساتھ سب نے خطا کی اور جب اس پر

خدا کا قہر نازل ہؤا تو اُن سبھوں پر بھی ہؤا جو اُس میں بالقوہ موجود تھے ظاہر ہیں آدم کی خطا بے حقیقت میں ہم سب کی خطا ہے کیونکہ وہ ہم سبھوں کا مجموعہ تھا جو غضب کے سزاوار ہؤا۔ پس ہر فرد اُس مجموعہ کا مغضوب علیہ ٹھہرا۔ اسلئے یہ کہنا کہ ایک کی خطا سے ہم سب کیوں خاطی ہوئے محض نادانی ہے۔ اب اگر کوئی شخص کوئی قصور کرتا ہے تو اس سے وہی خود قصوروار ٹھہرتا ہے کہ یہ شخص بذات خود دوسرے قصورواروں کا مجموعہ نہیں ہے برعکس اس کے آدم تمام نسل انسانی کا مجموعہ تھا۔ چنانچہ توریت مقدس میں لکھا ہے کہ "تُو ان کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ ان کی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پُشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے ہیں اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں" (خروج ۲۰: ۵۔۶)۔

شاید کوئی یہ کہے کہ اس زمانہ کا شخص اگرچہ کُل انسانیت کا مجموعہ نہیں ہے تو بھی اپنی اولاد کا مجموعہ تو ہے لہذا لازم ہے کہ اس کی بدی اس کی اولاد میں بھی اثر کرے جواب یہ ہے کہ بیشک اگر کوئی ایسا شخص ہو جو بدکار اور ناخدا ترس ہو تو اس کی اولاد بھی جو بالقوہ اُس میں موجود ہے تیسری چوتھی پُشت تک سزاوار ٹھہرتی ہے اس وقت تک جب تک کہ اُس بدکار باپ کی رُوح کا اثر اولاد سے منقطع نہیں ہو جاتا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر بدکار باپ کا اثر اولاد میں سرایت کرے تو وہ بھی غضب کے ماتحت رہتے ہیں اور جب وہ بد اثر جاتا رہے تو خدا بھی مہربانی کرتا ہے۔ اسی طرح اگر آدم اول کی بگڑی ہوئی طبیعت کا اثر ہم میں رہے تو ہم غضب میں رہتے ہیں اگر وہ اثر جاتا رہے تو رحمت کے سایہ میں آجاتے ہیں پس یہ بات واضح ہو گئی کہ آدم اول کے سبب سے ہم سب گنہگار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح آدم ثانی کی راستبازی سے ہم راستباز ٹھہرتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے پاک ہو جاتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے جب دیکھا کہ آدم اول بگڑ گیا اور اس کے سبب سے اُس کی تمام اولاد غضب کی سزاوار ہوئی اور جب آدم نے اُس منشا الٰہی کے برخلاف کہ "آدم اس کا خلیفہ ہو کر ابدالآباد تک زمین پر حکومت کرے اور زندہ رہے"

کام کیا تب خدا نے ایک دوسرے آدم کو جس میں پہلے آدم کی طبیعت کا کچھ بھی اثر نہیں تھا بلکہ ذات الٰہی سے متصف اور اُس کی عین ذات کا عکس اور پرتو تھا بھیجا تاکہ ابدالآباد تک زمین پر حکومت کرے اور اس کے رُوحانی فرزند ہمیشہ اس کے ساتھ حیات ابدی کے وارث بن جائیں اور مسند خلافت پر حکمران رہیں۔

اگر یہ آدم ثانی بھی آدم اول کی طرح اپنی اولاد کا سلسلہ جسمانی طور پر علیحدہ جاری کرتا تو آدم اول کی تمام ذریت دوزخی ہو کر ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار رہتی اور خدا کی رحمت میں اُن کا حصہ نہ ہوتا بلکہ ہم سب کے سب دوزخ میں جاتے اس لئے خدا نے ہم پر یہ فضل کیا کہ آدم اول کی اولاد کو اس کی فرزندی سے نکال کر آدم ثانی کی فرزندی میں اس طرح شامل کیا کہ اس پر ایمان لانے کی وجہ سے اس کی فرزندی میں اُن کا شمار ہو نہ کہ آدم اول کی فرزندی میں۔

اور جیسے آدم اول نے اپنی اولاد کے ظہور سے پیشتر تمام اولاد کو ضمناً اور بالقوہ اپنے اندر لے کر موت کے سایہ میں کر دیا تھا اسی طرح اُس آدم ثانی نے اپنے تمام فرزندوں کو یعنی اپنے تمام کلیسیا کو ضمناً اور بالقوہ اپنے اندر لے کر سب راستبازیاں پوری کردیں اور اپنے تمام کلیسیا کے لوگوں کے گناہوں کو آپ اُٹھا کر سزایاب ہوا تاکہ وہ لوگ موت کے سایہ سے نکل کر اور آدم اول کی فرزندی سے چھوٹ کر اس کے فرزند ہو جائیں اور ہمیشہ اُس کے ساتھ زندہ رہیں۔

شاید کوئی یہ کہے کہ آدم اول اگر خدا کا گناہ نہ کرتا تو نہ کبھی مرتا نہ تو جسم کی نسبت سے اور نہ روح کی نسبت سے بلکہ ہمیشہ وہ اور اُس کی اولاد زندہ رہتے لیکن اب گناہ کی وجہ سے وہ اور اُس کے فرزند دونوں مر گئے۔ لیکن اس آدم ثانی کے فرزند بھی تو جسم کے لحاظ سے مرتے ہیں پس ان کے مرنے کا کیا سبب ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آدم اول کے سبب سے ہر انسان کا جسم اور روح دونوں بگڑ گئے اور دونوں پر موت کا فتویٰ لگ گیا لیکن آدم ثانی نے صرف رُوح کو جو بیش قیمت ہے اپنے ساتھ پیوست کر کے بچا لیا اور اس حقیر جسم کو جو آدم اول کے سانچے میں ڈھلا ہوا

اور خاکی پُتلا ہے اس قابل نہ سمجھا کہ اس پُتلے چیتھڑے کو دھو کر پھر اُس پاک رُوح کو پہنا دے اس لئے اس کو قابلِ التفات نہ سمجھا کیونکہ اُس کا منشا یہ ہے کہ میں اُن رُوحوں کو جنہیں میں نے بچایا ہے نیا لباس یعنے اور ہی بدن عنایت کروں بلکہ اُس زمین کو بھی جو آدم کے سبب سے لعنتی ہوئی ہے اور جس سے یہ خاکی جسم بنائے گئے ہیں اور اس آسمان کو بھی تبدیل کر کے نئی زمین اور نیا آسمان بناؤں اور اپنے مقدسوں کو اُس میں رکھوں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "وہ اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کی صورت پر بنائیگا (فلپیوں ٣: ٢١)۔

مقدس پطرس لکھتے ہیں کہ "لیکن اس کے وعدے کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہیگی۔" (٢ پطرس ٣: ١٣)۔

یشعیاہ نبی لکھتے ہیں کہ "دیکھو میں نئے آسمان اور نئی زمین پیدا کرتا ہوں اور جو آگے تھے اُن کا پھر ذکر نہ ہوگا" (یشعیاہ ٦٥: ١٧)۔

پھر لکھتے ہیں کہ "کیونکہ جس طرح سے نئے آسمان اور نئی زمین جو میں بناؤنگا میرے حضور قائم رہینگے اسی طرح تمہاری نسل اور تمہارا نام باقی رہیگا۔ خداوند فرماتا ہے۔" (یشعیاہ ٦٦: ٢٢)۔ پس ہمارا خداوند اس زمین کو جو سراسر فانی ہے نیست کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ بدن جو اُس سے بنا ہے ضرور ہے کہ نیست ہو مگر روح جو بیش قیمت شے ہے اور جو اس زمین سے نہیں بنی ہے صرف اُسی کی حفاظت درکار ہے۔ بشرطیکہ اُس کے فرزند بن جائیں۔ اس لئے اب اس امر کا بیان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ آدمِ ثانی یعنی حضرت مسیح کے فرزند کیونکر بن جاتے ہیں اور علائق فرزندی کس طرح متحقق ہو جاتے ہیں۔ یوحنا ٣: ٣ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نیقودیموس سے جو ایک یہودی عالم تھا یُوں فرماتے ہیں کہ "میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔ نیقودیموس نے اُس سے کہا آدمی جب بُوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح

سے پیدا نہ ہو خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنا ٣: ٣-٥)۔

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے فرزند بننے اور بہشت میں داخل ہونے کے لئے نیا جنم لینا ضرور ہے پس جو کوئی نیا جنم لیتا ہے وہ آدمِ ثانی کا فرزند بن جاتا ہے لیکن اس نئے جنم کے معنے ہمارے خداوند نے یہ بتلائے ہیں کہ "پانی اور رُوح سے پیدا ہونا" یعنے پانی سے اصطباغ لینا جو ظاہری اقرار کا نمونہ ہے اور خدا کی رُوح کا دل میں آجانا۔

مگر یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ آدمِ ثانی کی رُوح سے ہماری رُوح کو طاقت ملے یعنے روح القدس یا خدا کی رُوح جو باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے ہمارے اندر آجائے تو ضرور ہم اُس کے فرزند ٹھہرتے ہیں گویا کہ ہم باطنی طور پر خدا سے پیدا ہو گئے اور اسی لئے ہم خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ مقدس یوحنا لکھتے ہیں کہ "جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنے اُنہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یوحنا ١: ١١)۔

اس آیت کا لطف اُس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ ہم خدا کی رُوح سے رُوحانی طور پر پیدا ہو کر اُس کے فرزند بن جاتے ہیں۔

اب یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ مسیح کی رُوح اُس کے لوگوں میں کیونکر آجاتی ہے جس کے سبب سے خدا کے فرزند بن کر آدمِ اوّل کی فرزندی سے نکل جاتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ جب کوئی شخص اپنے گناہوں سے شرمندہ اور بیزار ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور رُوحانی طور پر مضطرب رہتا ہے اور خداوند یسوع مسیح سے امداد طلب کرتا ہے تب خداوند تعالیٰ اُس پر فضل کرتا ہے اور اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے اس صورت میں خداوند یسوع مسیح کی رُوح اُس شخص کی طرف توجہ فرماتی ہے اور جس قدر یہ شخص خالص نیت سے اپنی رُوح میں درست طور پر دعا کرتا ہے اور مناجات کے ذریعہ خدا کی طرف تقرب ڈھونڈتا ہے اور کلام الٰہی میں غور کرتا ہے

اُسی قدر رُوح القدس کا فیضان اور اُس کا نزول اُس کے دل پر زیادہ ہوتا رہتا ہے
اور یہ شخص اپنے دل میں آرام اور تسلی پاتا ہے خدا کی محبت اور دُعا کا شوق اور نیکی
میں سرگرمی اور تحمل و برداشت صبر و قناعت اس کے دل میں پیدا ہونا شروع ہو
جاتا ہے اور گھمنڈ غرور حیلہ سازی۔ حسد۔ لالچ۔ تملق۔ نفس پروری۔ شہوت پرستی وغیرہ
عیوب جو ہر آدمی میں پائے جاتے ہیں رفع ہوتے شروع ہو جاتے ہیں یہانتک کہ اس کی
روح مہبط اور مورد انوار الٰہی بن جاتی ہے اُس وقت اس کی باطنی آنکھیں کُھل جاتی
ہیں یعنی یہ شخص کلام الٰہی کے ذریعہ سے اپنے باطنی عیوب اور خدا کی قدوسیت اور
اس جہان کی ناپائداری اور آئندہ جہان کی قدر و منزلت روحانی آنکھوں سے دیکھنے
لگتا ہے اور اُس کا ضمیر روشن ہوتا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا کی روح کی برکت سے ہوتا
ہے اُس کے روح کے بغیر ہرگز کوئی آدمی راہ راست پر نہیں آسکتا جب میں خداوند
یسوع مسیح کے پاس حاضر نہ ہوا تھا اور اس کی رُوحانی برکتوں سے واقف نہ تھا
تو اُس وقت کئی ایک دُنیاوی عالم لاہور میں روح القدس کی بابت گفتگو کرتے تھے
کہ روح القدس کیا چیز ہے؟ میں بھی چُپ چاپ سُنتا تھا مگر اُن کی باتوں کو میری
تمیز قبول نہیں کرتی تھی وہ کہتے تھے کہ عیسائی لوگ جو روح القدس کا فیضان اور اُس
کا نزول آدمیوں کے دلوں میں تسلیم کرتے ہیں۔ شاید انکشاف ذہنی یا فیضان علمی کو
طبیعت پر اثر کرنا قرار دیتے ہیں اور اُن کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ فیضان علمی اکثر ذہین لوگوں
میں ہوتا ہے کچھ عیسائیوں کی خصوصیت نہیں اگرچہ اس کی بابت اُس وقت میں کچھ
ذکر سکا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ روح القدس تو اور ہی چیز ہے اور اُس کے کچھ
اور ہی خاصے ہیں تمام جہان کے ذہین اُس کے بغیر نادان ہیں وہ لوگ سراسر غلطی پر
تھے روح القدس کا لطف جبتک کہ وہ حاصل نہ ہو کوئی نہیں جانتا جب کسی کے اندر
وہ روح آتی ہے تو وہ آدمی اپنے اندر ہمیشہ کی زندگی کا بیعانہ دیکھکر بہت بڑی خوشی
اور آرام اور ایک ایسی اولوالعزمی جو عقل سے بالاتر ہے پاتا ہے تمام مصائب اور
تکالیف کو بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کرتا ہے وہ اپنی غربت میں عیش زندگی پاتا ہے

اپنے اور خدا میں ایک خاص تعلق دیکھتا ہے۔ دقایق اور رموز الٰہیہ اُس پر منکشف ہوتے
ہیں ایک عجیب قسم کی روشنی جو ذہن کی روشنی سے بالاتر ہے اُس میں پیدا ہوجاتی ہے
دینداری میں سرگرم اور گناہوں کے بوجھ سے آپ کو سُبک پاتا ہے۔ تیزی ذہن اور
فیضان علمی سے یہ باتیں ہرگز نصیب نہیں ہوتیں پس ضرور روح القدس اور چیز ہے
اور ذہین ہونا اور چیز ہے۔ ایک محمدی عالم نے مجھ سے کہا کہ میں بھی انجیل کو تحقیقات کی
نیت سے آجکل دیکھ رہا ہوں میری زبان سے نکلا کہ خدا کرے کہ آپ کی سمجھ میں آجائے
وہ صاحب خفا ہو کر کہنے لگے کیا میں ایسا غبی ہوں کہ انجیل کے ترجمہ کو نہ سمجھ سکونگا۔ اس
کے بعد مجھکو معلوم ہوا کہ ہر ذہین رُوح القدس کے بغیر ضرور غبی ہوتا ہے کوئی شخص
رُوح القدس کے بغیر کلام الٰہی کو نہیں سمجھ سکتا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو
روح القدس دُعا اور تلاوت بائبل اور فضل الٰہی سے ملتی ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ
اشرف المخلوقات کا اطلاق ہر ایک انسان پر درست نہیں ہے کیونکہ انسان کیسا
ہی بڑا عقلمند کیوں نہ ہو جبتک اُس میں رُوح القدس نہیں ہے تب تک وہ شرافت
انسانی سے گرا ہوا ہوتا ہے آدم اول اُس وقت تک اشرف تھا جبتک اُس نے خدا
کی اس رُوح کو جو اُسے ملی تھی نہ کھویا جب کھویا تو شرافت سے گر گیا۔

پس روح القدس کیا ہے آدم ثانی کی رُوح ہے جو مقدسوں میں آبستی ہے
اس کے سبب ہم لوگ خداوند یسوع مسیح کے فرزند اور اُس کے عضو بن جاتے ہیں
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آدم اول جس نے ہر فرد انسان کو ضمناً اور بالقوہ اپنے
اندر لے کر لعنت اُٹھائی تو جس قدر انسان اس سے پیدا ہوئے خواہ وہ مر گئے
ہوں یا زندہ ہیں یا جو پیدا ہونگے وہ سب کے سب آدم اول کے حکم میں ہیں کیونکہ آدم
اول ان سب کا ایک مجموعہ ہے لہٰذا اس کی لعنت میں وہ سب شریک ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ اس کا کیا سبب ہے کہ تمام ذریہ آدم اول کے اعضا ہیں جواب یہ
ہے کہ آدم اول کی روح اُن میں بستی ہے مثلاً زید ایک آدمی ہے کہ جس کی رُوح اُس
کے ہر عضو پر یعنی ہاتھ۔ کان۔ ناک وغیرہ پر سلطنت کرتی ہے اگر وہ کسی کو قتل کرے

تو اُس کا سارا بدن خونی ٹھہرتا ہے کیونکہ اُسی کی رُوح سے اُس کا سارا بدن زندہ ہے۔

شناخت اس کی یُوں ہے کہ آدم اوّل لالچی تھا پس اگر ہمارے اندر لالچ ہے تو اسی کی روح ہم میں بستی ہے وہ حیلہ ساز تھا اُس نے خدا سے کہا کہ "اِس عورت نے جسے تو نے میرے ساتھ کر دیا ہے مجھ سے گناہ کرایا"۔ اگر ہم بھی حیلہ ساز ہیں اور گناہ کر کے اُس کے عُذر پیش کرتے ہیں تو اُسی آدم کی رُوح ہم میں ہے وہ عاقبت اندیش نہ تھا اُس نے بے تامل اُس درخت میں سے جس سے خدا نے منع کیا تھا کھا لیا۔ اگر ہم بھی عاقبت اندیشی نہیں کرتے اور بے تامل ہر ایک کی بات مان لیتے ہیں تو ہم میں اُس کی روح بستی ہے وہ خدا کے حکم کو چھوڑ کر دوسروں کی بات مان گیا اگر ہم بھی خدا کے حکم کو چھوڑ کر دُنیا کے لوگوں کی باتیں مان لیتے ہیں تو بیشک اُس کی روح ہم میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے درجہ پر اُس کا عضو ہے۔ اسی طرح اگر اس دوسرے آدم کی روح ہم میں بسے تو ہم اُس کے اعضا بن جاتے ہیں کیونکہ جیسے تمام شریروں کے مجموعہ کا سر آدم اوّل ہے اسی طرح تمام مقدسوں کے مجموعہ کا سر عیسیٰ مسیح ہے۔

چنانچہ قرنتیوں میں لکھا ہے کہ "میں چاہتا ہوں کہ تم جان لو کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے" (۱ قرنتیوں ۱۱: ۳)۔

"کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے" (افسیوں ۵: ۲۳)۔

یعنے تمام مقدسوں کی جماعت گویا ایک بدن ہے جس کا سر حضرت عیسیٰ مسیح ہے۔

اِس کا ثبوت کہ سب آدمی جو مسیح کے ہیں ہر ایک اُس کا عضو ہے یہ ہے کہ "اسی طرح تم مل کر مسیح کا بدن ہو اور فرداً فرداً اعضا ہو" (۱ قرنتیوں ۱۲: ۲۷)۔ رومیوں میں ہے کہ "اسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا" (رومیوں ۱۲: ۵)۔

افسیوں میں لکھا ہے کہ "اور سب کچھ اس کے پاؤں تلے کر دیا اور اُس کو سب چیزوں

کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا" (۱: ۲۲ و ۲۳)۔ غرضیکہ یہ مضمون انجیل شریف میں ہر ایک جگہ پر مذکور ہے کہ ہم سب مسیح کے اعضا ہیں اور وہ ہمارا سر ہے اس لئے مسیح کی رُوح اُس کے سب اعضا میں سلطنت کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُس کے سزا اُٹھانے سے ہم سب بچ گئے کیونکہ اگر سر سے بوجھ اُٹھا کر پھینک دیا تو پیر جو اُس کے متعلق تھے خود بخود سُبک ہو گئے پس جاہلوں کا وہ اعتراض کہ ایک کی سزا سے دُوسرا کیوں پاک ہو جاتا ہے رفع ہوا کیونکہ وہ ایک دوسروں سے جُدا نہیں ہے اور اُس کا تعلق اِس طرح ثابت ہے کہ کسی کو شک کی گنجائش باقی نہیں یعنی یہ کہ اُسی کی رُوح ہم میں آ گئی لیکن جو اُس سے جُدا ہیں وہ اس لُطف سے محروم ہیں۔

اور یہی سبب ہے کہ عیسیٰ مسیح کی راستبازی سے ہم راستباز ہوئے کیونکہ جب سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو تمام بدن کی زینت ہو جاتی ہے یعنی جب اُس نے شریعت کے تمام احکام اور سب صداقتیں پاک اور بے گناہ ہو کر پُوری کر دیں اور آدم اوّل کے فرزندوں کو اپنی رُوح دے کر اُس کی فرزندی سے نکال لیا اور اپنا عضو بنا لیا تو جس قدر لوگ اُس کے عضو بن گئے وہ سب اُس کی راستبازی سے راستباز ٹھہر گئے۔

اور یہ بھی جاننا چاہئیے کہ آدم اوّل کے فرزند جن پر موت کا فتویٰ ہو چکا تھا اور اب ت کی فرزندی سے بھاگ کر آدم ثانی کی فرزندی کی پناہ میں آ ہوئے ہیں تو کیا خدا کا وہ حکم یعنی موت کا فتویٰ اُن پر پُورا ہوئے بغیر ٹل گیا ہرگز نہیں کیونکہ خدا کا حکم پُورا ہوئے بغیر ٹل نہیں سکتا کہ وہ جلتی آگ کی مانند ہے پس خداوند یسُوع مسیح نے سب کی موت اپنے اوپر اُٹھا لی یعنی سب کے بدلہ میں فدیہ ہُوا۔

یہ ایسی بات ہے جیسے پاؤں ہاتھ نے خطا کی لیکن سزا سر پر آ پڑی اسی لئے اُس کے سزا اُٹھانے سے ہم اچھے ہو گئے۔

لیکن چونکہ وہ خود بے گناہ اور پاک تھا اور اُس کی رُوح جیسی کہ خدا میں سے نکلی تھی ویسی ہی مبرّا اور بے عیب تھی اس لئے اگرچہ موت نے ہمارے گناہوں کے سبب سے تھوڑی دیر کے لئے اُس کو دبا لیا لیکن ہمیشہ تک اُس کو اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکی کیونکہ

ایک پاک روح اُس کے قبضہ میں ہرگز نہیں رہ سکتی اِس لئے وہ اس کے قبضہ سے نکل آیا۔ لہٰذا ہم بھی اُس کے اعضا ہونے کے باعث سے موت کے پنجے سے چھوٹ گئے اِس سے ظاہر ہے کہ مسیح کی راستبازی کی وجہ سے ہم کس طرح راستباز ٹھہرتے ہیں۔

مگر یہ نعمت اِس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ اُس کی رُوح ہم میں ہو اگر اُس کی رُوح ہم میں نہیں ہے تو ہم لاکھ اقرار کریں کہ ہم مسیح کے ہیں ہمیں کچھ فائدہ نہیں بلکہ ہنوز اول موت کے سایہ میں رہتے ہیں۔

اب یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آیا خدا کی رُوح آدمیوں کو بھی ملتی ہے یا نہیں جس کے سبب سے اُس کے عضو بن سکتے ہیں۔

سو جاننا چاہیئے کہ مسیح کی رُوح ضرور اُس کے سچے عیسائیوں کو مرحمت ہوتی ہے بغیر اُس کے کوئی شخص عیسائی نہیں ہو سکتا اور وہ رُوح ہر زمانہ میں مقدسوں کو ملتی رہی ہے اُس کے وسیلہ سے وہ بھی مسیح کا عضو ہو کر نجات پاتے رہے ہیں اور جنہیں نہیں ملی ہے وہ جہنمی ہوئے اور ہوتے ہیں۔

یوحنا کے پہلے خط میں لکھا ہے کہ "چونکہ اُس نے اپنے روح میں سے ہمیں دیا ہے اِسی سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں" (۴: ۱۳)۔

اِسی خط کے ۳-۲۴ میں ہے "اور جو اُس کے حکموں پر عمل کرتا ہے وہ اُس میں اور یہ اُس میں قائم رہتا ہے اور اِسی سے یعنی اس رُوح سے جو اُس نے ہمیں دی ہے ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں قائم رہتا ہے"۔

نیز یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "اُس روز تم جانوگے کہ میں اپنے باپ میں ہوں اور تم مجھ میں اور میں تم میں" (۱۴: ۲۰)۔

اِسی طرح رومیوں میں لکھا ہے کہ "لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کا رُوح تم میں بسا ہؤا ہے مگر جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن گناہ کے سبب سے مردہ ہے مگر رُوح راستبازی کے سبب سے زندہ ہے"۔ (رومیوں ۸: ۹)۔

پہلا قرنتیوں میں لکھا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا رُوح تم میں بسا ہؤا ہے اگر کوئی خدا کے مقدس کو برباد کریگا خدا اُس کو برباد کریگا کیونکہ خدا کا مقدس پاک ہے اور وہ تم ہو" (۳: ۱۶)۔

اعمال میں لکھا ہے کہ "پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤگے" (۲: ۳۸) دیکھو ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کا رُوح اُن آدمیوں کو جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں ضرور ملتا ہے اور یہ بات نہ صرف انجیل سے بلکہ تمام نبیوں کے پاک نوشتوں سے بہت ہی اچھی طرح ثابت ہے۔

شاید کوئی نا سمجھ یہ کہے کہ اگر تم میں عیسیٰ مسیح کا رُوح رہتا ہے تو تم معجزات کیوں نہیں دکھلا سکتے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ معترض کو قرنتیوں کا پہلا خط ۱۲ باب دیکھنا چاہیئے کہ رُوح کے کیا کیا کام ہیں۔ وہاں لکھا ہے کہ نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں پر رُوح ایک ہی ہے اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے لیکن ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ ایک کو روح کے وسیلے سے حکمت کا کلام عنایت ہوتا ہے اور دوسرے کو اِسی روح کی مرضی کے موافق علمیت کا کلام۔ کسی کو اِسی روح سے ایمان اور کسی کو اسی ایک روح سے شفا دینے کی توفیق۔ کسی کو معجزوں کی قدرتیں۔ کسی کو نبوت۔ کسی کو روحوں کا امتیاز۔ کسی کو طرح طرح کی زبانیں کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا۔ لیکن یہ سب تاثیریں وہی ایک رُوح کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بانٹتا ہے"۔

پس اِس باب کے دیکھنے اور اِس پر غور کرنے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روحانی آدمی کو معجزات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب تمام کلیسیا ایک بدن ٹھہرا جس کا سر خود حضرت مسیح ہے اور جس کی زندگی مسیح کی رُوح ہے تو اب ایک شخص جو اُس بدن کا ایک ناخن یا اُس سے بھی چھوٹا ایک عضو ہو اور اگرچہ اُسی رُوح سے

جس کے سبب سے تمام بدن زندہ ہے وہ بھی جیتا ہو تو بھی جو اس کا کام ہے وہی کرسکتا ہے کوئی ناخن سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو زبان کا کام یا آنکھ یا ناک کا کام کیوں نہیں کرتا کیونکہ ضرور ہے کہ ہر عضو اپنا اپنا کام کرے بایں ہمہ اُس شخص میں بھی وہی رُوح ہے جو بدن پر حکومت کرتا ہے فقط۔

اب غور کیجئے کلام الٰہی کی یہ کیسی صاف تعلیم ہے جس پر تمام کُتب انبیا گواہی دیتی ہیں اور جس سے ہم اپنے بدنوں میں زندگی محسوس کرتے ہیں لیکن دُنیاوی مذاہب جو آدمیوں نے بنائے ہیں کیا سکھلاتے ہیں ذرا غور تو کیجئے ۔ مسیح کے پاس آؤ تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا رُوح تمہیں بھی مل جائے ورنہ مُفت آپ کی روح برباد ہو جائیگی خداوند آپ سب پر اپنا فضل کرے۔

رسالہ سوم

آدم ثانی یعنی مسیح خداوند کے فضائل میں

اگرچہ خداوند عیسیٰ مسیح کے فضائل میں سے کچھ پہلے ضمناً مذکور ہو چکا ہے تاہم ضرور ہے کہ ایک رسالہ مستقل طور پر ان کے فضائل میں لکھا جائے تاکہ اُن لوگوں کو جو اُن کے حال سے واقف ہو کر دوزخ کی طرف چلے جاتے ہیں اور اُن کو بھی مثل اور ہادیوں کے ایک ہادی خیال کر کے گمراہی کے جنگل میں بھٹکتے پھرتے ہیں فائدہ پہنچے۔ واضح رہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خصائص اور فضائل اس قدر ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں اُن کی گنجائش نہیں ہے مگر میں اُن خصائص کو جو نہایت روشن اور واضح ہیں بیان کرتا ہوں جن کا جاننا اُن طالبانِ حق کے لئے جو اُن کا عضو بننا چاہتے ہیں واجب اور لازم ہے پوشیدہ نہ رہے کہ میں فضیلتیں خداوند یسوع مسیح میں ایسی ہیں جو کسی دوسرے ہادی اور مُرشد میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ فضیلت اوّل۔ کہ وہ باعث ایجاد عالم ہیں یعنی اُنہی کے وسیلہ سے تمام کائنات اور سب چیزیں پیدا ہوئیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "خدا نے کہا کہ اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا (پیدائش ۱:۳)۔ خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور اُن کے سارے لشکر اُس کے مُنہ کے دم سے" (زبور ۳۳:۶)۔ ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے حکم یا کلام سے سب چیزیں پیدا ہوئی ہیں مگر یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہُوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نُور تھا" (یوحنا ۱:۱-۴)۔ پھر آیت ۱۴ میں ہے کہ "کلام مجسم ہُوا۔ وہ فضل اور سچائی سے معمور

ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"
(۱: ۱۴)۔

کلسیوں میں لکھا ہے کہ" کیونکہ اُسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں آسمان کی ہوں یا زمین کی دیکھی ہوں یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ ساری چیزیں اسی کے وسیلے سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں" (۱: ۱۶)۔

اگر آپ ان آیتوں پر اور اُن دیگر آیات پر جن کو ہم نے پیش نہیں کیا ہے۔ انصاف کے ساتھ غور کریں تو با وضاحت ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح باعث ایجاد عالم ہیں۔ اور ہمارے لئے کیسی خوشی کا مقام ہے کہ ہم نے اُن کو جو باعث ایجاد عالم ہیں پا لیا ہے۔ مسلمانوں کا گمان ہے کہ سارا جہان محمد صاحب کے سبب پیدا ہوا ہے مگر اس دعوی کا ثبوت اُن کے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ وہ خدا کے کلام سے اس کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ البتہ ایک عربی فقرہ یعنی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ سناتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے محمد تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا"۔ حالانکہ یہ فقرہ بالکل بے بنیاد ہے۔ نہ یہ قرآن کی آیت ہے اور نہ یہ کوئی معتبر حدیث ہے بلکہ صوفیوں نے گھڑ کر مشہور کر دیا ہے مولوی رحمت اللہ صاحب جو مسلمانوں میں بڑے مولوی ہیں اُن کو بھی تسلیم ہے کہ یہ فقرہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں پایا نہیں جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کئی بار اپنے وعظ میں بمقام کرانہ اس کا ذکر کیا ہے۔ البتہ فارسی کی اُن غیر معتبر کتابوں میں جو شاعروں کی بنائی ہوئی ہیں موجود ہے پس ایسی کتابوں کا کیا اعتبار ہے۔ ہم تو خدا کے کلام سے خداوند یسوع مسیح کی نسبت اس کا ثبوت دیتے ہیں بلکہ قرآن میں بھی مسیح خدا کا کلمہ کہلاتا ہے غرض کہ یہ دعوی محمد صاحب کی نسبت ہرگز درست نہیں ہو سکتا کیونکہ کلام الہی تو الگ رہا قرآن سے بھی یہ دعوے اُن کی نسبت ثابت نہیں ہے۔ اس کے سوا خدا کا کلام قدیم ہے اور مسیح بھی قدیم ہیں مگر محمد صاحب مثل اور آدمیوں کے حادث ہیں نہ انہوں نے قدامت کا دعوے کیا ہے اور نہ قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ کلام اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم ہے۔ محمد صاحب اس سے عاجز تھے۔ محمد صاحب کوئی اقنوم نہ تھے بلکہ وہ اقانیم ہی کے منکر تھے یہی سبب ہے کہ مسیح باختیار خود قدرت

دکھلاتا رہا بہر حال مسیح کے سوا اور کسی کی نسبت یہ دعوے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فضیلت دوئم۔ وہ روح القدس کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے چنانچہ لکھا ہے کہ "اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی" (متی ۱: ۱۸)۔ یسعیاہ نبی اس کی خبر مسیح سے ۷۴۲ برس پیشتر دے گیا تھا چنانچہ اس کے ۷ باب آیت ۱۴ میں مرقوم ہے کہ "خدا آپ تم کو ایک نشان دیگا دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیگی"۔ اگر وہ کسی آدمی کے نطفہ سے ہوتا تو وہ بھی اور انسانوں کی طرح موروثی گنہگار ہوتا اور وہ شفیع بھی نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ بلا توسط غیری خدا سے صادر ہوا چنانچہ یوحنا کی انجیل میں مرقوم ہے کہ "اور انہوں نے اُس کو قبول کیا اور سچ جان لیا کہ میں تیری طرف سے نکلا ہوں اور وہ ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا" (۱۷: ۸)۔ مسیح صرف عورت سے بغیر باپ کے اس لئے پیدا ہوا کہ اول شیطان نے عورت ہی کو ضعیف جان کر بہکایا تھا۔ خدا نے اسی کے وسیلہ سے اُس کا سر کچلوانا چاہا جیسے (پیدائش ۳: ۱۵) میں پہلے سے خبر دی تھی کہ وہ تیرے سر کو کچلیگی۔ پس حضرت مسیح کے سوا کسی نے شیطان پر فتح نہیں پائی۔ فضیلت سوئم۔ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے نہ جسمانی طور پر بلکہ روحانی طور پر وہ باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا اور سب لوگ خدا کے حکم سے پیدا ہوئے لیکن وہ ذات پاک سے ازل میں نکلا چنانچہ یوحنا کی انجیل میں مذکور ہے کہ "اور اب اے باپ تو اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے" (۱۷: ۵)۔ اور چونکہ وہ خدا سے نکلا ہے اسی لئے خدا کا بیٹا کہلاتا ہے مگر اس مضمون کو بغیر امداد غیبی کے کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے چنانچہ متی ۱۶: ۱۳ سے ۱۷ تک کا یہی مطلب ہے کہ اے پطرس تو جو مجھے زندہ خدا کا بیٹا کہتا ہے یہ بات جسم اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے تجھ پر ظاہر کی ہے اور (۱ قرنتی ۲: ۱۱) میں ہے کہ "اسی طرح خدا کی روح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا اس بھید کو روحانی آدمی ہی اچھی طرح سمجھ جاتے ہیں مگر مسیح کی نسبت صاف لکھا ہوا ہے کہ "آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" (متی ۳: ۱۷)

پھر پطرس کے دوسرے خط میں لکھا ہے کہ "اُس نے خدا باپ سے اس وقت عزت اور
جلال پایا جب اس افضل جلال میں سے اُسے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے
میں خوش ہوں اور جب ہم اس کے ساتھ مقدس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سُنی"
(۱: ۱۷ و ۱۸) ۔ اور داؤد نبی ۱۵۲۰ برس پیشتر کہتا ہے کہ "میں حکم کو آشکارا کرونگا
کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا" (زبور ۲: ۷)۔
اس زبور کی آیت ۱۲ میں ہے کہ "بیٹے کو چومو تا نہ ہو جسے کہ وہ بیزار ہو اور تم راہ میں ہلاک ہو جاؤ
جب اُس کا قہر یکایک بھڑکے" نیز آیت ۳ و ۴ میں ہے کہ "آؤ ہم اُن کے بند کھول ڈالیں اور
اُن کی رسیاں اپنے سے توڑ پھینکیں وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسیگا" یعنی جو لوگ
اُس کے بیٹے کو قبول نہیں کرتے اور اُس کے برخلاف باتیں کرتے ہیں خدا اُن سے اس قدر
ناراض ہے۔ پھر یہ کہ مسیح نے خود کہا ہے کہ "میں خدا کا بیٹا ہوں" چنانچہ یوحنا ۹: ۳۵-۳۷ کا بھی
مطلب ہے کہ مسیح نے اُسے کہا کہ تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے اُس نے جواب دیا کہ
اے خداوند وہ کون ہے عیسیٰ نے کہا جو تجھ سے بولتا ہے وہی ہے۔ جب ایسا ہے
خدا کا بیٹا ہمیں مل گیا اور ہمارا ہادی ہوا تو اب ہمیں اور کیا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ
لوگ مسیح پر غور نہیں کرتے اور یہ جو انجیل شریف میں کہیں ابن آدم یا نبی یا رسول
یا سردار کاہن یا ابن داؤد وغیرہ اُن کے نام مذکور ہیں یہ نام اُن کے ایک ایک کام
اور خاصیت ظاہر کرتے ہیں صرف غور کرنے کی ضرورت ہے۔ فضیلت چہارم۔
وہ قادر مطلق تھا یعنی باعتبار الوہیت وہ ہر طرح صاحب قدرت تھا اپنے اختیار
سے سب کچھ کرتا تھا کیونکہ اُس نے باختیار خود ہر طرح کے عجیب و غریب کام دکھلائے
اور کہا کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے میں بھی کرتا ہوں چنانچہ یوحنا ۵- ۱۸ میں
ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کے برابر کہا یہی سبب تھا کہ یہودی اُس کے زیادہ
دشمن بن گئے مکاشفات ۱: ۱۷ و ۱۸ میں ہے کہ جب میں نے اُسے دیکھا تو اس
کے پاؤں پر مردہ سا گر پڑا اور اس نے یہ کہکر مجھ پر اپنا دہنا ہاتھ رکھا کہ خوف نہ
کر میں اوّل اور آخر اور زندہ ہوں میں مر گیا تھا اور دیکھ میں ابدالآباد زندہ رہونگا۔"

فضیلت پنجم کہ وہ عالم الغیب بھی تھا چنانچہ انجیل کے بہت سے واقعات اِس
فضیلت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً "یسوع نے اُن کے خیالوں کو جان کر اُن سے کہا"
(متی ۱۲: ۲۵)۔
"یسوع نے اُن کے خیال معلوم کرکے کہا کہ تم کیوں اپنے دلوں میں بُرے
خیال لاتے ہو" (متی ۹: ۴)۔ "اور اس کی حاجت نہ رکھتا تھا کہ کوئی انسان کے
حق میں گواہی دے کیونکہ وہ آپ جانتا تھا کہ انسان کے دل میں کیا کیا ہے" (یوحنا
۲: ۲۵)۔ "اور اس کے فرزندوں کو جان سے مارونگا اور ساری کلیسیاؤں کو معلوم
ہوگا کہ گردوں اور دلوں کا جانچنے والا میں ہی ہوں" (مکاشفات ۲: ۲۳)۔ "اب ہم
جان گئے کہ تو سب کچھ جانتا ہے اور اس کا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پوچھے اِس
سبب سے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تو خدا سے نکلا ہے" (یوحنا ۱۶: ۳۰)۔ پس اب غور
کیجئے کہ کوئی نبی غیب دان نہیں ہوتا ہے نبیوں کو اُسی قدر غیب کی بات معلوم
ہوتی ہے جس قدر خدا تعالیٰ اُن کو بتلاتا ہے مگر ہمارا خداوند یسوع مسیح جو خدا سے
نکلا ہے عالم الغیب بھی ہے۔ فضیلت ششم کہ اس کی تعلیم تمام جہان کے معلموں کی
تعلیم سے افضل اور اعلیٰ بلکہ عقل سے بلند اور بالا ہے خدا کے بغیر کوئی شخص ایسی تعلیم
نہیں دے سکتا ہے جو لوگ عہد عتیق و جدید سے واقف ہیں اور کشادہ دل ہیں
وہ اس فضیلت سے خوب واقف ہیں اور کوئی عقلمند اس فضیلت سے انکار نہیں کر
سکتا ہے مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت فصیح ہے وہ صرف لفظی فصاحت
پر نازاں ہیں اس کے متعلق ہم نے ہدایت المسلمین کے باب ہفتم و ہشتم کے آخر میں مفصل
بیان لکھا ہے۔ ہم لوگ توریت و انجیل کی لفظی فصاحت پر نازاں نہیں بلکہ اس کے
مضامین عالیہ پر ناز اور فخر کرتے ہیں لفظی فصاحت خواہ کتنی ہی اعلیٰ ہو اس قابل
نہیں کہ اس پر فخر کیا جائے۔ فضیلت ہفتم۔ کہ وہ پاک اور بے عیب اور معصوم تھا
خدا کے کلام سے ظاہر ہے کہ سب جہان کے لوگ خواہ نبی ہوں یا رسول خواہ
عام ہوں یا خاص سب کے سب گنہگار ہیں بجز خداوند عیسیٰ مسیح کے مثلاً "کیونکہ اس

نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُس کے مُنہ میں ہرگز چھل نہ تھا" (یشعیاہ ۵۳ : ۹)۔ "نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نکلی" (۱ پطرس ۲ : ۲۲)۔ "تم جانتے ہو کہ وہ اِس لئے ظاہر ہوا تھا کہ گناہوں کو اُٹھا لیجائے اور اُس کی ذات میں گناہ نہیں" (۱ یوحنا ۳ : ۵)۔ "تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے اگر میں سچ بولتا ہوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے" (یوحنا ۸ : ۴۶)۔ "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں" (۲ کرنتھیوں ۵ : ۲۱)۔ "ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بیگناہ رہا" (عبرانیوں ۴ : ۵)۔ خود حاکم اُس کے بے گناہ ہونے کا اقرار کرتا ہے چنانچہ متی ۲۷ : ۲۴ میں مذکور ہے جب پیلاطوس نے دیکھا کہ مجھ سے کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ ہنگامہ اور زیادہ ہوتا جاتا ہے تو پانی لیکے لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اِس راستباز کے خون سے پاک ہوں"۔ ایک چور جو اُس کے ساتھ مصلوب ہُوا تھا یُوں کہتا ہے کہ "ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اُس نے کوئی بیجا کام نہیں کیا" (لوقا ۲۳ : ۴۱)۔ نیز داؤد نبی زبور ۱۶ کی آیت ۱۰ میں مسیح کو قدوس کہتا ہے جس کے معنے بالکل بے عیب اور نہایت پاک کے ہیں اِس کے سوا یوحنا سے سب لوگ گناہوں کا اقرار کر کے اصطباغ لیتے تھے لیکن جب حضرت مسیح اصطباغ لینے گیا تو یوحنا نے کہا کہ میں خود تجھ سے اصطباغ لینے کا محتاج ہوں تو میرے پاس کیوں آیا اُس وقت مسیح نے گناہ کا اقرار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ تمام راستبازی پورا کرنے کی غرض سے اصطباغ لیتا ہوں۔ مسلمان اگرچہ آنحضرت کو معصوم مانتے ہیں لیکن ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ قرآن میں آپ کے گناہوں کا ذکر موجود ہے۔

فضیلت ہشتم۔ کہ وہ سب آدمیوں اور فرشتوں کا معبود ہے مثلاً "تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں" (فلپیوں ۲ : ۱۰)۔ "اور جب پہلوٹھے کو دُنیا میں پھر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں" (عبرانیوں ۱ : ۶)۔ قرآن میں مذکور ہے کہ آدم اوّل کو فرشتوں نے سجدہ

کیا اس کا ثبوت خدا کے کلام سے نہیں ملتا ہے البتہ آدم ثانی یعنے خداوند مسیح کو بے شک فرشتے سجدہ کرتے ہیں جو باپ کے ساتھ تخت نشین ہے۔ فضیلت نہم۔ ہمارا خداوند یسوع مسیح ہر وقت حاضر ناظر ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں "اور دیکھو میں زمانہ کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸ : ۲۰) "میں تیرے کام اور تیری مشقت اور تیرا صبر جانتا ہوں اور یہ بھی کہ تو بدوں کو دیکھ نہیں سکتا" (مکاشفات ۲ : ۲)۔ فضیلت دہم کہ وہ گناہ معاف کرنے والا ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ مجھے گناہ بخشنے کا اختیار ہے اور اس بات کو اُس نے اچھی طرح ثابت بھی کیا ہے کہ "لیکن اس لئے کہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے" (متی ۹ : ۶) اور "اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دُونگا میرا جُؤا اپنے اُوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن تو تمہاری جانیں آرام پائینگی کیونکہ میرا جُؤا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا ہے" (متی ۱۱ : ۲۸-۳۰) خداوند مسیح کے سوا کسی نے دعویٰ نہیں کیا ہے کہ میں تمہاری شفاعت کرونگا سب مُرشدوں نے مریدوں کے سر پر بوجھ ڈالا ہے مگر حضرت مسیح نے خود ہمارا بوجھ اپنے سر پر اُٹھا لیا ہے جس کے لئے ہم اس کے شکرگزار ہیں۔ فضیلت یازدہم کہ اُس نے گنہگاروں کے عوض اپنی جان دی اور سب ایمانداروں کو بچا لیا۔ وہ دوست جس کو ہم حقیقی معنوں میں دوست کہہ سکیں مسیح کے سوا کوئی اور نظر نہیں آتا مگر اس کفارہ کا تعلق اور اس کی عظمت اور جلال اور یہ کہ وہ ضروری امر تھا اُس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص توریت اور انجیل کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ فضیلت دوازدہم۔ رحم۔ حلم۔ فروتنی۔ توکل۔ صبر۔ قناعت وغیرہ تمام اوصاف حمیدہ جیسے اُس کی ذات میں پائے جاتے ہیں دوسروں میں نظر نہیں آتے چنانچہ انجیل کے پڑھنے والے اس بیان کے گواہ ہیں۔ فضیلت سیزدہم تمام نبیوں اور رسولوں اور سب مقدسوں اور سارے جہان کے عقلمندوں نے یوں کہا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو جیسا جاننا چاہئے ہرگز نہیں جانتے کیونکہ وہ وراء الوریٰ ہے اور بزرگوں کا یہ قول بھی مشہور ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک یعنی جو پہچاننے کا حق ہے ہم

نے اُس طرح خدا کو نہیں پہچانا اس کا سبب یہ ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی انسان اس ذات کو جو لا محدود اور غیر مدرک ہے کما حقہٗ معلوم کر سکے اس لئے تمام عقلاء اس پر متفق ہیں کہ کوئی شخص اس کا ادراک نہیں کر سکتا ہے لیکن ہمارا منجی جو کامل انسان اور کامل خدا ہے یوں فرماتا ہے کہ "اے عادل باپ دُنیا نے تجھے نہیں جانا مگر میں نے تجھے جانا اور انہوں نے بھی جانا ہے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے" یوحنا ۱۷: ۲۵ میں ہے "پر میں اُسے جانتا ہوں اس لئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور اسی نے مجھے بھیجا ہے" (۷: ۲۹)۔ "تم نے اُسے نہیں جانا لیکن میں اُسے جانتا ہوں" (۸: ۵۵) "جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور میں باپ کو جانتا ہوں" (۱۰: ۱۵) دیکھو یہ وہ بڑی فضیلت ہے جو کسی نبی اور رسول کو بھی مرحمت نہیں ہوئی۔ فضیلت چہاردہم یہ کہ حضرت عیسیٰ کے وسیلے کے بغیر ہم خدا کو راضی نہیں کر سکتے اور خدا کی مرضی بغیر مسیح کے پوری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ یشعیاہ نبی فرماتے ہیں کہ "اور خدا کی مرضی اُس کے ہاتھ کے وسیلہ بر آویگی" (۵۳: ۱۰) "کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے" (یوحنا ۱۵: ۵)۔ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (۱۴: ۶) فضیلت پانزدہم یہ کہ قیامت کے دن سب مُردوں کو وہی جلاویگا سب کی زندگی اُسی کے ہاتھ میں ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "بلکہ اُسے آخری دن پھر زندہ کروں۔" (یوحنا ۶: ۳۹) "اور میں اُسے آخری دن پھر زندہ کروں" (آیت ۴۰)۔ آیت ۵۴ میں ہے کہ "جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور میں اُسے آخری دن پھر زندہ کرونگا" مکاشفات ۱: ۱۸ میں ہے کہ "عالم ارواح اور موت کی کنجیاں میرے پاس ہیں"۔ اے بھائیو جو ہمیں قبروں سے اُٹھائیگا کیا ہم اُس کی فرمانبرداری نہ کریں لازم ہے کہ اُس کی رضا جوئی کے درپے ہوں۔ فضیلت شانزدہم کہ وہ قیامت کا پہلا پھل ہے چنانچہ قرنتیوں میں لکھا ہے "لیکن فی الواقع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں اُن میں پہلا پھل ہُوا" (۱ قرنتیوں ۱۵: ۲۰) فضیلت ہفدہم کہ قیامت کے دن وہی سب کی عدالت کریگا خدا نے عدالت اُسی کے سپرد کی ہے دشمن اور دوست اُس کے آگے حاضر

ہونگے اور وہی انصاف کریگا۔ "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئیگا اُس وقت ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلا دیگا" (متی ۱۶: ۲۷) "جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے ہو۔ بارہ تختوں پر بیٹھکر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"۔ (متی ۱۹: ۲۸)۔ "اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کریگا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے" (متی ۲۵: ۳۱)۔ "کیونکہ باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا ہے بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں" (یوحنا ۵: ۲۲ و ۲۳) فضیلت ہیجدہم یہ کہ وہ شریعت کا پورا کرنے والا ہے یعنے اُس نے شریعت کے احکام بے عیب ہو کر کما حقہٗ ادا کر دیئے اس لئے اُس کے سب فرزند ظاہری شریعت سے آزاد ہوگئے چنانچہ لکھا ہے کہ "کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے" (متی ۳: ۱۵)۔ "جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا تمام ہُوا اور سر جھکا کر جان دے دی" (یوحنا ۱۹: ۳۰) متی ۵: ۱۷ میں ہے کہ "میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں" فضیلت نوزدہم یہ کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ابدالآباد زندہ ہے اُس کی عمر کا انتہا نہیں وہ آسمان پر زندہ ہے اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ یشعیاہ ۵۳: ۱۰ میں ہے کہ "اُس کی عمر دراز ہوگی" حالانکہ آیت ۹ میں کہہ چکا ہے کہ "اُس کی قبر دولتمندوں کے ساتھ ہوئی" مگر اب کہتا ہے کہ اُس کی عمر دراز ہوگی صاف ظاہر ہے کہ وہ مر کے جی اُٹھیگا۔ چنانچہ انجیلوں سے خوب ثابت ہے کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھا اور چالیس دن تک دکھائی دیا اور بہتوں نے دیکھا اور بہتوں کے ساتھ رہا پھر آسمان پر چلا گیا۔

عبرانی ۱: ۳ "کہ وہ گناہوں کو دھو کر عالم بالا پر کبریائی کی دہنی طرف جا بیٹھا"۔

حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ "خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی بنا دوں" (زبور ۱۱۰: ۱)۔ خود مسیح نے کہا ہے کہ "اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھوگے" (متی ۲۶: ۶۴) "دیکھو میں آسمان کو کھلا ہُوا اور ابن آدم کو

"خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں" (اعمال ۷: ۵۶) فضیلت ہشتم ہمارے خداوند کی یہ ہے کہ کتب عہدِ عتیق میں سینکڑوں بشارتیں اور پیشینگوئیاں اُس کی نسبت لکھی ہیں جن سے خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے اور جن پر غور کرنے سے مسیح کی صداقت اور نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوّلین و آخرین کا وسیلۂ نجات صرف خداوند عیسیٰ مسیح ہے اس کے سوا ایک اور قسم کی پیشینگوئیاں بھی ہیں جن کو اشارات کہتے ہیں جو اول قسم کی پیشینگوئیوں سے زیادہ تر اُس کا جلال ظاہر کرتی ہیں جن کو اہل علم اور روحانی آدمیوں کے سوا عوام نہیں سمجھ سکتے ہیں اور اس کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ آج تک محققین کی عقل نے اُن کا اندازہ نہیں کیا ہے بلکہ روز بروز نئے نئے مضامین منکشف ہوتے جاتے ہیں مگر یہ اشارات اُن لوگوں کو معلوم ہوتی ہیں جو رات دن کلام الٰہی میں غور کرتے رہتے ہیں۔ پس اب ہم ناظرین سے یہ التماس کرتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی طرف آپ غور کریں اور اس کے فضائل پر لحاظ کر کے تمام جہان کے ہادیوں کو اُس کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں اگر وہ سارے جہان کے ہادیوں سے ہر بات میں افضل ثابت ہو تو اُس کی خدمت میں حاضر ہونا اور اُس سے تعلیم پانا نہایت مناسب ہے ورنہ مفت عمر برباد کر کے خدا کو ناراض کرنا اچھا نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھئے کہ قیامت کا دن اچانک آنے والا ہے یکایک مسیح آسمان سے ظاہر ہوگا پھر اُس وقت بجز کفِ افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا خدا آپ کو تحقیق کا شوق اور دُوراندیشی کی توفیق عنایت کرے۔ آمین

رسالہ چہارم

۵۴ پیشینگوئیوں کے ذکر میں

ما گذشتہ کے رسالہ میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے بعض فضائل کا ذکر ہوا۔ اب جاننا چاہیئے کہ خداوند یسوع مسیح جو آدمِ ثانی ہے جس کے ساتھ پیوند ہونے سے خدا کی فرزندی کا حق ملتا ہے نہایت درجہ کا معتبر اور یقیناً خدا کی طرف سے ہے۔ اور یہ اس لئے بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ جو نئے مذاہب سے ناراض ہیں عیسائی مذہب سے بھی اس لئے خوش نہیں ہیں کہ اُس کے برحق ہونے کی دلائل پر انہوں نے غور نہیں کیا اور نہ کلام الٰہی کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا بلکہ اور جھوٹے مذاہب کے قیاس پر اس کو بھی جھوٹا کہا لہٰذا ضرورت ہے کہ سچے مذہب کی چند دلائل پیش کی جائیں تاکہ اس رسالہ کے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ واضح رہے کہ پہلی دلیل جس کو سب دلیلوں سے اول جاننا ضرور ہے یہ ہے کہ کلام الٰہی کی کتابیں جو مختلف زمانے میں علیحدہ علیحدہ متعدد پیغمبروں کی معرفت الہام سے لکھی گئی ہیں اور جو آج تک اسی طرح صحیح سالم چلے آئے ہیں جن کا ثبوت کچھ کچھ ہدایت المسلمین میں بھی ہو چکا ہے وہ سب کے سب اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ خداوند عیسیٰ مسیح وہی نجات دہندہ ہے جو خدا کی طرف سے سارے جہان کی نجات کے لئے مقرر ہوا ہے اور یہ الہامی کتابیں مسیح کی نسبت یہ ظاہر کرتی ہیں کہ عیسیٰ مسیح تمام انبیاء اوّلین و آخرین اور تمام بنی نوع انسان کا ایک ہی شفیع اور اُمیدگاہ ہے کیونکہ اُن کتابوں میں اس کی نسبت بکثرت پیشینگوئیاں موجود ہیں۔ ۱ پیشینگوئی خدا کا بیٹا دنیا میں آئیگا "میں حکم کو آشکارا کرونگا کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ

ہوا" (زبور ۲: ۷)۔ "وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا" (لوقا ۱: ۳۲)۔ ۲۔ پیشین گوئی وہ عورت کی نسل سے پیدا ہوگا یعنی مرد کے نطفہ سے نہ ہوگا "وہ (یعنی عورت کی نسل) تیرے سر کو کچلیگی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا" (پیدائش ۳: ۱۵)۔ "لیکن جب وقت پورا ہوگیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا" (گلتیوں ۴: ۴)
۳۔ پیشین گوئی وہ ابراہیم کی نسل سے ہوگا (پیدائش ۲۲-۱۸) "اور تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پاوینگی کیونکہ تو نے میری بات مانی" (پیدائش ۲۲: ۱۸) "پس ابراہیم اور اُس کی نسل سے وعدے کئے گئے وہ نہیں کہتا کہ نسلوں سے جیسا کہ بہتوں کے واسطے کہا جاتا ہے بلکہ ایک کے واسطے کہ تیری نسل کو اور وہ مسیح ہے"۔ (گلتیوں ۳-۱۶)
۴۔ پیشین گوئی وہ اسحاق کی نسل سے ہوگا نہ اسماعیل کی (پیدائش ۲۱: ۱۲)۔ "کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگی" (پیدائش ۲۱: ۱۲) یعنی اسماعیل کو گھر سے نکال دے کیونکہ وہ وعدے کا فرزند نہیں ہے۔ عبرانی ۱۱: ۱۷ سے ۱۹ تک لکھا ہے کہ "ایمان ہی سے ابراہیم نے آزمائش کے وقت اسحاق کو نذر گذرانا اور جس نے وعدوں کو سچ مان لیا تھا وہ اُس اکلوتے کو نذر کرنے لگا"۔ اور متی ۱: ۲ سے ظاہر ہے کہ مسیح اسحاق کی نسل سے پیدا ہوا۔ ۵۔ پیشین گوئی وہ داؤد کی نسل سے ہوگا (۱۳۲ زبور-۱۱) "خداوند نے سچائی سے داؤد کے لئے قسم کھائی جس سے وہ نہ پھریگا کہ میں تیرے پیٹ کے پھل میں سے کسی کو تیرے لئے تیرے تخت پر بٹھلاؤنگا" (زبور ۱۳۲: ۱۱)۔ یرمیاہ ۲۳-۵ میں ہے کہ "دیکھ وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا اور ایک بادشاہ بادشاہی کریگا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت و صداقت زمین پر کریگا"۔ یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان کے سوا کوئی اور شخص داؤد کے بیٹے اُٹھنے والا ہے کیونکہ یرمیاہ بہت پیچھے ہوا ہے۔ اعمال ۱۳-۲۳ میں ہے کہ "اُسی کی نسل میں سے (یعنی داؤد کی) خدا نے اپنے وعدے کے موافق اسرائیل کے پاس ایک منجی یعنی یسوع کو بھیجدیا"۔ ۶۔ پیشین گوئی وہ وقت مقررہ پر پیدا ہوگا یہودا سے ریاست کا

عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ سیلا نہ آئے اور قومیں اُس کے پاس اکٹھی ہونگی" (پیدائش ۴۹: ۱۰)۔ "ستر ہفتے تیرے لوگوں اور تیرے شہر مقدس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ اس مدت میں شرارت ختم ہو اور خطاکاریاں آخر ہو جاویں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی پیش کی جائے اور اس رویت پر اور نبوت پر مہر ہووے اور اُس پر جو سب سے زیادہ قدوس ہے مسح کیا جائے۔ سو تو جان اور سمجھ کہ جس وقت سے یروشلیم کا دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم نکلے مسیح بادشاہ زادہ تک سات ہفتے ہیں اور باسٹھ ہفتے اس وقت بازار پھر تعمیر کئے جائینگے اور دیوار بنائی جائیگی مگر تنگی کے دنوں میں" (دانیال ۹: ۲۴)۔
لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر اگستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں" (۲: ۱)۔
۷۔ پیشینگوئی وہ کنواری سے پیدا ہوگا۔ "دیکھ وہ کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی" (یسعیاہ ۷: ۱۴) متی میں ہے "اُن کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی" (متی ۱: ۱۸)۔ ۸۔ پیشینگوئی وہ عمانوئیل کہلائیگا یعنی خدا ہمارے ساتھ۔ "اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیگی" (یسعیاہ ۷: ۱۴) یہ بھی مسیح میں پوری ہوئی چنانچہ اس کا ذکر متی ۱: ۲۲ و ۲۳ میں ہے اور سب جہان کے عیسائی اُسے اپنا عمانوئیل کہتے ہیں۔ ۹۔ پیشینگوئی وہ بیت اللحم کی بستی میں پیدا ہوگا۔ "اے بیت اللحم افراتہ ہر چند کہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے مجھ پاس آویگا جو اسرائیل میں حاکم ہوگا اور اُس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے" (میکاہ ۵: ۲)۔ چنانچہ متی ۲: ۱ میں ہے کہ جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانے میں یہودیہ کے بیت اللحم میں پیدا ہوا"۔ ۱۰۔ پیشینگوئی "وہ بزرگوں سے عزت پائیگا اور ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذریں لاوینگے اور سیبا اور سبا کے بادشاہ ہدیئے گذرانینگے" (زبور ۷۲: ۱۰)

چنانچہ متی ۲: ۱ سے ۱۱ تک اِس عزت کا ذکر موجود ہے۔ ۱۱ پیشگوئی اُس وقت بچے
قتل کئے جاوینگے۔ چنانچہ یرمیاہ ۳۱: ۱۵ میں ہے کہ "خداوند یوں کہتا ہے کہ رامہ میں
ایک آواز سُنی گئی ہے نوحہ اور زار زار رونے کی راخیل اپنے لڑکوں پر روتی ہے
اور اپنے لڑکوں کی بابت تسلی نہیں چاہتی کیونکہ وے نہیں ہیں" (یرمیاہ ۳۱: ۱۵)۔
متی ۲: ۱۶ سے ۱۸ تک میں لکھا ہے کہ "جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے
ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصہ ہوا اور آدمی بھیجکر بیت اللحم اور اُس کی ساری سرحدوں
کے اندر کے سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو برس کے یا اُس سے چھوٹے تھے اُس
وقت کے حساب سے جو اُس نے مجوسیوں سے تحقیق کیا تھا"۔ مخفی نہ رہے کہ راخیل
جو یعقوب کی زوجہ اور یوسف کی ماں تھی اُس کا مزار بیت اللحم میں ہے ۱۲ پیشگوئی
وہ مصر سے بُلایا جائیگا چنانچہ ہوسیع ۱۱: ۱ میں ہے کہ "جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے
اُس کو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بُلایا"۔ متی ۲: ۱۵ میں ہے کہ "ہیرودیس کے
مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ مصر میں سے میں
نے اپنے بیٹے کو بُلایا" ۱۳ پیشگوئی اُس کے آگے یحییٰ پیغمبر منادی کریگا چنانچہ یسعیاہ
۴۰: ۳ میں ہے کہ "بیابان میں ایک منادی کرنے والے کی آواز تم خداوند کی راہ درست
کرو صحرا میں ہمارے خدا کے لئے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو"۔ اور "دیکھو میں اپنے
رسول کو بھیجونگا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا اور وہ خداوند جس کی
تلاش میں تم ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آویگا
دیکھو وہ یقیناً آویگا۔ رب الافواج فرماتا ہے" (ملاکی ۳: ۱)۔ متی ۳: ۱ و ۲ میں ہے کہ
"اُن دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے
لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"۔ ۱۴ پیشگوئی وہ
روح القدس سے مسح کیا جائیگا چنانچہ ۴۵ زبور ۷ میں ہے کہ "تو صداقت کا دوست
اور شرارت کا دشمن ہے اِس لئے خدا تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے تیل سے تیرے
ساتھیوں سے زیادہ مسح کیا"۔ یسعیاہ ۱۱: ۲ میں ہے کہ "اور خداوند کی رُوح اُس پر

ٹھہریگی حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت کی رُوح معرفت اور خداوند
کے خوف کی رُوح" نیز ۶۱: ۱ میں ہے "خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے کیونکہ خداوند نے
مجھے مسح کیا تاکہ مصیبت زدوں کو خوشخبریاں دوں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں
ٹوٹے دلوں کو درست کروں اور قیدیوں کے لئے چھٹنے اور بندھوؤں کے لئے قید
سے نکلنے کی منادی کروں"۔ متی ۳: ۱۶ میں ہے کہ "دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور
اُس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا"۔ اعمال ۱۰: ۳۸
میں ہے کہ یسوع ناصری کو کس طرح خدا نے رُوح القدس اور قدرت سے ممسوح
کیا۔ ۱۵ پیشگوئی۔ وہ خدا کا بیٹا اور موسیٰ کی مانند پیغمبر بھی ہوگا خداوند تیرا خدا تیرے
لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا
تم اُس کی طرف کان دھریو (استثنا ۱۸: ۱۵)" اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے
واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے
جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی
زبانی کیا ہے جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا
تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا جو کچھ وہ تم سے
کہے اُس کی سُننا" (اعمال ۳: ۲۰-۲۲)۔ ۱۶ پیشگوئی وہ ملک صدق کی طرح
کاہن ہوگا۔ "خداوند نے قسم کھائی ہے اور وہ نہ پچھتائیگا تو ملک صدق کی طور پر
ابد تک کاہن ہے" (زبور ۱۱۰: ۴)۔ نیز عبرانی ۵: ۵ و ۶ میں ہے کہ اسی طرح مسیح
نے بھی سردار کاہن ہونے کی بزرگی اپنے تئیں نہیں دی بلکہ اُسی نے دی جس نے
اُسے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج تو مجھ سے پیدا ہوا چنانچہ دوسرے مقام میں بھی کہتا
ہے کہ تو ملک صدق کی طور پر ابد تک کاہن ہے"۔ ۱۷ پیشگوئی وہ منادی کریگا
"خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا تاکہ مصیبت زدوں کو
خوشخبریاں دوں اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ٹوٹے دلوں کو تندرست کروں اور
قیدیوں کے لئے چھٹنے اور بندھوؤں کے لئے قید سے نکلنے کی منادی کروں کہ خداوند

کے سالِ مقبول کا اور ہمارے خدا کے انتقام کے روز کا اشتہار دُوں (یسعیاہ ۶۱: ۱ اور ۲) چنانچہ لوقا کی انجیل میں ۴: ۱۶ سے ۲۱ تک لکھا ہے کہ مسیح ناصرۃ میں جہاں اُس نے پرورش پائی تھی آیا اور اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادتخانہ میں گیا اور یسعیاہ نبی کی کتاب کھول کر وہ مقام پڑھکر سُنایا جہاں لکھا ہے کہ "خداوند کا رُوح مجھ پر ہے اِس لئے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سُناؤں کچلے ہوؤں کو آزاد کروں اور خداوند کے سالِ مقبول کی منادی کروں۔ پھر وہ کتاب بند کر کے اور خادم کو واپس دے کر بیٹھ گیا اور جتنے عبادتخانے میں تھے سب کی آنکھیں اُس پر لگی تھیں وہ اِن سے کہنے لگا کہ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پُورا ہُوا ہے" اور ۴۳ آیت میں ہے کہ "اُس نے اُن کو کہا مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سُنانی ضرور ہے کیونکہ میں اِسی لئے بھیجا گیا ہوں"۔ چنانچہ اناجیل کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح شب و روز منادی میں مشغول رہا کرتا تھا۔ ۱۸ پیشینگوئی اُس کی منادی کا شروع جلیل سے ہوگا "لیکن تیرگی وہاں نہ رہیگی جہاں آگے کو اُس پر پیت پڑی تھی کہ اُس نے پہلے زبولون کی سرزمین کو اور نفتالی کی سرزمین کو ذلت دی پر آخری زمانہ میں غیر قوموں کے جلیل میں دریا کی سمت یردن کے پار بزرگی دیگا"۔ یہ بھی مسیح کے حق میں پوری ہوئی چنانچہ متی ۴: ۱۲ سے ۱۶ تک میں ہے کہ "جب اُس نے سُنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہُوا اور ناصرت کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا جو جھیل کے کنارے زبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے تاکہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پُورا ہو"۔ ۱۹ پیشینگوئی وہ یروشلیم میں آویگا "اے صیہون کی بیٹی تو نہایت خوشی کر اے یروشلیم کی بیٹی تو خوب للکار کر دیکھ تیرا بادشاہ تجھ پاس آتا ہے وہ صادق ہے اور نجات دینا اس کے ذمہ میں ہے وہ فروتن ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر ہاں گدھی کے بچے پر سوار ہے" یہ پیشینگوئی بھی مسیح میں پُوری ہوئی چنانچہ متی ۲۱: ۱ سے ۱۰ تک میں ہے کہ "اور جب وہ یروشلیم کے نزدیک پہنچے

اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے پاس آئے تو یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہکر بھیجا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی اور اُس کے ساتھ بچہ تمہیں ملیگا اُنہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہنا کہ یہ خداوند کو درکار ہیں وہ فی الفور اُنہیں بھیجدیگا اور یہ اِس لئے ہُوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پُورا ہو"۔ ۲۰ پیشینگوئی وہ ہیکل میں آویگا حجی ۲: ۷ میں ہے کہ "میں ساری قوموں کو ہلا دُونگا اور ساری قوموں کی مرغوب چیزیں آئینگی اور میں اِس گھر کو جلال سے بھر دُونگا۔ چنانچہ متی ۲۱: ۱۲ میں ہے کہ "اور یسوع نے خدا کی ہیکل میں داخل ہو کر اُن سب کو نکال دیا جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں اُلٹ دیں اور اُن سے کہا لکھا ہے کہ میرا گھر دُعا کا گھر کہلائیگا مگر تم اُسے ڈاکوؤں کی کھوہ بناتے ہو"۔ ۲۱ پیشینگوئی وہ مفلس ہوگا یسعیاہ ۵۳: ۲ میں ہے کہ "وہ اُس کے آگے کونپل کی طرح پھوٹ نکلا ہے اور اُس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے نکلتی ہو اس کی ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اُس پر نگاہ کریں اور کوئی خواہش بھی نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں"۔ چنانچہ مرقس ۶: ۳ میں ہے "کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا ...... ہے۔ لوقا ۹: ۵۸ میں ہے کہ "یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں۔ ..... مگر ابنِ آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" اور لوقا ۲: ۷ میں ہے کہ "اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ اُن کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی"۔ یہ سب آیتیں اُس کے افلاس کی گواہ ہیں۔ ۲۲ پیشینگوئی وہ حلیم اور فروتن ہوگا یسعیاہ ۴۲: ۳ میں ہے کہ "وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا" چنانچہ متی ۱۲: ۱۶ میں ہے کہ "اور اُنہیں تاکید کی کہ مجھے ظاہر نہ کرنا"۔ ۲۳ پیشینگوئی وہ رحیم اور شفیق ہوگا یسعیاہ ۴۰: ۱۱ میں ہے کہ وہ چوپان کی مانند اپنا گلہ چرائیگا وہ برّوں کو اپنے ہاتھ سے فراہم کریگا اور اپنی گود میں اُٹھا کے لے چلیگا اور اُن کو جو دودھ پلاتیاں ہیں آہستہ لے جائیگا"۔ چنانچہ متی ۱۴: ۱۴ میں ہے کہ "اُس نے نکل کر بڑی بھیڑ دیکھی اور اُسے اُن پر

نہیں آیا۔ تمام انجیل میں مسیح کی رحمت اور شفقت کا اس کثرت سے ذکر ہے کہ
اس مختصر بیان میں ان کی گنجائش نہیں ہے ۲۴ پیشینگوئی وہ بے ریا ہوگا یسعیاہ ۵۳-۹
میں ہے کہ کیونکہ اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُس کے مُنہ میں ہرگز چھل نہ تھا"
مقابلہ کرو۔ ۱۔پطرس ۲: ۲۲ سے جہاں مرقوم ہے کہ نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اُس کے مُنہ سے
کوئی مکر کی بات نکلی"۔ ۲۵ پیشینگوئی وہ غیرت مند ہوگا ۶۹ زبور ۹ میں ہے کہ تیرے
گھر کی غیرت نے مجھکو کھا لیا اور اُن کی ملامتیں جو تجھ کو ملامت کرتے ہیں مجھ پر پڑیں
مقابلہ کرو یوحنا ۲-۱۷ میں ہے کہ اور اُس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ لکھا ہے کہ تیرے
گھر کی غیرت مجھکو کھا جاویگی" ۲۶ پیشینگوئی وہ تمثیلوں میں منادی کریگا ۷۸ زبور ۲
میں ہے کہ "میں اپنا مُنہ کھول کے ایک تمثیل کہونگا اور میں راز کی باتوں کو جو قدیم سے
ہیں ظاہر کرونگا" مقابلہ کرو۔ متی ۱۳-۳۴ میں ہے کہ "یہ سب باتیں یسوع نے بھیڑ
سے تمثیلوں میں کہیں اور بغیر تمثیل کے اُن سے کچھ نہ کہتا تھا"۔ چنانچہ انجیل مقدس
میں بہت سی تمثیلیں خداوند کی مذکور ہیں۔ ۲۷ پیشینگوئی وہ معجزہ بھی دکھلائے گا۔
یسعیاہ ۳۵-۵-۶ میں ہے کہ "اُس وقت اندھوں کی آنکھیں وا کی جائینگی اور بہروں
کے کان کھولے جائینگے تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھرینگے اور گونگے کی زبان
گائیگی کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ نکلینگی"۔ مقابلہ کرو متی ۱۱-۴
میں ہے کہ "اور یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ جو کچھ تم سُنتے اور دیکھتے ہو جاکر
یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور چلتے پھرتے ہیں کوڑھی پاک صاف کئے جاتے
اور بہرے سُنتے ہیں اور مُردے زندہ کئے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سُنائی
جاتی ہے" اور یوحنا ۱۱-۴۷ میں ہے کہ "تب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر
عدالت سے لوگوں کو جمع کرکے کہا ہم کرتے کیا ہیں یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا
ہے" ۲۸ پیشینگوئی وہ ملامت اُٹھاویگا۔ ۲۲ زبور ۶ میں ہے کہ "پر میں کیڑا ہوں
نہ انسان آدمیوں کا ننگ ہوں اور قوم کی عار" اور ۶۹ زبور ۷ میں ہے کہ تیرے
لئے میں نے ملامت اُٹھائی ہے اور شرمندگی نے میرے مُنہ کو ڈھانپا" آیت ۹ میں

ہے کہ "ملامت نے میرا دل توڑا میں بیماری میں گرفتار ہوں میں نے تاکا کیا کہ
کوئی مجھ سے ہمدرد ہوئے پر کوئی نہیں اور کوئی مجھے تسلی دیوے پر نہ ملا" یسعیاہ ۵۳-۳
میں ہے کہ "وہ آدمیوں میں بے نہایت ذلیل اور حقیر تھا وہ مرد غمناک اور رنج
کا آشنا ہوا لوگ اس سے گویا روپوش تھے اُس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اُس کی کچھ
قدر نہ جانی" مقابلہ کرو رومی ۱۵-۳ سے کیونکہ مسیح نے بھی اپنی خوشی نہ کی بلکہ یوں
لکھا ہے کہ تیرے لعن طعن کرنے والوں کے لعن طعن مجھ پر آ پڑے"۔ انجیل سے ظاہر ہے
کہ مسیح نے بڑی سخت ملامت اُٹھائی اور جس میں اُس کی شوکت اور جلال کا [illegible]
تھا۔ ذلت تھا مگر اس کے سمجھنے کے لئے مقدور کار ہے ۲۹ پیشینگوئی بھائی بھی اُس کو
ترک کرینگے ۶۹ زبور ۸ میں ہے کہ "میں اپنے بھائیوں کے نزدیک پردیسی بنا اور
اپنی ماں کے فرزندوں کے بیچ اجنبی ٹھہرا" مقابلہ کرو یوحنا ۱-۱۱ سے "اور وہ اپنے گھر
آیا اور اُس کے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا"۔ اسی انجیل کے ۷-۵ میں ہے کیونکہ
اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے تھے"۔ ۳۰ پیشینگوئی وہ ٹھوکر کا پتھر ہوگا۔
یسعیاہ ۸-۱۴ میں ہے کہ "وہ تمہارے لئے ایک مقدس ہوگا پر اسرائیل کے دونوں
گھرانوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان اور یروشلیم کے باشندوں کے لئے
پھندا اور دام ہوگا"۔ مقابلہ کرو رومی ۹-۳۲ میں ہے "انہوں نے اُس ٹھوکر کھانے
کے پتھر سے ٹھوکر کھائی" ۱۔پطرس ۲-۸ میں ہے "اور ٹھیس لگنے کا پتھر اور ٹھوکر کھانے
کی چٹان ہوا کیونکہ وہ نافرمان ہوکر کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اسی کے لئے مقرر
بھی ہوئے تھے"۔ ۳۱ پیشینگوئی۔ وہ اُس سے عداوت کرینگے۔ ۶۹ زبور ۴ میں ہے
کہ "وے جو بے سبب میرا کینہ رکھتے ہیں شمار میں میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں
وے جو مجھے ہلاک کیا چاہتے ہیں اور ناحق میرے دشمن ہیں زبردست ہیں جو کچھ
کہ میں نے نہیں چھینا سو میں پھیر دونگا۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۵-۲۴ و ۲۵ سے "اگر
میں اُن میں وہ کام نہ کرتا جو کسی دوسرے نے نہیں کئے تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے مگر
اب تو انہوں نے مجھے اور میرے باپ دونوں کو دیکھا اور دونوں سے عداوت کی

لیکن یہ اِس لئے ہُوا کہ وہ قول پُورا ہو جو اُن کی شریعت میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے مجھ سے مُفت عداوت کی" ۳۲ پیشینگوئی۔ اُس کو یہودیوں کے بُزرگ رد کریں گے ۱۱۸ زبور ۲۲ میں ہے کہ "وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہُوا۔ چنانچہ متی ۲۱-۴۲ میں ہے کہ "یسوع نے اُن سے کہا کیا تم نے کتابِ مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کا پتھر ہو گیا۔ ۳۳ پیشینگوئی یہودی اور غیر قوم بھی اُس کے برخلاف اتفاق کرینگے۔ ۲ زبور ۲ میں ہے کہ "زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اُس کے مسیح کے مخالف منصوبے باندھتے ہیں" چنانچہ لوقا ۲۳-۱۲ میں ہے کہ "اور اُسی دن ہیرودیس اور پلاطوس آپس میں دوست ہو گئے کیونکہ پہلے اُن میں دُشمنی تھی" اور اعمال ۴-۲۷ میں ہے کہ "کیونکہ واقعی تیرے پاک خادم یسوع کے برخلاف جسے تُو نے مسح کیا ہیرودیس اور پنطوس پیلاطوس غیر قوموں اور اسرائیلیوں کے ساتھ اسی شہر میں جمع ہوئے" ۳۴ پیشینگوئی اُس کا ایک دوست اُس کو فریب دیگا ۴۱ زبور ۹ میں ہے کہ "میرے ہمدم نے بھی جس پر مجھے بھروسہ تھا اور جو میرے ساتھ روٹی کھاتا تھا مجھ پر لات اُٹھائی" مقابلہ کرو یوحنا ۱۳-۲۱ سے "تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائیگا چنانچہ یہوداہ نے اُسے پکڑوا دیا ۳۵ پیشینگوئی اُس کے شاگرد بھی اُسے چھوڑ دینگے ذکریا ۱۳-۷ میں ہے کہ "گلہ پراگندہ ہو جائے"۔ مقابلہ کرو متی ۲۶-۳۱ سے "تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے" ۳۶ پیشینگوئی وہ تیس روپیوں کی قیمت پر فروخت ہوگا ذکریا ۱۱-۱۲ میں ہے کہ "اور اُنہوں نے میرے مول کی بابت تیس روپے تول کر دیئے" مقابلہ کرو متی ۲۶-۱۵ سے "اُنہوں نے اُسے تیس روپے تول کر دیئے" ۳۷ پیشینگوئی اُن روپیوں سے کمہار کا کھیت مول لیا جائے گا ذکریا ۱۱-۱۳ میں ہے کہ "اور خداوند نے مجھے حکم دیا کہ اُسے کمہار پاس پھینک دے اِس اچھی قیمت کو جو اُنہوں نے میری ٹھہرائی تھی" مقابلہ کرو متی ۲۷-۶، ۷ سے تب اُنہوں نے صلاح کر کے اُن روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا" ۳۸ پیشینگوئی وہ اوروں کے دُکھ آپ اُٹھائیگا یسعیاہ ۵۳-۴ میں ہے

یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھا لیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اُوپر چڑھا لیا" دانیال ۹: ۲۶ میں ہے کہ "مسیح اوروں کے لئے مارا جائیگا نہ اپنے لئے" چنانچہ متی ۲۰-۲۸ میں ہے کہ "اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے"۔ ۳۹ پیشینگوئی وہ بڑا صابر ہوگا یسعیاہ ۵۳-۷ "وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہُوا تو بھی اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ چنانچہ متی ۲۷-۱۲ میں ہے کہ "اُس نے کچھ جواب نہ دیا" آیت ۱۴ میں ہے کہ "ایک بات کا جواب نہ دیا" ۴۰ پیشینگوئی اُس کے منہ پر چھڑی مارینگے میکاہ ۵-۱ میں ہے کہ "اُنہوں نے اسرائیل کے حاکم کے گال پر چھڑی ماری ہے" چنانچہ متی ۲۷-۳۰ میں ہے کہ "اُس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارنے لگے" ۴۱ پیشینگوئی اُس کی شکل بگاڑی جائیگی" یسعیاہ ۵۲-۱۴ میں ہے کہ "اُس کی پیکر بنی آدم سے زیادہ بگڑ گئی"۔ چنانچہ یوحنا ۱۹-۵ میں ہے کہ "یسوع کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطوس نے اُن سے کہا دیکھو یہ آدمی" ۴۲ پیشینگوئی اُس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑی جائینگی۔ ۲۲ زبور ۱۶ میں ہے کہ "اُنہوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں چھید ڈالے" چنانچہ یوحنا ۲۰-۲۷ میں ہے کہ "اپنی اُنگلی پاس لا کر میرے ہاتھوں کو دیکھ" ۴۳ پیشینگوئی اُس کو خدا بھی تھوڑی دیر کے لئے عدالت پُوری کرنے کی خاطر چھوڑ دیگا۔ ۲۲ زبور ۱ میں ہے کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے" متی ۲۷-۴۶ میں ہے کہ "مسیح نے چلا کے کہا کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے" ۴۴ پیشینگوئی اُس کو سرکہ پلایا جائیگا ۶۹ زبور ۲۱ میں ہے کہ "اُنہوں نے مجھے کھانے کے عوض پت دیا اور میری پیاس بجھانے کو سرکہ پلایا" متی ۲۷-۳۴ میں ہے کہ "پت ملا ہُوا سرکہ اُسے پینے کو دیا" ۴۵ پیشینگوئی اُس کے کپڑے بانٹے جائینگے ۲۲ زبور ۱۸ میں ہے کہ "وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں" متی ۲۷-۳۵ میں ہے کہ "اور اُس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے"۔ ۴۶ پیشینگوئی وہ گنہگاروں میں شمار ہوگا یسعیاہ ۵۳-۱۲ میں ہے کہ "وہ گنہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا" مرقس ۱۵-۲۷ میں ہے کہ "اور اُنہوں نے اُس کے ساتھ

دو ڈاکو ایک اُس کی دہنی اور ایک اس کی بائیں طرف صلیب پر چڑھائے گئے۔ ۴۷ پیشگوئی وہ اپنے قاتلوں کی سفارش کریگا یسعیاہ ۵۳-۱۲ میں ہے کہ "اُس نے گنہگاروں کی شفاعت کی"۔ لوقا ۲۳-۳۴ میں ہے کہ "یسوع نے کہا اے باپ اُن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ ۴۸ پیشینگوئی اُس کی ہڈی توڑی نہ جائیگی۔ خروج ۱۲-۴۶ میں ہے کہ "اُس کی ہڈی نہ توڑی جائے"۔ ۳۴ زبور ۲۰ میں ہے کہ "وہ اُس کی ساری ہڈیوں کا نگہبان ہے"۔ یوحنا ۱۹-۳۴ میں ہے کہ "اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہ نکلا" یہ ایک ایسی عجیب بات ہے جس کی تشریح کے لئے یہ کتاب کافی نہیں ہے۔ آیت ۳۶ میں ہے کہ یہ باتیں اس لئے ہوئیں کہ نوشتہ پورا ہو کہ اس کی کوئی ہڈی نہ توڑی جائیگی"۔ ۴۹ پیشینگوئی کہ وہ دولتمندوں میں گاڑا جائیگا یسعیاہ ۵۳-۹ میں ہے کہ "پر اپنے مرنے کے بعد دولت مندوں کے ساتھ وہ ہوا"۔ متی ۲۷-۶۰ میں ہے کہ "اور اپنی نئی قبر میں رکھدیا جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی"۔ ۵۰ پیشینگوئی وہ پھر جی اُٹھیگا ۱۶ زبور ۱۰ میں ہے کہ "تو اپنے قدوس کو سڑنے نہ دیگا" لوقا ۲۴-۶ میں ہے کہ "وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اُٹھا ہے"۔ ۵۱ پیشینگوئی وہ آسمان پر چڑھ جائیگا ۶۸ زبور ۱۸ میں ہے کہ "تو اونچے پر چڑھا"۔ لوقا ۲۴-۵۱ میں ہے کہ "اُن سے جدا ہوا اور آسمان پر اُٹھایا گیا"۔ ۵۲ پیشینگوئی وہ خدا کے دہنے جا بیٹھیگا ۱۱۰ زبور ۱ میں ہے کہ "تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ"۔ عبرانی ۱-۳ میں ہے کہ "اور خدا تعالےٰ کے دہنے جا بیٹھا"۔ ۵۳ پیشینگوئی آسمان پر جا کر کہانت کریگا زکریا ۶-۱۳ میں ہے کہ "وہ اپنی کرسی پر کاہن ہوگا" رومی ۸-۳۴ میں ہے کہ "خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے"۔ ۵۴ پیشینگوئی غیر اقوام اُس کی طرف رجوع کرینگے یسعیاہ ۱۱-۱۰ میں ہے کہ "جو قوموں کے لئے جھنڈے کی طرح کھڑی ہوگی"۔ متی ۱۲-۲۱ میں ہے کہ "اور اُس کے نام سے غیر قومیں اُمید رکھینگی"۔ اسی طرح اس کی دوسری آمد کے متعلق بھی بہت سی پیشینگوئیاں ہیں جن کو بخوف طوالت ہم نظر انداز کرتے ہیں جبکہ اس قدر پیشینگوئیاں آپ پر صادق آگئی ہیں تو اور واقعات بھی جو آپ کے متعلق ہیں بالضرور

آپ پر صادق آئینگی۔ ہم نے اس بیان میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے تاہم مسلمانوں کو اس مقام پر بہت غور و خوض کرنا لازمی امر ہے تاکہ جس دھوکہ میں وہ مبتلا ہیں اس سے رہائی حاصل کریں۔

رسالۂ پنجم

خداوند مسیح کے معجزات کے بیان میں

دُوسری دلیل خداوند کی صداقت پر یہ ہے کہ آپ نے ایسے ایسے معجزات دکھلائے کہ تا وقتیکہ کوئی شخص من جانب اللہ نہ ہو ہرگز نہیں دکھا سکتا ہے اگرچہ دیگر ادیان میں بھی بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے اپنے ہادیوں کے متعلق کچھ اِس قسم کا دعوےٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں سے بھی یہ کچھ کیا مگر ان کے بیانات معیارِ صداقت سے کوسوں دُور ہیں اس لئے کہ معجزات کی صداقت یا وقوع کے لئے جن شرائط کی ضرورت ہے وہ شرائط اُن میں بالکل مفقود ہیں چنانچہ ہم ان شرائط میں سے چند بطور اختصار ذیل میں لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک شخص کو سچے جھوٹے معجزات کے پہچاننے میں سہولت ہو۔

شرطِ اوّل یہ کہ وقوعِ معجزات پر گواہی دینے والے اشخاص معتبر ہوں یعنے دیندار خداپرست خداترس بے تعصب دین کے لئے جان پر کھیلنے والے ہوں طامع زر دوست خوشامدی عیش و عشرت کے طالب غرض مند نہ ہوں۔ اگر آپ خداوند کے معجزات پر گواہی دینے والے اشخاص کی زندگی پر غور کریں تو آپ پر ظاہر ہو جائیگا کہ دینداری پرہیزگاری۔ راست گوئی اور خداترسی میں وہ اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ دین کے معاملے میں وہ جان پر کھیلنے والے اور دُنیاوی اغراض کی طرف سے بالکل بے نیاز تھے

شرطِ دوئم یہ کہ چشم دید گواہ ہوں نہ مسلمان محدثین کی طرح جو دُوسری تیسری پُشت میں سُنی سُنائی بے ٹھکانے باتوں کا ذکر کریں

شرطِ سوئم یہ کہ وہ معجزات جو چشم دید شخصوں کے ذریعہ بیان ہوں اُن کی شہرت اُسی وقت ہوئی ہو جبکہ اُن واقعات کے دیکھنے والے بہت لوگ موجود ہوں۔ چنانچہ ہمارے خداوند کے معجزات جو انجیلوں میں مذکور ہیں اُسی وقت مشتہر ہوئے جبکہ صدہا مرد و زن مسیح کے دیکھنے والے موجود تھے اور کسی نے کبھی اُن کا انکار نہیں کیا مخالفین میں سے کسی نے کچھ اعتراض کیا تو یہ کہ بعلزبول کے ذریعہ سے کرتا ہے جن سے اقرار ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرت کے معجزات اُس وقت مشہور ہوئے جبکہ مسلم و بُخاری وغیرہ محدث پیدا ہوئے یا مولوی جامی نے پیدا ہو کے لکھ فارس میں شواہد النبوۃ لکھی خود آنحضرت کے عہد میں کوئی معجزہ بجز قرآن میں مذکور ہو کر مشہور نہیں ہوا البتہ آنحضرت کے عہد میں فصاحت کے معجزہ کا غل مچا تھا سو وہ بھی غلط فہمی پر مبنی تھا کیونکہ اگر قرآن فصیح بھی ہو تو بھی فصاحت معجزہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خود آنحضرت نے قرآن میں معجزوں کا انکار کیا ہے اور لہٰذا وہ سب معجزات جو احادیث میں مذکور ہیں بر غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اُن کا تواتر نہ رہا بخلاف بائبل کے معجزوں کے کہ اُن کی مانند کوئی اہل مذہب اپنے مذہب کے معجزات کا تواتر نہیں دے سکتا

شرطِ چہارم یہ کہ اِن گواہوں کی تقاریر مبالغہ اور رنگ آمیزی سے بالکل خالی ہوں بلکہ ان کے بیانات واقعات پر مبنی ہوں جیسا کہ مسلمان محدثین کے مبالغے اور حواریوں کی بے ریا گفتگو سے ظاہر ہے۔

شرطِ پنجم یہ کہ جس شخص کی نسبت معجزات کا دعوےٰ ہے وہ شخص اپنی چال چلن اور اپنی تعلیم سے بھی اپنا من جانب اللہ ہونا ثابت کرے تب تو اُس کے معجزات خدا کی طرف سے خیال کئے جا سکتے ہیں ورنہ شعبدہ بازی اور فریب ہوگا پس شرائط بالا کو مدنظر رکھکر اگر آپ بائبل کے معجزات کی جانچ پڑتال کر لیں تو آپ پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگا کہ بائبل کا ہر ایک معجزہ خدا کی طرف سے ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسیح کے معجزات وہ اس مذہب کی صداقت کے ثبوت میں دوسری دلیل ہیں کس قدر اور کیا ہیں پہلے امر کی نسبت کہ مسیح نے کس قدر معجزات دکھلائے یوحنا ۲۰-۳۰ میں ہے کہ "اور یسوع

نے اَور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے۔ اس آیت سے کثرت معجزات ظاہر ہے لیکن ہم اُن بعض معجزات کی فہرست جن کا ذکر کلام اللہ میں ہے بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین اُن پر غور کریں۔ پہلا معجزہ مسیح نے پانی کو شراب بنا دیا یوحنا ۲-۶ سے ۱۱ وہاں پتھر کے چھ مٹکے یہودیوں کی طہارت کے لئے رکھے ہوئے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من کی گنجائش تھی یسوع نے اُن سے کہا۔ مٹکوں میں پانی بھر دو اُنہوں نے اُن کو لبالب بھر دیا اور پھر یسوع نے کہا اب نکالو اور میر مجلس کے پاس لے جاؤ اور وہ لے گئے جب میر مجلس نے وہ پانی جو انگوری شراب بن گیا تھا چکھا تب دولہے کو بلایا اور کہا ہر آدمی پہلے اچھی شراب دیتا ہے اور ناقص اُس وقت جب پی چکتے ہیں لیکن تو نے اچھی شراب اب تک رکھ چھوڑی ہے یہ اس لئے کہا کہ اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ مسیح کے معجزے کا اثر ہے ۲ معجزہ (یوحنا ۴-۴۶ سے ۵۴) یسوع پھر قانائے گلیل میں جہاں اُس نے پانی کو انگوری شراب بنا دیا تھا آیا اور بادشاہ کا کوئی ملازم جس کا بیٹا کفرناحوم میں بیمار تھا سن کر کہ یسوع یہودیہ سے گلیل میں آیا ہے اُس کے پاس گیا اور اُس کی منت کی کہ آکر اُس کے بیٹے کو اچھا کرے کیونکہ وہ قریب المرگ تھا تب یسوع نے اُسے کہا جا تیرا بیٹا جیتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت اُس لڑکے کو آرام ہو گیا ۳ معجزہ (متی ۸-۵ سے ۱۳) جب یسوع کفرناحوم میں داخل ہوا تو ایک صوبہ دار اُس کے پاس آیا اور اُس کی منت کر کے کہا اے خداوند میرا لڑکا فالج کا مارا گھر میں پڑا ہے اور نہایت تکلیف میں ہے یسوع نے اُسے کہا میں آکے اُسے اچھا کرونگا چنانچہ اسی گھڑی اُس کا لڑکا چنگا ہو گیا۔ ۴ معجزہ (لوقا ۵-۴ سے ۹) جب مسیح کلام کرنے سے فارغ ہوا تو شمعون کو کہا گہرے میں جال ڈال دو شمعون نے کہا اے اُستاد ہم نے ساری رات محنت کی لیکن کچھ نہ پکڑ سکے لیکن تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں اور جب اُنہوں نے یہ کیا تو مچھلیوں کا بڑا غول ان کے جال میں پھنس گیا یوحنا ۲۱-۶ میں ہے کہ اس نے انہیں کہا کشتی کی دہنی طرف جال ڈالو تو پکڑو گے پس اُنہوں نے ڈالا

اور مچھلیوں کی کثرت سے پھر کھینچ نہ سکے" ۵ معجزہ (متی ۸-۲۸ سے ۳۴) اور جب مسیح اس پار گرگسیوں کے ملک میں آیا دو دیوانے اُسے ملے جو قبروں سے نکلے تھے اور چلا کے کہا اے یسوع خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام کیا تو یہاں اس لئے آیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں ہلاک کرے اور اُن سے تھوڑی دور سؤروں کا غول چرتا تھا اُنہوں نے اُس کی منت کی اور کہا اگر تو ہمیں نکالتا ہے تو ہمیں سؤروں کے غول میں بھیج اس نے اُنہیں کہا جاؤ اور وہ نکل کے سؤروں کے غول میں داخل ہو گئے اور سؤروں کا غول کڑاڑے پر سے دریا میں کود پڑا اور پانی میں ہلاک ہوا اور چرانے والے بھاگے اور شہر میں جا کے سب ماجرا اور دیوانوں کا احوال بیان کیا اور ۹-۳۲ و ۳۳ میں ہے کہ لوگ اس ماجرا کو دیکھ کر ایک گونگا دیوانہ اُس کے پاس لائے اور جب بدروح نکالی گئی تو گونگا بولنے لگا اور لوگوں نے تعجب کر کے کہا ایسا کبھی اسرائیل میں نہ ہوا تھا۔ اور ۱۵-۲۱ سے ۲۸ میں ہے کہ ایک کنعانی عورت کے لڑکے کو اچھا کیا۔ محمد صاحب نے کبھی ناپاک روحوں کو نہیں نکالا بلکہ ناپاک روحوں نے باقرار قرآن اُن پر اثر کیا جیسا کہ معوذتین میں ذکر ہے۔ ۶ معجزہ (متی ۸-۱۴و۱۵) یسوع نے پطرس کے گھر میں آکے دیکھا کہ اُس کی ساس تپ میں پڑی ہے اُس نے اُس کا ہاتھ چھوا تپ اُتر گئی اور وہ اُٹھ کے اُس کی خدمت کرنے لگی۔ ۷ معجزہ (متی ۸-۳) میں ہے کہ یسوع نے ایک کوڑھی کو اچھا کیا۔ ۸ معجزہ (مرقس ۲-۳ سے ۱۱) ایک مفلوج کو چار آدمی اُٹھا کر اُس کے پاس لائے لیکن بھیڑ کے سبب نزدیک نہ آسکتے تھے تب چھت کو توڑ کر کھٹولے کو اُس کے سامنے لٹکایا عیسیٰ نے اُن کا ایمان دیکھ کر کہا اے فرزند تیرے گناہ معاف ہوئے میں تجھے کہتا ہوں اُٹھ اپنا کھٹولا اُٹھا اور اپنے گھر چلا جا وہ فوراً اُٹھا اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر سب کے سامنے نکل گیا ۹ معجزہ (متی ۱۲-۱۰ سے ۱۳) وہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ سوکھ گیا تھا اور مسیح نے اُس کے ہاتھ کو اچھا کیا۔ ۱۰ معجزہ (یوحنا ۵-۵ سے ۹) وہاں ایک آدمی تھا جو اڑتیس برس سے بیمار تھا جب یسوع نے اُس کو پڑا ہوا دیکھا تو اُسے کہا

کیا تو چاہتا ہے کہ اچھا ہو جائے بیمار نے جواب دیا اے خداوند میرے پاس کوئی آدمی
نہیں ہے کہ جب پانی ہلے مجھے حوض میں ڈال دے اور جب تک میں آپ سے آؤں
دوسرا مجھ سے پہلے اُترتا ہے عیسیٰ نے اُسے کہا اُٹھ اپنا کھٹولا اُٹھا کر چلا جا اُسی
وقت وہ آدمی اچھا ہوا اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر چلا گیا۔ اور وہ سبت کا دن تھا۔ ۱۱ معجزہ
(متی ۹۔۱۸ و ۱۹ و ۲۳ و ۲۵) مسیح نے ایک سردار کی مری ہوئی لڑکی کو زندہ کیا۔
لوقا ۷۔۱۲ سے ۱۵ میں لکھا ہے کہ مسیح نے نائین شہر کے پھاٹک پر ایک بیوہ عورت کے
بیلوتے بیٹے کا جنازہ دیکھا اور رحم کر کے کہا اے جوان میں تجھے کہتا ہوں اُٹھ اور
وہ مردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا اور یوحنا ۱۱۔۱ سے ۴۴ میں لکھا ہے کہ ایک شخص لعاذر
نام کو جو چار دن تک مر کر گور میں رہا تھا زندہ کیا۔ ۱۲ معجزہ (متی ۹۔۲۰ سے ۲۲) ایک
عورت کو جس کے بارہ برس سے خون جاری تھا اچھا کیا۔ ۱۳ معجزہ (متی ۹۔۲۷ سے ۳۰)
جب مسیح گھر میں پہنچا تو دو اندھے اُس کے پاس آئے اور یسوع نے کہا کیا تمہیں
اعتقاد ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں وہ بولے ہاں اے خداوند تب اُس نے اُن کی
آنکھوں کو چھُوا اور کہا کہ تمہارے ایمان کے موافق تمہارے لیے ہوا اور اُن کی آنکھیں
کھل گئیں اور مرقس ۸۔۲۲ سے ۲۵ میں لکھا ہے کہ اُس نے ایک اندھے کو آنکھیں دیں
اور یوحنا ۹۔۱ سے ۷ میں لکھا ہے کہ اُس نے ایک جنم کے اندھے کو آنکھیں دیں۔
اِس کے سوا بہرے گونگوں کو بھی اچھا کیا جن کا ذکر مرقس ۷۔۳۲ سے ۳۵ تک موجود
ہے۔ ۱۴ معجزہ (متی ۱۴۔۱۵ سے ۲۱) میں لکھا ہے کہ اُس نے پانچ روٹی اور دو
مچھلیوں سے عورتوں اور بچوں کے سوا پانچ ہزار مردوں کا پیٹ بھر دیا اور ٹکڑوں کی
بارہ ٹوکریاں بچ رہیں اور ۱۵۔۳۲ سے ۳۸ میں لکھا ہے کہ سات روٹیوں اور کئی چھوٹی
مچھلیوں سے عورتوں اور بچوں کے سوا چار ہزار مردوں کا پیٹ بھر دیا اور بچے ہوئے
ٹکڑوں کی سات ٹوکریاں بھری اُٹھائیں۔ ۱۵ معجزہ (متی ۱۴۔۲۵ سے ۲۷) اور رات
کے چوتھے پہر یسوع دریا پر چلتا ہوا اُن کے پاس آیا۔ ۱۶ معجزہ (متی ۱۴۔۲۹) مسیح نے
اُسے کہا آ اور پطرس ناؤ سے اُتر کر پانی پر چلنے لگا کہ یسوع کے پاس آوے۔ ۱۷ معجزہ

(متی ۸۔۲۳ سے ۲۶) دریا میں ایک ایسی آندھی آئی کہ ناؤ لہروں میں چھپ گئی اور
مسیح سوتا تھا تب اُس نے اُٹھ کے ہوا اور دریا کو ڈانٹا اور بڑا چین ہو گیا اور لوگوں
نے تعجب کیا اور کہا یہ کیسا آدمی ہے کہ ہوا اور دریا بھی اُس کی مانتے ہیں۔ ۱۸ معجزہ
(متی ۱۷۔۲۷) مسیح نے پطرس سے کہا تو دریا پر جا کے بنسی ڈال جو مچھلی پہلے نکلے اُسے
لے اور اُس کا مُنہ کھول تو ایک سکّہ پائیگا اُسے لے کر میرے اور اپنے واسطے اُنہیں دے
۱۹ معجزہ (لوقا ۱۳۔۱۱ سے ۱۳) ایک کبڑی عورت کو جو اٹھارہ برس سے کبڑی تھی اچھا کیا
۲۰ معجزہ (لوقا ۱۴۔۲ سے ۴) ایک جلندر کے مریض کو اچھا کیا۔ ۲۱ معجزہ (متی ۲۱۔۱۹)
ایک انجیر کے درخت کو جو بظاہر سرسبز تھا لیکن درحقیقت اس میں ایک بھی انجیر نہ تھا
سوکھا دیا تا کہ ریاکاروں اور دھوکہ بازوں کو عبرت حاصل ہو۔ ۲۲ معجزہ (لوقا ۲۲۔۵۰ و ۵۱)
سردار کاہن کے ملازم کے کان کو جس کو پطرس نے کاٹ دیا تھا دوبارہ اچھا کیا۔
۲۳ معجزہ (متی ۴۔۲۳ و ۲۴) یسوع تمام گلیل میں پھرتا ہوا اُن کے عبادت خانوں میں
تعلیم دیتا تھا اور بادشاہت کی خوشخبری سُناتا تھا اور لوگوں کے سارے دُکھ دردوں
کو دفع کرتا تھا جس سے اُس کی شہرت تمام اطراف میں پھیل گئی اور سب بیماروں کو جو
طرح طرح کی بیماریوں اور عذابوں میں گرفتار تھے اور دیوانوں اور مرگیوں اور مفلوجوں
کو جو اُس کے پاس لائے گئے تھے اچھا کیا اور ۱۵۔۳۰ میں ہے کہ ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں
اندھوں گونگوں ٹنڈوں اور بہت اوروں کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے پاس آئی اور
انہیں یسوع کے پاؤں پر ڈالا اور اس نے اچھا کیا۔ ۲۴ معجزہ (یوحنا ۲۰: ۱۹)
شام کے وقت جب دروازے چاروں طرف سے بند تھے مسیح اُن کے بیچ میں ظاہر
ہوا اور کہا السلام علیکم یعنے تم پر سلام ہو۔ ۲۵ معجزہ (لوقا ۲۴۔۶) مسیح مر کر دفن ہوا
اور پھر زندہ باہر نکلا۔ ۲۶ معجزہ (اعمال ۱۔۹) اور یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے آسمان
پر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُس کو اُن کی نظروں سے چھپا لیا اِن کے علاوہ اور بہت سے
ایسے معجزات ہیں جن سے خدا کی قدرت عظمت اور شان کبریائی ظاہر ہوتی ہے مگر بخوف
طوالت ہم ان کی نقل کرنے سے معذور ہیں۔

اناجیل کے مطالعہ کرنے سے جو عجیب بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ معجزات کا سلسلہ خود خداوند کی ذات پر ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگردوں سے ایسے معجزات سرزد ہوئے ہیں جن کو پڑھکر اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح نہ صرف معجزہ کرنے والے تھے بلکہ معجزوں کی قوت اور اقتدار بخشنے والے تھے۔ چنانچہ مسیح کے شاگردوں کی نسبت متی ۱۰-۱ میں ہے کہ اور اُس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بُلا کے انہیں ناپاک روحوں پر اختیار بخشا تاکہ اُن کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دُور کریں۔ پھر آیت ۸ میں ہے مسیح نے شاگردوں کو کہا بیماروں کو اچھا کرو مُردوں کو جلاؤ کوڑھیوں کو صاف کرو دیووں کو نکالو تم نے مفت پایا مفت دو۔ چنانچہ مرقس ۱۶-۲۰ میں ہے کہ اور وہ باہر جا کے ہر جگہ منادی کرنے لگے اور خداوند اُن کی مدد کرتا اور کلام کو معجزوں کے وسیلہ جو اُس کے ہمراہ تھے ثابت کرتا تھا اعمال ۲-۴۳ میں ہے کہ اور بہت سی کرامتیں اور نشانیاں رسولوں سے ظاہر ہوئیں (اعمال ۲-۴ میں ہے کہ وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ یہ مسیح کا کیسا بڑا معجزہ ہے جو حواریوں کے وسیلہ سے ظاہر ہوا کہ بے پڑھے لوگ آناً فاناً ہر زبان بولنے لگے اور یہ اشارہ تھا اس امر کی طرف کہ خدا کا کلام ہر ملک کے لوگوں کو سُنایا جائے اور ہر وہ شخص جو ایمان لائے نجات پائے آنحضرت اپنے آپ کو سب جہان کی طرف ایک آخری رسول بتلاتے تھے مگر اُن کو فارسی زبان بھی بولنے نہ آتی اور سلمان فارسی سے خط وغیرہ کا ترجمہ کروا کر سُنا کرتے تھے (اعمال ۳-۱ سے ۱۰) میں لکھا ہے کہ پطرس اور یوحنا جب ہیکل میں گئے تو انہوں نے ایک جنم کے لنگڑے کو کہا کہ یسوع مسیح ناصری کے نام سے اُٹھ اور چل اور اُس کا دہنا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا فوراً اُس کے ٹخنے مضبوط ہوئے اور وہ کود کے کھڑا ہوا اور چلنے لگا (اعمال ۵-۱ سے ۱۱ میں لکھا ہے کہ ایک شخص حننیا اور اُس کی جورو سفیرہ نے رسولوں سے جھوٹھ بولا اور پطرس کی بددعا سے فوراً مر گئے اور آیت ۱۰ سے ۲۰ میں لکھا ہے کہ مرد اور عورتیں گروہ کے گروہ خداوند پر ایمان لا کے

اُن میں شامل ہوتے تھے یہانتک کہ لوگ بیماروں کو سڑکوں میں چارپائیوں اور کھٹولوں پر رکھتے تھے تاکہ جب پطرس آئے اُس کا سایہ ہی اُن میں سے کسی پر پڑ جائے اس لئے سردار کاہن اور اُس کے ساتھی غضب سے بھر گئے اور رسولوں کو قیدخانہ عام میں ڈال دیا لیکن خدا کے فرشتے نے رات کو قیدخانہ کا دروازہ کھولا اور انہیں باہر لا کے کہا جاؤ اور ہیکل میں کھڑے ہو کے اس زندگی کی کلام کی باتیں سُناؤ۔ اور یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ وہی حواری جو بزدلی میں ضرب المثل تھے اور جنہوں نے جان کے خوف سے مسیح کا انکار کیا اب مسیح سے طاقت پا کر علماء اور یہود اور حاکموں کے سامنے جان نثاری کے ساتھ بحث کر رہے ہیں اور ساری مصیبتوں کی برداشت کرنے میں بیحد مضبوط ہو گئے ہیں اور ۸-۴ سے ۱۳ میں لکھا ہے فیلبوس نے سامریہ کے ایک شہر میں بہت سے معجزے دکھلائے اور بہت لوگ مسیحی ہو گئے اور ۹ باب سے ظاہر ہے کہ پولوس رسول پر کس طرح خداوند دمشق کے نزدیک ظاہر ہوا اور کیونکر اُس کا دل تبدیل ہوا۔ پھر ۱۳-۱۱ میں ہے کہ پولوس کے معجزہ سے الیماس جادوگر فوراً اندھا ہو گیا اور ۱۴-۱۰ میں ہے کہ اُس نے لنگڑے کو چلنے کی طاقت دی۔ ۱۶-۱۸ میں ہے کہ اُس نے مسیح کے نام سے ناپاک رُوح کو نکالا۔ ۱۹-۱۱ میں ہے کہ خدا پولوس کے ہاتھ سے بڑے معجزے دکھلاتا تھا۔ ۲۰-۱۰ میں ہے کہ اُس نے مسیحی قدرت سے یوتخس مُردہ کو جلایا۔ ۲۸-۵ میں ہے کہ اس کو کالے سانپ نے ضرر نہ پہنچایا اور آیت ۸ میں ہے کہ فیلبوس کا باپ اس کے ہاتھ رکھنے سے درست ہو گیا اور ۳-۷ میں ہے کہ پطرس کی معرفت ایک لنگڑے کی ٹانگیں درست ہو گئیں۔ اس کے سوا رسولوں کے اور بہت سے معجزات اعمال کی کتاب میں مذکور ہیں جس سے مسیح کی فیض رسانی ثابت ہے پس اب اگر آپ مسیح کے معجزات کو آنحضرت کے معجزات کے ساتھ دیانتداری کے ساتھ مقابلہ کریں تو آپ پر واضح ہو جائیگا کہ مسیح کے جتنے معجزے ہیں وہ سب حقیقی اور مبنی بر صداقت ہیں برعکس اس کے آنحضرت کے جتنے معجزے ہیں وہ سب من گھڑت اور دور از صداقت ہیں

رسالہ ششم

حضرتِ مسیح کی بہت سی پیشینگوئیوں میں سے ۱۴ پیشینگوئیوں کا ذکر

تیسری دلیل اس کی صداقت پر یہ ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح صادق القول اور اپنے بیان میں ہر طرح سے سچا ہے۔ اگرچہ وہ واقعات جو اس کی صادق القولی کو مختلف صورتوں میں ظاہر کرتے ہیں انجیل شریف میں بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن ہم صرف ان واقعات کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جن کا تعلق پیشینگوئیوں کے ساتھ ہے جن میں سے کچھ پورے ہو گئے ہیں اور کچھ پورے ہو رہے ہیں جس سے ان کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان پیشینگوئیوں کے دیکھنے سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جس طرح وہ پوری شدہ پیشین گوئیوں میں سچا نکلا ہے تو ضرور جو باتیں اس نے اپنی آمد ثانی کے متعلق بیان کی ہیں ضرور راست اور درست ہونگی۔ اور اس نے جو جو وعدے اور وعید مومنین و کافرین سے کئے ہیں بیشک اسی طرح وقوع میں آوینگے جس طرح اور باتیں واقع ہوئیں پس جبکہ یہ مضامین ایمان کی ترقی کرنے والے ہیں اور مذہب کی حقیقت پر ایک کامل دلیل ہیں اس لئے کچھ ان میں سے ہم اپنے ہندوستانی بھائیوں کو سنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی ان پر غور کرکے حقیقی ایمان کی طرف رجوع کریں یوں تو مسیح کی پیشینگوئیاں بکثرت ہیں لیکن ہم صرف چودہ ۱۴ پیشینگوئیاں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ پہلی پیشینگوئی اس نے اپنے مرکے جی اٹھنے کی خبر پہلے سے دی تھی متی ۱۶-۲۱ اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پہ ظاہر کرنے لگا کہ مجھے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھاؤں اور قتل کیا جاؤں اور تیسرے دن جی اٹھوں مسیح نے کئی بار یہی بیان کیا اور اس کے

موافق ظہور میں آیا چنانچہ متی ۲۶ سے ۲۸ باب تک اگر کوئی پڑھے تو اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ اس نے کیسے کیسے دکھ یہودیوں کے ہاتھ سے اٹھائے اور بالآخر وہ مارا بھی گیا اور تیسرے دن جی بھی اٹھا۔ اس مقام پر کئی باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ اہلِ اسلام کہتے ہیں کہ مسیح مارا نہیں گیا جو بالکل غلط ہے۔ ہم مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں غفلت سے کام نہ لیں کیونکہ صرف اسی پر نجات اخروی منحصر ہے اس لئے ہماری مختصر گذارشات پر ذرا دیر کے لئے دھیان دیں۔

اوّل ہم مسلمانوں کے اس بیان کو کہ مسیح نہیں مارا گیا اس لئے غلط کہتے ہیں کہ ان کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے صرف آنحضرت کی حدیث ہے جو اپنے ثبوت میں پیش کرتے ہیں چونکہ وہ حدیث تاریخ اور واقعات کے برخلاف اور قرآن شریف کے متضاد ہے لہذا قابل اعتبار نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگلے نبی گواہی دے گئے ہیں کہ مسیح جب آویگا تو وہ ایمانداروں کے واسطے اپنی جان دیگا اور مارا جاویگا۔ چنانچہ دانیال نبی نے مسیح سے ۵۳۸ برس پیشتر بطور پیشین گوئی کے یہ کہا تھا کہ ۶۲ ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جاوے گا (دانیال ۹: ۲۶) اور یسعیاہ نبی نے مسیح سے ۷۱۲ برس پیشتر یہ کہا تھا کہ "ایذا دے کے اس پر حکم کرکے وہ اسے لے گئے پر کون اس کے زمانے کا بیان کریگا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میرے گروہ کے گناہوں کے سبب اس پر مار پڑی (یسعیاہ ۵۳: ۸)

سوم یہ کہ یہودی لوگ جنہوں نے مسیح کو قتل کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے بیشک اسے مارا ہے آجتک کوئی یہودی اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ ہم نے مسیح کو قتل نہیں کیا خود محمد صاحب بھی یہودیوں سے سنکر اقرار کرتے ہیں کہ یہودی لوگ مسیح کے قتل کرنے کے قائل ہیں چنانچہ قرآن کی سورہ نساء میں لکھا ہے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ یعنے یہود کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ مسیح مریم کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔

چہارم یہ کہ خود حضرت عیسیٰ انجیل میں ذکر کرتے ہیں کہ مجھے مارا جانا ضرور ہے
پنجم یہ کہ مسیح کے شاگرد جو صاحبِ معجزات اور سچے رسول تھے وہ گواہی دیتے
ہیں کہ وہ ضرور ہمارے سامنے مارا گیا اور جی اُٹھا چنانچہ اعمال ۵۔۳۰ و ۳۲ میں ہے
کہ ہمارے باپ دادوں کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے صلیب پر لٹکا کے مار
ڈالا تھا اُسی کو خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کے اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل
کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔
ششم یہ کہ یہودیوں کے درمیان جو کھیت خون کا کھیت کہلاتا ہے اور جو کہ
پردیسیوں کے گاڑنے کے لئے خریدا گیا تھا وہ اُن تیس روپیوں سے خریدا گیا تھا جو
مسیح کی پکڑوائی کی اُجرت کے طور پر یہودا اسکریوطی نے لیا تھا اور اُسی وقت سے
یہ واقعہ تمام یہودیوں میں مشتہر ہو چکا تھا اور سبھوں نے اس ماجرے کو قبول کیا تھا
اب انصاف کیجئے اتنے گواہوں اور ایسے معتبر رسولوں کو ہم کس دلیل سے رد کریں
اور صرف ایک ہی شخص کی بات کو جو چھ سو برس بعد ایک دُور غیر ملک میں پیدا ہوا
اور جس کی رسالت ہی کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی اور جو کتبِ الٰہی کے برخلاف اور
جہان کی تواریخوں کے برعکس ہے تسلیم کریں پس ضرور مسیح مارا گیا اور جی اُٹھا اور
آسمان پر چڑھ گیا۔ دوسری بات غور کے لائق یہ ہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح
کی ایذا کشی اور مصیبت اور بےعزتی کی برداشت اور جاہلوں کے ہاتھ سے ٹھٹھا میں
اُڑائے جانے کا احوال سُن کر نادان۔ بے سمجھ لوگ جنہوں نے خدا کے مدرسہ میں تعلیم
نہیں پائی یعنے جنہوں نے کلام الٰہی کے نور سے منور ہو کر اپنی انسانی عقل کی غلطیوں
سے واقفیت حاصل نہیں کی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان بیانوں سے مسیح پر عیب لگتا
ہے اور ایک پیغمبر کی بےعزتی ہوتی ہے اس لئے یہ لوگ حیاتِ ابدی سے محروم رہتے
ہیں ایسے لوگوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ ان بیانوں سے مسیح اور خدا پر کچھ عیب نہیں
لگتا بلکہ اُس کی قدوسی اور محبت اور اُس کا جلال اور عدالت اور رحم اور حلم حد درجہ
ظاہر ہوتا ہے اگر یہ بیان مفصل لکھا جائے تو ایک بڑی کتاب ہو جاتی ہے اس لئے

یہاں پر ہم صرف ایک اشارہ پر کفایت کرتے ہیں کہ مسیح کی دُنیاوی بےعزتی اُس کا
جلال ظاہر کرتی ہے نہ کہ اُس کی حقارت۔ تیسری بات لائق غور یہ ہے۔ کہ اُس
پیشین گوئی پر بعضے اہل اسلام اعتراض کرتے ہیں جو متی ۱۲۔۴۰ میں ہے کہ
جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین
کے اندر رہیگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس بیان کے موافق تین رات دن قبر میں پورے
کرنے ضرور تھے حالانکہ وہ جمعہ کو تیسرے پہر دفن ہوا اتوار کو علی الصباح جی اُٹھا۔
اس کا جواب کئی طور پر دیا جا سکتا ہے مگر ہم تحقیقی جواب دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ
ہے کہ یہ عبارت عام بول چال کے طور پر استعمال ہوئی ہے جیسے کوئی شخص جمعہ کو
شام کے وقت امرتسر میں آوے اور اتوار کی صبح کو کہے کہ میں تین دن سے امرتسر میں
آیا ہوں اور وہ ضرور اُس قول میں سچا ہے کیونکہ ایسا بولنا عام محاورہ ہے اسی
طرح مسیح نے کہا اس کی یہ مراد نہیں تھی کہ تم گھڑی لے کر تین رات دن کے گھنٹے منٹ ٹھیک پورے کر لینا
بلکہ یہ مطلب تھا کہ روزِ دفن سے تیسرے دن اُٹھونگا۔ ہمارے اس قول کی تائید اسطور ذیل سے ہوتی ہے
اوّل خود مسیح نے بار بار ہیں اس فقرے کے معنی بتلائے ہیں کہ روزِ دفن سے تیسرے دن جی اُٹھونگا چنانچہ
متی ۲۰۔۱۹ میں ہے کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھیگا اور مرقس ۸۔۳۱ میں ہے کہ وہ تین دن بعد جی اُٹھے۔ اور
۹۔۳۱ میں ہے کہ وہ مصلوب ہو کر تیسرے دن پھر جی اُٹھیگا اور ۱۰۔۳۴ میں ہے کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھیگا
اور لوقا ۹۔۲۲ میں ہے کہ وہ تیسرے دن پھر اُٹھایا جائے۔ اور ۱۸۔۳۳ میں ہے کہ تیسرے دن جی اُٹھیگا
ان فقروں سے صاف ظاہر ہے کہ اُس کی مراد صرف تیسرے دن جی اُٹھنے
کی ہے نہ وہ مراد جو معترض سمجھا ہے۔ دوم یہ کہ مسیح کے شاگرد اُس فقرہ کے
معنی محاورہ کے طور پر یہی سمجھے تھے جو مسیح نے بار بار بیان کئے اور جو ہم
بیان کرتے ہیں چنانچہ لوقا ۲۴۔۶ و ۷ میں ہے کہ یاد کرو کہ جب وہ گلیل میں تھا
تو اس نے تم سے کہا تھا ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا
جائے اور صلیب دیا جائے اور تیسرے دن جی اُٹھے"۔ اس کا یہ مقصد نہیں
کہ تم گھڑی ہاتھ میں لے کر تین رات دن کے تمام گھنٹے اور دقیقے گنتے جاؤ بلکہ صرف یہ

مطلب تھا کہ دفن ہونے کے دن سے تیسرے دن جی اُٹھوںگا۔ سوئم یہ کہ مسیح کے دشمنوں نے بھی اِس فقرے کے معنی وہی سمجھا تھا جو ہم کہہ رہے ہیں چنانچہ متی ۲۷-۶۳ میں ہے کہ "خداوند ہمیں یاد ہے کہ اِس دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دن کے بعد جی اُٹھوںگا پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی حفاظت کی جائے" نہ یہ کہ تین رات دن کے گھنٹے گنے جائیں۔ چہارم یہ کہ مسیح کا جمعہ کو مصلوب ہونا اور اتوار کو جی اُٹھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کا مطلب تیسرے دن جی اُٹھنے سے تھا اور الفاظ محاورے کے عام بول چال کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ پنجم یہ کہ متی کی انجیل میں مسیح کا تین دن رات یونس کی مانند زمین میں رہنا مذکور ہوا ہے پہلے معترض کو چاہیئے کہ یونس کا تین دن رات گھڑی کے حساب کے بموجب مچھلی کے پیٹ میں رہنا ثابت کرے بعد اُس کے پھر اِس تشبیہ پر گفتگو کرے ہم کہتے ہیں کہ یونس کا تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اِسی طور پر تھا جس طور پر مسیح تین رات دن قبر میں رہا۔ پس عقل سلیم کے نزدیک یہ اعتراض بالکل باطل ہے اور مسیح کی پیشینگوئی ضرور پوری ہوئی۔

۲ پیشینگوئی یہوداہ کے حق میں ہے یوحنا ۱۳-۲۱ "یہ باتیں کہکر یسوع اپنے دل میں گھبرایا اور یہ گواہی دی کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائیگا۔" متی ۲۶-۲۵ "اُس کے پکڑوانے والے یہوداہ نے جواب میں کہا کہ اے ربی کیا میں ہوں اس نے اس سے کہا تو نے خود کہدیا۔ اُس کا یہ کہنا بھی پورا ہوا۔ چنانچہ متی ۲۶-۴۷ "وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا آیا اور اُس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور بزرگوں کی طرف سے آپہنچی اور اُس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ پتہ دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اُسے پکڑ لینا اور فوراً یسوع کے پاس آکر کہا کہ اے ربی سلام اور اُس کے بوسے لئے۔" ۳ پیشینگوئی سب شاگردوں کے حق میں ہے متی ۲۶-۳۱ "اُس وقت یسوع نے اُن سے کہا کہ تم سب اسی رات

میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو مارونگا اور گلے کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائینگی۔" نیز دیکھو مرقس ۱۴: ۲۷ و یوحنا ۱۶: ۳۲۔ چنانچہ متی ۲۶-۵۶ میں ہے کہ "تب سب شاگرد اُسے چھوڑ کے بھاگ گئے"۔ ۴ پیشینگوئی گلیل کے جانے کے حق میں ہے متی ۲۶-۳۲ میں ہے کہ "میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤنگا"۔ یہ بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ متی ۲۸-۶ "وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اپنے کہنے کے موافق جی اُٹھا ہے آؤ یہ جگہ دیکھو جہاں خداوند پڑا تھا ... اور دیکھو وہ تم سے پہلے گلیل کو جاتا ہے" "اور گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر گئے جو یسوع نے اُن کے لئے مقرر کیا تھا"۔ ۵ پیشینگوئی پطرس کے حق میں ہے متی ۲۶-۳۳ میں ہے پطرس نے جواب دے کے اُسے کہا گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا یسوع نے اُسے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا"۔ یہ بھی پوری ہوئی چنانچہ آیت ۶۹ میں ہے کہ پطرس باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لونڈی اُس کے پاس آکر بولی تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا اُس نے سب کے سامنے یہ کہکے انکار کیا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اُسے دیکھا اور جو وہاں تھے اُن سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے اُنہوں نے پطرس کے پاس آکے کہا بیشک تو بھی اُن میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے اِس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اِس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مُرغ نے بانگ دی پطرس کو یسوع کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا اور وہ باہر جا کے زار زار رویا"۔ ۶ پیشینگوئی مسیح کی صلیبی موت کے حق میں ہے یوحنا ۳-۱۴ میں ہے کہ "اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں

اُونچے پر چڑھایا اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اُونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

اگر آپ اس واقعہ کا بیان پڑھنا چاہتے ہیں کہ کس طرح اور کس لئے موسیٰ نے پیتل کا سانپ بناکر اپنے عصا پر لٹکایا تو آپ گنتی ۲۱ : ۵ - ۹ تک کا مطالعہ کریں۔

ہمارے منجی کی یہ پیشینگوئی بھی حرف بہ حرف پوری ہوئی چنانچہ یوحنا ۱۹ : ۱۸ میں لکھا ہے کہ "انہوں نے اُس کو اور اُس کے ساتھ اور دو شخصوں کو صلیب دی ایک کو اِدھر ایک کو اُدھر اور یسوع کو بیچ میں۔"

۷۔ پیشینگوئی رُوح القدس کے حق میں ہے۔ یوحنا ۱۴ - ۲۶ میں ہے کہ "لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب باتیں سکھلائیگا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائیگا۔" چنانچہ یہ بھی پورا ہوا جیسا کہ اعمال ۲ - ۱ سے ۴ تک مذکور ہے کہ "جب عید پنتیکوست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح القدس نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔"

سب اہل علم صاحب شعور اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی مسیح نے رُوح القدس کے حق میں بیان کی تھی اور جب خداوند کی رُوح حواریوں پر نازل ہوئی تو یہ پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ مگر بعض اہل اسلام یوں کہتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی مسیح نے محمد صاحب کے حق میں کہی ہے اور اس کے متعلق بہت کچھ چون و چرا کرتے رہتے ہیں لہذا ضرور ہے کہ اس کی نسبت بھی کچھ لکھ ڈالیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی محمد صاحب کے حق میں ہرگز نہیں ہے بلکہ صرف رُوح القدس کے حق میں ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ تمام کلام اُلٰہی میں کوئی لفظ اور کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے جس سے مسلمانوں کا

دعوے ثابت ہو سکے مسلمان کہتے ہیں کہ جس لفظ کا ترجمہ "مددگار" کیا گیا ہے وہ لفظ فارقلیط ہے اور اس کے صحیح معنی محمد یا احمد کے ہیں۔ ان بیچاروں کو اگر یونانی زبان سے واقفیت ہوتی تو وہ ہرگز اس قسم کا بیہودہ دعویٰ نہ کرتے بہرحال یہ بار ثبوت اُن پر ہے کہ وہ کسی مستند یونانی لغت سے ثابت کریں کہ فارقلیط کے معنی محمد یا احمد کے ہیں۔ اس کے سوا آیت بالا میں مسیح نے فرمایا ہے کہ وہ مددگار حواریوں کو مسیح کی سب باتیں یاد دلائیگا۔ محمد صاحب نے حواریوں کو مسیح کی باتیں یاد نہیں دلائیں بلکہ خود ۶ سو برس کے بعد ظاہر ہوا۔ پھر اسی کے ۱۴ - ۱۶ میں ہے کہ وہ مددگار تمہارے ساتھ ابد تک رہیگا محمد صاحب نہ کبھی حواریوں اور عیسائیوں کے ساتھ رہے اور نہ اب ساتھ ہیں بلکہ خدا کی رُوح ہمیشہ اُن کے ساتھ رہی اور اب تک مسیحی ایمانداروں کے ساتھ ہے۔ آیت ۱۷ میں مسیح نے تیسری صفت اُس کی یہ بیان کی کہ اُسے دُنیا نہیں پا سکتی کیونکہ اُسے نہیں دیکھتی اور نہ اُسے جانتی ہے لیکن تم تو اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم میں موجود ہے یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مددگار غیر مرئی یعنے نادیدنی ہے۔ مگر محمد صاحب کو عرب کے لوگوں نے دیکھا وہ غیر مرئی نادیدنی شے نہ تھے بلکہ خدا کی رُوح یہ صفت رکھتی ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ مسیح نے شاگردوں سے کہا جب تک وہ مددگار نہ آئے تم یروشلیم کے شہر سے باہر نہ جانا چاہیئے چنانچہ لوقا ۲۴ - ۴۹ اور اعمال ۱ - ۴ و ۵ میں بھی اس کا مفصل ذکر موجود ہے پس ان آیتوں کے رو سے لازم تھا کہ جبتک آنحضرت ظاہر نہ ہوئے تب تک حواری ۶ سو برس تک یروشلیم میں زندہ موجود رہتے حالانکہ آنحضرت سے بہت پہلے حواری فوت ہو گئے۔ اس کے سوا عقلمند آدمی کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ اس آنے والے کا نام مسیح نے مددگار بیان کیا ہے محمد صاحب کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیا تعلیم کے اعتبار سے ہرگز نہیں۔ پس انسان کا مدد کرنا صرف روح القدس کا کام ہے اور وہ ہر لحظہ مدد کرتا ہے پس یہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی۔ ۸۔ پیشینگوئی اپنے لوگوں کو طاقت بخشنے کے حق میں ہے لوقا ۲۱ - ۱۵ میں ہے کہ میں تمہیں ایسی

زبان اور حکمت دونگا کہ تمہارا کوئی مخالف سامنا کرنے یا خلاف کہنے کا مقدور نہ رکھیگا"۔ یہ بھی پورا ہوا چنانچہ رسولوں کا حال دیکھنے سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ بالکل جاہل اور بے پڑھے لوگ تھے لیکن مسیح نے اُن کو ایسی زبان اور حکمت عنایت کی کہ تمام جہان کے عالم اُن کی تعلیم سے دنگ ہیں اور سب اولین و آخرین کے بھید اور الٰہی رموز جو ابتداءِ عالم سے پوشیدہ تھیں اُن کے دل اور زبان پر جاری ہیں اور آجتک مسیحی لوگوں کو خدا کی طرف سے وہ زبان اور حکمت عنایت ہوتی ہے کہ کوئی مخالف اُن کا مقابلہ تحریر اور تقریر میں نہیں کر سکتا پس یہ پیشینگوئی بھی ہم اچھی طرح پوری ہوئی دیکھتے ہیں۔ ۹۔ پیشینگوئی اُس کی باتیں نہ ٹلنے کے حق میں ہے متی ۲۴۔ ۳۵ میں ہے کہ "آسمان اور زمین ٹل جائینگے پر میری باتیں نہ ٹلینگی" مُراد یہ ہے کہ آسمان اور زمین کو بھی اس قدر پائداری نصیب نہیں ہے جس قدر میری باتوں کو حاصل ہے وہ ہرگز نہ ٹلینگی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کی باتیں ہرگز ٹلنے والی نہیں ہیں۔ دیکھو جھوٹے مذہبوں کی باتیں کیسی ٹل گئیں اور ٹلتی جاتی ہیں لیکن مسیح کی باتیں جو حقیقت میں سچی ہیں آجتک نہ ٹلی اور آئندہ کو ہرگز ٹلتی نظر نہیں آتیں۔ ابتدا میں یہودیوں نے مسیح کی تعلیم کو نیست و نابود کرنا چاہا اور اپنی تمام طاقت اُس میں صرف کی جس قدر وہ لوگ بربادی چاہتے تھے اُس سے زیادہ یہاں ترقی ہوتی جاتی تھی اُن کے بعد بدعتیوں اور گمراہوں نے باوجود دعوٰی عیسائیت اُس کی پاک تعلیم کو چھوڑ کر اپنی گندی رسمیں ماننی شروع کیں پر اُن کی مُردہ تعلیم سے مسیح کی زندہ تعلیم ہرگز دب نہ گئی بلکہ اُن کی انسانی تعلیم کو دبا کر خدا کا زندہ کلام ایسا اُبھرا کہ ہمیشہ سے اس وقت تک مسیحی تعلیم بے تعصب حق پرستوں کے سامنے آئینہ کی طرح موجود ہے۔ اس کے بعد ملحدوں نے خدا کے منکروں نے عقل پرستوں نے مسیحی کلام پر اپنی بڑی طاقت خرچ کی اور چاہا کہ یہ تعلیم جہان سے اُٹھ جائے اور اُن کی تعلیم جاری ہو مگر وہ خود برباد ہوئے اُن کی کتابوں کو کیڑا کھا گیا لیکن مسیح کی باتیں اب تک قائم ہیں اس کے سوا محمد صاحب

نے مسیحی تعلیم کے برباد کرنے میں اور ہی طرح سے کوشش کی لوگوں سے کہا کہ وہ کلام تو برحق ہے لیکن اب وہ منسوخ ہوا اُس پر عمل نہ کرو لو یہ میرا قرآن ہے اس کو مانو محمدی عالموں نے اپنے پیشوا کی تائید میں بڑے اگر مگر ملا کر کتابیں تصنیف کیں پر کلام الٰہی کو وہ لوگ ہرگز رد نہ کر سکے اُن کی تمام غلطیاں ظاہر ہو گئیں چنانچہ جو کوئی سچائی سے تحقیق کرتا ہے اپنے خیالوں سے توبہ کرکے انجیل پر ایمان لے آتا ہے پس یہ مسیح کا قول کہ میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی کیسی درستی سے پورا ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ ۱۰۔ پیشینگوئی انجیل کی منادی کے حق میں ہے متی ۲۴۔ ۱۴ میں ہے کہ "اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اور اُس وقت خاتمہ ہوگا"۔ اگر کوئی اُس وقت پر غور کرے جس وقت یہ پیشینگوئی مسیح نے سنائی تھی اور آج کے دن کو دیکھے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ اُس وقت آسمان کی بادشاہت رائی کے دانہ کی مانند کیسی ناطاقت نظر آتی تھی اور اب کیسے بڑے درخت کی صورت میں جہان میں ظاہر ہوئی ہے اور کہاں سے کہاں تک اس کی منادی ہو گئی اس پیشینگوئی کی اس حالت کو دیکھ کر یقین کامل ہو جاتا ہے کہ ضرور قیامت تک ساری دنیا میں انجیل کی منادی ہو جاوے گی۔
۱۱۔ پیشینگوئی غیر قوموں کے ایمان کے حق میں ہے متی ۸۔ ۱۱ میں ہے کہ "کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے پر بادشاہت کے فرزند باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا"۔ یہ بھی پورا ہو گیا کہ ہزارہا آدمی پورب پچھم جنوب شمال کے رہنے والے ایمان کر مسیحی جماعت میں داخل ہو گئے اور ہزارہا آدمی عیسائی ہوتے جاتے ہیں اور ان ایمان لانے والوں میں سے صدہا مردم ایسے اچھے عیسائی ہوئے ہیں کہ ہم اُن سے اچھے لوگ کسی قوم کے بزرگوں میں نہیں دیکھتے اور مسیح کی یہ پیش خبری اور غیر قوموں میں سے بعض کا یہ حال دیکھ کر خدا کی ستایش کرتے ہیں۔ ۱۲۔ پیشینگوئی عیسائیوں کی مصیبت

کے حق میں ہے متی ۲۴-۹ میں ہے کہ "وے تمہیں دُکھ میں حوالہ کرینگے اور مار ڈالینگے اور میرے نام کے سبب سب قومیں تم سے کینہ رکھینگی"۔ یہ بھی پُورا ہُوا کیونکہ دُنیاداروں نے ہمیشہ سے اِن لوگوں کے ساتھ عداوت کی اور اب خاص اِس قوم سے ہر شخص عداوت رکھتا ہے۔ ۱۳۔ پیشینگوئی جھوٹے نبیوں کے حق میں ہے متی ۲۴-۱۱ میں ہے کہ "بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کرینگے اور بیدینی کے بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی مگر جو آخر تک برداشت کریگا نجات پائیگا" یہ بھی پُورا ہُوا اور ہوتا جاتا ہے بہت سے جھوٹے معلم ظاہر ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں اور آئندہ کو بھی شاید ہو جائیں۔

۱۴۔ پیشینگوئی یروشلیم کے حق میں ہے متی ۲۴-۲ میں ہے کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہیگا جو گرایا نہ جائیگا" یہ بھی پُورا ہُوا اور یروشلیم کی بربادی مسیح کے فرمان کے موافق ہوئی! اِس کے سوا خداوند یسُوع مسیح کی اور بہت سی پیشینگوئیاں ہیں خصوصاً مکاشفات کی کتاب میں جس میں ہمارے خداوند نے تمام احوال اپنے عہد سے قیامت تک کا لکھوا دیا ہے جس میں سے بہت کچھ ترتیب وار پُورا ہو گیا اور روز بروز پُورا ہوتا جاتا ہے جس کے لکھنے کی گنجایش اِس مختصر رسالہ میں نہیں ہے اِن سب کو چھوڑ کر صرف اِس غرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ ایسا صادق القول دُنیا میں مسیح کے سوا کون ظاہر ہُوا ضرور وہ خدائے مجسم تھا جو سب ایمانداروں کی نجات کے واسطے آیا اُس پر انجیل کے موافق ایمان لاؤ اور تعصب کو چھوڑ کر ان باتوں پر فکر کرو جانور کی طرح بے فکر دُنیا میں رہنا اچھا نہیں آخر ایک دن عدالت کا مقرر ہے خدا سے ڈرو اور اُس کے اکلوتے پیارے بیٹے کو قبول کرو اور اُس کے شکر گذار ہو جس نے اپنا بیٹا تمہیں بخش دیا تاکہ ہمیشہ کی زندگی اُس کے وسیلہ سے حاصل کرو آئندہ مختار ہو وما علی الرسول الا البلاغ ٭

رسالہ ہفتم

مسیح کی تقریر کا غلبہ

گذشتہ تین رسالوں میں دین عیسوی کی حقیقت پر ایسی تین کامل دلیلیں ذکر ہوئیں کہ ایک دیانتدار شخص کے لئے کافی سے زیادہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اِس قسم کی کامل دلایل کوئی اہل مذہب سوائے عیسائیوں کے اپنے مذہب پر پیش نہیں کر سکتا تاہم ہم بہت سی اور دلیلوں میں سے ایک اور دلیل بیان کرکے اِس بحث کو چار دلیلوں پر ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ دیگر مضامین کو بہت جلد ناظرین کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ چوتھی دلیل عیسائی مذہب کی حقیقت پر یہ ہے کہ خداوند یسُوع مسیح کی تقریر میں ایسا زور اور ایسی طاقت اور کشش تھی جس کی مثل دُنیا کے اور مقرروں اور ہادیوں کی تقریر میں نہیں مل سکتی ہے یعنی اُس کی تعلیم ہر تعلیم پر غالب آتی ہے۔ اِس کی تفصیل اور کیفیت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب کوئی شخص کلام الٰہی کو اوّل سے آخر تک اُس کے واقفوں سے اور اُس کی معتبر تفسیروں سے دریافت کرکے خود سے پڑھے اِن مختصر رسالوں میں اُس کی کیفیت کا کماحقہٗ بیان کرنا دشوار ہے ہاں متی رسول کی انجیل کی تفسیر میں جو لکھی جا رہی ہے اِس کے متعلق قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کرینگے یہاں پر صرف اِس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ مسیح کی تعلیم میں کئی قسم کی خوبیاں ہیں جس کو ہر شخص بشرطیکہ سلیم العقل اور بے تعصب ہو قبول کر سکتا ہے۔ پہلی بات وہ اپنی تعلیم میں اپنے اُن مخالفوں پر جو اُس وقت اُس کا مقابلہ کرتے تھے بڑی قوی دلیلوں سے غالب آیا۔ اِس کی توضیح یوں ہے کہ دُنیا میں جتنے رہبر خواہ جھوٹے تھے یا سچے ظاہر ہوئے ہیں اُن کے عہد میں اُن کے مخالف اور اُن کے

رد کرنے والے اُن سے مقابلہ اور بحث کرنے کو اُٹھے ہیں اور اُن سے حقیقت کی دلیلیں بھی طلب کی ہیں اور اُن پر اعتراض کرکے اُن کو رد کرنا چاہا ہے اور یہ بات طالبان حق کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے جس سے صحیح عقل اچھا نتیجہ نکالتی ہے ۔ مثلاً جب محمد صاحب ظاہر ہوئے اور دعوئ نبوت کا کیا تو اُن کے مقابلہ پر عرب کے بُت پرست اور بعض جاہل یہودی اور بدعتی عیسائی اُٹھے اور محمد صاحب سے بحث کی جس کا ذکر کہیں کہیں قرآن میں بھی ملتا ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب عرب کے بت پرستوں پر بحث میں کبھی کبھی غالب بھی آتے تھے لیکن معجزہ نہ ہونے کے سبب سے غلبہ کا کمال اُن پر کبھی ظاہر نہ ہو سکا حالانکہ بُت پرستی ایسی باطل شے ہے کہ ہر شخص جو اس کو رد کرنا چاہے بآسانی اُس کو باطل کر سکتا ہے مگر یہود اور عیسائیوں پر باوجود سلطنت اور اقتدار کے آپ کبھی غالب نہ آ سکے ۔ سورۃ الحجر کے پہلے رکوع میں ہے کہ قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۔ لوگ کہتے اے شخص جس پر قرآن اُترا ہے تو بیشک دیوانہ ہے کیوں نہیں آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ۔ اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ ہم نہیں بھیجتے فرشتے مگر کام ٹھیرا کر اور اس وقت فرصت نہ ملے گی ہم نے آپ قرآن اُتارا ہے اور ہم اس کے نگہبان ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اس اعتراض کا جواب ایسا ہے کہ ایک چھوٹا شخص بھی جواب دے سکتا ہے ۔ اس سے معترض کا منہ بند نہیں ہو سکتا متی ۱۲ : ۲۴ سے ۲۹ سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے جب مسیح کے معجزات پر اعتراض کیا کہ جو کچھ کرتا ہے بعلزبول کے ذریعہ سے کرتا ہے تو مسیح نے اُن کو ایسا دندان شکن جواب دیا کہ وہ بالکل خاموش ہو گئے ۔ وہ جواب یہ ہے کہ :-

جس کی بادشاہت میں پھوٹ پڑتی ہے وہ ویران ہو جاتی ہے ۔ اور جس کسی شہر یا گھر میں پھوٹ پڑیگی وہ قائم نہ رہیگا اور اگر شیطان ہی نے شیطان کو نکالا تو اپنا

مخالف آپ ہو گیا پھر اس کی بادشاہت کیونکر قائم رہیگی " ۔ دیکھو یہ کیسا معقول جواب ہے جس کو ہر منصف شخص فوراً قبول کریگا ۔ دوسرا جواب مسیح نے یہ دیا کہ اگر میں بعلزبول کی مدد سے دیووں کو نکالتا ہوں تو تمہارے بیٹے کس کی مدد سے نکالتے ہیں اس لئے وہ ہی تمہارے منصف ہونگے ۔ تیسرا یہ جواب دیا کہ زور آور کا گھر لوٹنے کو کوئی بڑا زور آور چاہیئے تاکہ پہلے زور آور کو وہ باندھے پھر اس کا گھر لوٹے پس شیطان جو ایسا زور آور ہے کہ کوئی آدمی اس پر فتحیاب نہیں ہو سکتا وہ بدون الٰہی طاقت کے کیونکر مغلوب ہوگا اور تم دیکھتے ہو کہ میں شیطان پر غالب ہوں پس ضرور میں خدائی طاقت سے کام کرتا ہوں ۔ سورہ انبیا کے پہلے رکوع میں ہے ۔ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ لوگ کہتے ہیں یہ قرآن جھوٹے خواب خیال ہیں اور محمد شاعر ہے اس نے یہ باتیں بنائی ہیں اگر سچا ہے تو اگلے پیغمبروں کی مانند کوئی نشانی لاوے ۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ۔ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۔ ان سے پہلے بھی کسی بستی نے نہیں مانا جن کو ہم نے مارا پس یہ کیا ماننے والے ہیں ۔ یہ ایسا جواب ہے کہ ہر جھوٹا مدعی نبوت بھی یہ جواب دے سکتا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے ۔ کہ اگر محمد صاحب نے کوئی معجزہ دکھلایا ہوتا تو وہ لوگ ایسا اعتراض نہ کرتے اور نہ محمد صاحب ایسا سست جواب دیتے اُن کے سوال سے تین باتیں ظاہر ہیں ۔ اوّل یہ کہ قرآن کے مضامین اُن کے سامنے جھوٹے خواب خیال کی طرح ہیں چنانچہ اب بھی کوئی عقلمند شخص ان مضامین کو جو صرف قرآن کے ہیں عمدہ نہیں کہہ سکتا ہے البتہ کتب مقدسہ سے جتنے مضامین ماخوذ ہیں وہ بلاشک نہایت اچھے ہیں ۔ انجیل کے مضامین کی برتری کی نسبت خود یہودیوں نے جو مسیح کے جانی دشمن تھے گواہی دی ہے جس کا ذکر متی ۱۳ : ۵۴ میں ہے کہ اپنے وطن میں آکر اُن کے عبادت خانے میں اُنہیں ایسی تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر بولے کہ اس کو یہ حکمت اور معجزے کہاں سے مل گئے ۔ اور آج تک کسی ملک کے آدمی نے انجیل سے بہتر کوئی تعلیم نہیں دکھلائی ۔ دوم یہ کہ محمدی لوگ قرآن کی عبارت کو معجزہ جانتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ عرب کو اس معجزے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ سب لوگ فصیح تھے مگر اس
سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس عبارت آرائی اور فصاحت سے محمد
صاحب کو شاعر بتلایا نہ نبی اُنہوں نے اس کو معجزہ بھی نہ جانا اور قرآن سے کہیں ثابت
نہیں ہوتا کہ اہل عرب نے اس فصاحت سے تعجب کرکے اُن کو نبی جانا ہو برخلاف اس
کے وہ اس کی فصاحت عقلی کی ہنسی اُڑا کر ان کو شاعر بتلاتے تھے۔ سوم یہ کہ اہل عرب
اُن سے کہتے تھے کہ اگر تو نبی ہے تو اگلے نبیوں کی مانند کوئی نشانی دکھلا اس سے ظاہر
ہے کہ کوئی نشانی ان کے پاس نہ تھی۔ اور آنحضرت کا جواب ایسا ضعیف ہے کہ ان
تینوں باتوں میں سے ایک بات کو بھی رد نہیں کر سکتا نہ کوئی معقول عذر پیش کرتا ہے۔
سورہ بقر کے ۲۳ ویں رکوع میں ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ؕ چاند کا حال تجھ
سے پوچھتے ہیں لوگ اسے محمد جلالین میں ہے کہ سوال یہ تھا کہ کیا سبب ہے کہ چاند
چھوٹا نکلتا ہے اور بڑھتے بڑھتے بڑا ہو جاتا ہے پھر گھٹ جاتا ہے سورج کی مانند ایک
حالت پر کیوں نہیں رہتا ہے؟ یہ ایک علمی اور معقول سوال تھا اب جواب ملاحظہ
ہو قل هي مواقيت للناس والحج کہہ دے یہ وقت ٹھہرے ہیں لوگوں کے لئے
اور حج کے۔ اس کو کہتے ہیں سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ یہ جواب بعینہٖ ایسا
ہے کہ کسی ہندو کے جواب میں کہا جائے کہ سڑکیں بنی ہیں گنگا نہانے والوں کے واسطے
سورہ ذاریات میں ہے يسئلون ايان يوم الدين لوگ پوچھتے ہیں انصاف کا
دن کب آویگا جواب یہ دیا گیا يوم هم على النار يفتنون۔ جس دن آگ میں ڈالے
جاوینگے یہ سوال مسیح سے بھی کیا گیا تھا کہ قیامت کب آویگی مسیح نے ایسا معقول جواب
دیا جس سے لوگ ساکت ہوگئے اور کہا کہ اس دن کی بابت کوئی نہیں جانتا بلکہ فرشتے
بھی نہیں جانتے مگر تو بھی اس نے اس کی علامات ایسی بتلا دیں کہ جواب درست ہوگیا چنانچہ سب سے بڑی علامت
یہ بتلائی کہ جب انجیل کی منادی زمین کی انتہا تک ہو جائے اُس وقت قیامت ہوگی یہ
ایک ایسا جواب ہے جو قیامت کا یقین اور اُس کے قریب و بعد کا حال نہایت تسلی
کے ساتھ دلوں پر نقش کر دیتا ہے اس لئے اس سوال کے جواب میں مسیح غالب

اور محمد صاحب مغلوب۔ اسی طرح قرآن میں بہت سے سوال و جواب مذکور ہیں کہیں
عورتوں کی بابت کہیں یتیموں کی بابت۔ کہیں حیض کی بابت۔ کہیں خیرات کی بابت۔
کہیں شراب اور قمار بازی کی بابت اور کہیں وراثت کی بابت مگر اُن کے جواب
یا تو ایسے ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی دے سکتا ہے۔ یا مہمل ہیں۔ کوئی جواب اُن کا طاقت
غیبی ظاہر نہیں کرتا برخلاف مسیح کے جو اپنے معترضوں پر اپنے جوابوں میں نہ صرف عقلی
غلبہ بلکہ عقل سے بالا یعنی الٰہی غلبہ ظاہر کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب ظاہر ہوئے باوجودیکہ
ان کا دعویٰ نہ صرف نبوت و رسالت کا تھا بلکہ یہ تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں انسان اور
خدا دونوں ہوں اولین اور آخرین کا میں ہی نجات دہندہ ہوں قیامت اور زندگی
میں ہی ہوں میں جہان کا نور ہوں بغیر میرے وسیلہ کوئی خدا سے میل نہیں کر سکتا میں
زندگی کی روٹی ہوں جو آسمان سے اُتری ہے۔ اور مخالف اُس کے نہ صرف بُت پرست
اور جنگلی آدمی تھے بلکہ بڑے بڑے یہودی فاضل عالم اور فقیہ اور محدث معلم اُستاد
اور مشائخ کبار تھے اور بیان اُس کا یہ تھا کہ یہ کلام الٰہی جو تمہارے ہاتھ میں ہے اسی
کو تم نہیں سمجھتے یہ سب بیانات میرے حق میں ہیں۔ اور وے لوگ اُس سے بحث کرنے
کو اُٹھے لیکن وہ اُن پر ایسا غالب آیا کہ حقیقت میں سب مغلوب ہو گئے اگرچہ بعض نے
شرارت سے نہ مانا تو بھی اُس کے مباحثہ سے ظاہر ہے کہ حقیقت میں اُس کے نہ ماننے
والے متعصب اور پاجی تھے جس قدر عقلی مباحثے اس جہان میں ہوئے ہیں اُن کے
غالبی اور مغلوبی میں ہمیشہ متاخرین کو کم معلوم ہوتے ہیں لیکن یہی غلبہ جو صرف قدرت
الٰہی سے نمودار ہوا ہے وہ ہمیشہ اپنے مخالفوں پر غالب رہا ہے مسیح کا یہ دعوےٰ سنکر
کہ میں خدا کا بیٹا ہوں علمائے یہود سخت ناراض تھے اور آج تک دنیاوی لوگ جو خدا کی
قدرت سے ناواقف اور کلام الٰہی سے بے خبر ہیں اس دعوے سے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے
نہایت خفا ہوتے ہیں پر اُس نے اپنے دعوے کو جو نجات کی بنیاد ہے بہت ہی اچھی طرح
ثابت کر دیا۔ اول قدرت اختیاری کے ذریعہ سے۔ دوم طبیعت الٰہی یا مزاج الٰہی کے
ذریعہ سے مگر وہ دل کے اندھے ان بھیدوں کو نہ سمجھے تب اُس نے آن پاک نوشتوں

کی رو سے جو اگلے پیغمبروں نے الہام سے لکھوا کر انہیں دیئے تھے اپنی اُلوہیت کو ظاہر کر دیا ایسا کہ وہ عالم لاجواب ہو گئے اور اب تک لاجواب ہیں۔ چنانچہ متی ۲۲-۴۱ سے ۴۶ تک "اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسُوع نے ان سے یہ پوچھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو وہ کس کا بیٹا ہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا داؤد کا۔ اُس نے اُن سے کہا پس داؤد رُوح کی ہدایت سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے۔ کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دُشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں"۔ اُس کے اس جواب کی بابت کوئی ایک بات نہ کہہ سکا اور نہ اُس دن سے کسی نے اُس سے پھر سوال کرنے کی جُرأت کی۔ دیکھو خداوند یسُوع نے اپنی اُلوہیت کے منکروں کا منہ کیسی کامل دلیل سے بند کر دیا کہ علمائے یہود کچھ نہ کہہ سکے اور نہ آج تک کچھ کہہ سکتے ہیں اور جو مطلب اُس نے اس ۱۱۰ زبور کی پہلی آیت کا بیان کیا اس کے سوا کوئی اور مطلب اُس آیت کا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ محمد صاحب نے قرآن میں ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ میری نسبت حضرت عیسیٰ نے خبر دی ہے کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا اُس کا نام احمد ہوگا۔ مگر اس دعوے کو نہ تو اُنہوں نے اور نہ ہی علمائے محمدیہ نے آج تک ثابت کیا اور نہ یہ مضمون انجیل شریف میں کہیں مذکور ہے پس اب ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے بیان میں سچے اور غالب ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ علمائے یہود ظاہری شریعت سے باطنی اور روحانی شریعت کا مقابلہ کرنے کو اور مسیح کا امتحان لینے کو آئے۔ یوحنا ۸-۳ سے ۱۱۔ "اور ایک عورت کو جو زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی تھی لے کر اُس کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ نے ایسوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے تو اس کی نسبت کیا حکم دیتا ہے اُس نے جواب دیا جو تم میں بے گناہ ہے وہی پہلے اس کے پتھر مارے وہ لوگ دل میں قائل ہو کر چھوٹے بڑے سب کے سب چلتے بنے تب حضرت مسیح نے اس عورت سے کہا جا پھر گناہ مت کر" مسیح کا یہ مطلب تھا کہ شریعت بیشک درست اور خدا کی طرف سے ہے لیکن تم اُس کا مطلب نہیں سمجھے ہو جس شریعت کے رو سے یہ عورت گنہگار ہوئی ہے اُسی شریعت کے رُو سے تم بھی گنہگار ہوئے کوئی

تم میں بیگناہ نہیں ہے جبتک الٰہی کفارہ نہ ہو شریعت تمہیں بچا نہیں سکتی شریعت ایک آئینہ ہے جو تمہارے مُنہ کی سیاہی تمہیں دکھاتا ہے پر سیاہی کو دور نہیں کر سکتا تم آئینہ میں اپنے مُنہ کی سیاہی دیکھکر پانی سے مُنہ دھولو یعنے کفارہ کے خون بغیر پاک نہیں ہو سکتے تم سب کے سب گنہگار ہو ایک گنہگار دوسرے گنہگار کو کیوں مارے بلکہ سب کے سب مار کھانے کے لایق ہیں۔ دیکھو انسانی سوال کا ضعف اور الٰہی جواب کی طاقت اور اسی طرح مسیح کی ساری تعلیم میں الٰہی غلبہ ظاہر ہے۔ جبکہ ایسے ایسے حقیقی اور صحیح مضمون جو عقل انسانی سے بالا ہیں اُس کی تعلیم میں ملتے ہیں تو پھر محمدی شریعت کے مطالب جو ظاہری اور جسمانی ہیں عقل پر کیونکر غالب ہو سکتے ہیں اور ایسی زور آور باتیں جو مسیح کی تعلیم میں ہم پاتے ہیں ساری قرآن میں کہیں نہیں پاتے ہیں۔ ایک دفعہ علمائے یہود نے صلاح کی کہ کسی طرح مسیح کو گفتگو میں پھانس لیں۔ متی ۲۲-۱۵ سے ۲۱ "چنانچہ وے ہیرودیوں کو لیکر اُس کے پاس آئے اور مکاری سے کہا کہ اے اُستاد ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے ہمیں بتلا کہ شہنشاہ قیصر کو جزیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟" اُن کا مطلب یہ تھا کہ وہ یا تو یہ کہیگا کہ جائز ہے اور یا یہ کہیگا کہ جائز نہیں ہے۔ اگر جائز کہیگا تو ہم اہل شرع میں اُس کو بدنام کرینگے کہ وہ کافر کو جزیہ دینا جائز بتلاتا ہے اور اگر ناجائز کہا تو عدالت میں اُس کا مواخذہ کرا دینگے کہ وہ بادشاہ روم کو محصول دینے سے منع کرتا ہے لیکن اُس نے جو دل اور گردوں کا جانچنے والا ہے اور جو تمام دینی اور دُنیاوی انتظام کا مالک ہے جس پر کوئی انسان نہ فرشتے غالب آ سکتے ہیں یوں جواب دیا کہ "اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو جزیہ کا سکہ مجھے دکھلاؤ وہ ایک دینار اُس کے پاس لائے اُس نے اُنہیں کہا یہ صورت اور یہ تحریر کس کی ہے وہ بولے قیصر کی تب اُس نے کہا جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو دو اُنہوں نے یہ سنکر تعجب کیا اور اُسے چھوڑ کر چلے گئے"۔ ایک دفعہ اُس کے پاس صدوقی لوگ آئے جو قیامت کے منکر تھے اُنہوں نے اُس کے سامنے وہ سوال پیش

کیا جس کا جواب کوئی اہل شرع نہ دے سکتا تھا اور جس کے جواب سے اہل اسلام تو نہایت ہی لاچار ہیں وہ سوال یہ ہے جس کا ذکر متی ۲۲ : ۲۴ سے ۳۳ میں ہے "انہوں نے اُسے کہا کہ اے استاد موسیٰ نے کہا ہے اگر کوئی آدمی اپنی جورو چھوڑ کے بے اولاد مر جاوے تو اس کا بھائی اُس کی جورو سے شادی کرے تا کہ اپنے متوفی بھائی کے لئے اولاد جاری کرے۔ اب ہمارے درمیان سات بھائی تھے پہلا عورت چھوڑ کر مر گیا دوسرے نے اُس کے ساتھ شادی کی دوسرا بھی مر گیا تیسرے نے شادی کی اسی طرح ساتوں کی جورو ہو کر وہ عورت بھی مر گئی پس قیامت میں وہ کس کی جورو ہوگی" اُن کی غرض یہ تھی کہ ان ساتوں کا استحقاق اُس عورت کی نسبت یکساں ہے کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس سے ایک دوسرے پر ترجیح پا کر قیامت میں اُس کو اپنی جورو بنائے اور اس قباحت کے سبب اُن کو گمان تھا کہ قیامت بھی نہ ہوگی۔ مسیح نے اُن کو یوں جواب دیا کہ قیامت میں نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہیں بلکہ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند رہتے ہیں۔ یہ ایسا جواب ہے جس کو عقل بھی قبول کرتی ہے کیونکہ وہ جہان تناسل جاری کرنے کا نہیں ہے جو وہاں عورت کی ضرورت ہو بلکہ وہ جگہ حقیقی آسائش اور تسبیح و تحمید کی ہے۔ پھر مسیح نے یہ بھی کہا کہ تم خدا کے فرشتوں سے ناواقف ہو اس لئے تم کو یہ گمان ہوا ہے کہ وہاں جورو خصم بھی ہوں گے دیکھئے کیسا اعلیٰ جواب ہے۔ پھر مسیح نے یہ بھی کہا کہ تم نے نوشتہ میں کیا یہ نہیں پڑھا جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ابراہیم کا خدا اسحاق کا خدا یعقوب کا خدا ہوں حالانکہ مدت گذری کہ ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب سو گئے ہیں اگر قیامت نہیں ہے اور روحیں مر کر معدوم ہو جاتی ہیں تو یہ اسناد کہ میں ابراہیم وغیرہ کا خدا ہوں باطل ہو جاتا ہے۔ اور تم توریت کو کلام اللہ مان کر اس کو باطل کرتے ہو پس تم خدا کے کلام کو نہیں سمجھتے اس لئے قیامت کے منکر ہو۔ لوگ یہ سُن کر اس کی تعلیم سے دنگ ہوئے اور حقیقت میں دنگ ہونے کی بات تھی کہ اس نے ایسے عمدہ الٰہی مضمون کا انکشاف کیا۔ پھر لکھا ہے کہ مسیح نے سبت کے دن کئی ایک کام کئے جس پر علمائے یہود کڑکڑائے

اور کہنے لگے کہ یہ آدمی سبت کی عزت نہیں کرتا توریت کے حکم کو نہیں مانتا مگر مسیح نے جواب دیا کہ تم اُس حکم کا مطلب نہیں سمجھتے ہو اُس کا مطلب یہ ہے کہ تم کوئی دُنیاوی کام سبت میں نہیں کر سکتے مگر نیک کام جو عبادت میں شامل ہے تم کر سکتے ہو۔ دوسری بات اُس کی عمدہ تعلیم میں یہ ہے کہ فضائل حمیدہ یعنے توکل قناعت صبر برداشت۔ محبت خیر خواہی۔ رضا و تسلیم وغیرہ کو جن کو سب لوگ عقلاً و نقلاً اچھا جانتے ہیں اور اکثر معقولوں نے اُن کی تعلیم بھی دی ہے اس خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اُن کے دقایق خفیہ اور نکات دقیقہ اور کیفیت غیر مفہومہ صاف طور پر سمجھی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے معلم اس گلشن کے اردگرد پھرنے والے ہیں اُنہوں نے اُن مدارج کو اچھی طرح دریافت بھی نہیں کیا اور نہ اُن کی تشریح کما حقہٗ اُن سے ہو سکی لیکن مسیح نے نہ صرف اُن کی تفسیر بتلائی بلکہ عملاً دکھلا دیا اور اپنا ایسا نمونہ ظاہر کیا کہ تمام سالکین اس کا مُنہ تکتے رہ گئے اہل تصوف جو ان امور میں کاملیت کا دعویٰ رکھتے ہیں مسیح کی تفسیر و تکمیل سے دریافت ہوا کہ وہ ان کو سمجھتے ہی نہیں اُس نے سالکوں کو اُن کے سلوک میں عابدوں کو اُن کی عبادت میں۔ زاہدوں کو اُن کے زہد میں۔ پرہیزگاروں کو اُن کے پرہیز میں۔ مخیروں کو اُن کی خیرات میں۔ دُنیاداروں کو اُن کی دنیاداری میں خانہ داروں کو اُن کی خانہ داری میں ایسی عمدہ ہدایت کی ہے کہ سب انسانی حقوق و واجبات و فرائض ایسے طور پر ادا ہو سکتے ہیں کہ کسی کا حق بھی تلف نہ ہو اور انسان مقبول الٰہی ہو جائے دوسروں کی تعلیم ایسی جامع اور نافع نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس کی تعلیم جسم اور روح دونوں کے واسطے مفید ہے اس طرح پر کہ وہ تمام روحانی امراض مہلکہ کی تشریح اور دوا بتلاتا ہوا اس طرح ہدایت کرتا ہے کہ جسم بھی طبعاً بچ جائے اور غرض اصلی بھی فوت نہ ہونا پاوے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب کی تعلیم ہے جو ہر بشر کے حال سے واقف ہو کر اس کا معالجہ بتلاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بیان کو پاک روحیں زیادہ پسند کرتی ہیں اور وہ روحیں بھی جو نفسانی خواہشوں میں دب کر مُردہ سی ہو گئی ہیں اس کے کلام سے درجہ بدرجہ زندگی حاصل کرتی ہیں چوتھی بات یہ ہے کہ انسان جو بدی کا خمیر آدم کے سبب اپنے اندر رکھتا ہے اور باوجود

سخت کوشش اور ایسی عمدہ تعلیم کے پھر بھی خطا اور غلطی میں گر کر سزا کا سزاوار ہو جاتا ہے اُس کا تدارک بھی اُس کی تعلیم میں ایسا پایا جاتا ہے کہ کسی معلّم کی تعلیم میں نظر نہیں آتا وہ یہ ہے کہ وہ ہمارا کفارہ اور گناہوں کا بدلہ بھی ہے غرض کہ ہم اُس کی تعلیم کو اور اُس کا دامن پکڑ کر کسی طرح ڈوب جانے کا خوف نہیں رکھتے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ اُس کی تعلیم میں تمام انبیائے سابقین کا نتیجہ مُضمر ہے جس سے اُس کی صداقت اور حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور بہت سی خصوصیتیں ہیں جو عام فہم نہیں بلکہ غور طلب ہیں جن کی گنجائش اِن رسالوں میں نہیں ہے اس لئے اُن سب کو انجیل کے پڑھنے پر موقوف رکھکر ہم یُوں کہتے ہیں کہ اے بھائیو دینِ مسیحی ضرور خدا کی طرف سے ہے ہم آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ غافل نہ رہیں اور ان ساری باتوں کی تحقیق کر لیں ورنہ خدا کی حجت تم سب صاحبوں پر تمام ہو چکی ہے ایسا نہ ہو کہ مفت تمہاری جانیں برباد ہو جائیں۔ پانچ باتیں ہیں جو انسان کو خدا سے نہیں ملنے دیتیں۔ دُنیا کی محبت۔ بیوقوفی۔ سُستی۔ غرور اور تعصب آؤ ہم ان گندی باتوں کو چھوڑ کر سچائی کو تلاش کریں جھُوٹے مذہبوں اور باطل خیالوں کو ترک کر کے خدا کے دین پر غور کریں۔ خدا کرے اِس رسالہ کے پڑھنے والے اور سب آدمی اپنی نجات کا فکر کر کے مذہبوں کا مقابلہ کریں اور ان باتوں پہ جو اس رسالہ میں ہیں غور کر کے مقصد اصلی کو حاصل کریں مسیح کے وسیلہ سے ❊

رسالہ ہشتم

موت کے بیان میں

رسالجات گذشتہ میں خداوند عیسیٰ مسیح کے فضائل اور اس کی حقیقت پر کچھ اشارہ کیا گیا ہے۔ اب ہم اس کی عمدہ تعلیم میں سے بعض خاص مضمون بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ ناظرین بنظرِ انصاف دیکھیں اور غور کریں کہ یہ مضامین جن کو خداوند یسوعؑ مسیح نے اپنی تعلیم میں بیان فرمایا ہے اس بات پر صاف دلالت کرتے ہیں کہ ان کا معلم ضرور خدا سے برتر ہے اور یہ مضامین ایک ایسی خصوصیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ طالب حق کی رُوح اُن کی صداقت پر بے تامل گواہی دیتی ہے۔ لیکن وہ شخص جس نے دینِ محمدی یا دینِ ہنود وغیرہ کو غور سے دیکھا ہو اور اُن کے دقائق و نکات میں بخوبی غور کی ہو اور دینیات میں فکر کر کے تجربہ کار ہو گیا ہو ان مضامین مذکورۂ بائبل کی بلندی اور پاکیزگی کا خیال جلد دریافت کر کے لُطف اُٹھا سکتا ہے۔ ناظرین کے لئے بطور نمونہ چند مضمون کلام الٰہی کے دینِ محمدی سے مقابلہ کر کے دکھلانا چاہتا ہوں۔

پہلا مضمون

موت کے بیان میں

ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ ضرور ایک روز موت آنے والی ہے اور اُس کے بعد کا حال عقل سے کوئی دریافت نہیں کر سکتا کہ کیا ہوگا اور اس میں تو شک نہیں ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا عذاب یا ثواب یا کچھ نہیں مگر عقل انسانی اِن تینوں مشقوں

ہیں سے کسی ایک شق پر کامل گواہی نہیں دے سکتی البتہ مذہب کی کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے اور اپنے اپنے گمان میں ہر ایک آدمی نے موت کے تدارک کے واسطے کسی نہ کسی مذہب کو اختیار کیا ہے تاکہ انجام بخیر ہو جائے۔ ہم عیسائی لوگ تمام اہل مذہب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم سب لوگوں کی نیت بخیر ہے۔ اس بات سے غرض نہیں کہ کس مذہب اور کس آدمی اور کونسی باتوں کے وسیلہ سے ہمارا انجام بخیر ہو سکتا ہے مقصد یہ ہے کہ انجام بخیر ہو تو آؤ ہم سب کے سب بہت پیار اور الفت سے اپنے اپنے خیالوں کا مقابلہ کریں اور سب مل کر سوچیں کہ کونسے وسایل انجام بخیر کر سکتے ہیں اور کون کون خیال درست اور واجب معلوم ہوتے ہیں اگر سب کے سب بلا طرفداری مقصود اصلی کو منظر کے سامنے رکھکر یہ کام کریں تو ضرور ہے کہ ہدایت پائیں دُنیا کے لوگ تحقیقات کے وقت مقصود اصلی کو چھوڑ کر اور غیر مقصود کو پیش نظر کرکے گمراہی کے گرداب میں جا پڑتے ہیں۔ موت کا بیان جو محمد صاحب نے کیا ہے ہم اُس کو قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم کی کتاب تذکرۃ الموتیٰ سے نقل کرتے ہیں جو مسلمانوں میں ایک معتبر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ احمد نے مجاہد سے روایت کی کہ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو کہا ابن الخراب وولد للموت آباد ہو خراب ہونے کے واسطے بچے جن موت کے واسطے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ خدا کسی آدمی کی موت نہیں چاہتا کیونکہ وہ عادل اور منصف ہے نہ اُس نے آدم کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ مر جائے بلکہ آدم آپ خطا کار ہوکے موت کا سزاوار ہوا یہ حدیث کا مضمون کلام الٰہی کے برخلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب گور میں دفن کیا جاتا ہے تو زمین چار طرف سے سرک کر اُسے خوب زور سے دباتی ہے اور اُسے کچل دیتی ہے جس کو ضغطہ کہتے ہیں۔ سعد بن معاذ کو جو بڑا مسلمان تھا اور زینب و رقیہ اور محمد صاحب کی لڑکیوں کو بھی زمین نے دکھ دیا تھا کیونکہ ہر مومن و کافر کو یہ عذاب ہوتا ہے۔ یہ بیان بھی غلط ہے کیونکہ جو لوگ آگ میں جلائے جاتے ہیں یا ڈوب مرتے ہیں یا جن کو شیر کھا جاتا ہے اُن کی نسبت یہ بیان صریح غلط ہے۔ عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ محمد صاحب نے کہا جب آدمی قبر میں جاتا ہے تو اس کے اعمال بشکل انسان آکر اس

سے ملاقات کرتے ہیں اور قبر میں اس کے ہمنشین ہو کر اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اُس سے باتیں کیا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ گو اعمال انسان کے رُوح کے لئے مفید یا مضر ہوں لیکن یہ بیان کہ وہ آدمی بن کر قبر میں ملاقات کرینگے عقلاً و نقلاً غریب باطل ہے۔ ابی سعید محمد صاحب سے روایت کرتا ہے کہ جب نیک آدمی دفن ہوتا ہے تو قبر کہتی ہے شاباش مرحبا خوب آیا کل تک تو مجھ پر چلا کرتا تھا آج میں تجھ پر ہوں۔ دیکھ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں پھر خود بخود بڑی چوڑی ہو جاتی ہے اور بہشت کا ایک دروازہ کُھل جاتا ہے اور وہاں سے اُس کو ہوا آتی ہے۔ جب کافر دفن ہوتا ہے تو کہتی ہے بُرا آیا تو پھر اس پر تنگ ہو کر اُسے دباتی ہے ایسا کہ اس کی سب ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ننانوے سانپ ایسے زہریلے کہ اگر ایک سانپ پھونکار مارے تو ساری زمین پر کبھی کچھ سبزی پیدا نہ ہو اُس کے کاٹنے کو بیٹھ جاتے ہیں۔ بھلا کوئی پوچھے کہ جب رُوح بدن سے نکل گئی اور عالم ارواح میں جا پہنچی پھر بدن کو جو بالکل خاک ہے سانپ کے کاٹنے سے کیا ضرر ہے کوئی دانا آدمی اس مضمون کو کبھی قبول نہ کریگا اور صاف جان لیگا کہ جھوٹھا خوف دلایا جاتا ہے۔ براء ابن عازب کی ایک بڑی سی روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ قبر میں فرشتے آکر مُردے کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا خدا کون ہے اگر صحیح جواب دیا تو بہتر ورنہ لوہے کی موگری سے مارتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں تیرا رسول کون ہے اگر محمد صاحب کا نام لیا تو بہتر ورنہ اُسی موگری سے اُس کا سر توڑ ڈالتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں تیرا ایمان کس کتاب پر ہے اگر قرآن کا نام لیا تو بہتر ورنہ وہی مار پڑتی ہے۔ جب مُردہ دفن کیا جاتا ہے اسی وقت یہ دھینگا مشتی شروع ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جب ایک شخص کو دفن کرکے چلے جاتے ہیں تو ایک شخص قبر پر اکیلا باقی رہ جاتا ہے تاکہ چند بار اذان دینے سے شخص مدفون کی مدد کرے۔ بھلا کون عقلمند ان باتوں کو باور کر سکتا ہے۔ عمارہ بن حزم کہتا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ قبر سے نیچے اُتر کیونکہ مُردے کو تکلیف ہوتی ہے بعض حدیثوں سے ظاہر ہے کہ مقبروں میں بول و براز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مُردے تکلیف پاتے ہیں۔ ایسی ایسی بیہودہ باتیں ہیں جو محمد صاحب کی تعلیم سے اہل اسلام میں جاری ہیں لیکن ان پر غور

کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے لوگوں کو جسمانی موت کے باطل خوف سے ڈرایا ہے اگر وہ موت کی کیفیت سے واقف ہوتے تو ایسے مضمون جو صریح باطل ہیں جن کو ہرگز کوئی دانا آدمی قبول نہیں کر سکتا بیان نہ کرتے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس شخص نے ایسے ایسے غلط مضمون اپنی اُمت کو سکھائے ضرور اُس نے اور مضمون بھی جو بائبل کے برخلاف سکھلائے ہیں صحیح نہ ہونگے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ کلام الٰہی موت کا حال کیا کچھ بیان کرتا ہے۔

جسمانی موت کا بیان

پیدائش ۳-۱۹ میں ہے "تُو خاک ہے اور پھر خاک میں جائیگا" مگر پیدائش ۲-۱۷ سے ظاہر ہے کہ یہ موت اُس گناہ کا نتیجہ ہے جو آدم سے سرزد ہؤا یہ موت ہر آدمی پر اُسی آدم کی غلطی کے باعث وارد ہو گئی ہے۔ واعظ ۸-۸ میں ہے "کسی آدمی کو روح پر اقتدار نہیں کہ اُسے پکڑ رکھے اور مرنے کے دن اُس کا کچھ بس نہیں" یہ موت خدا کے حکم اور قبضۂ قدرت میں ہے استثنا ۳۲-۳۹ میں ہے کہ "میں ہی مارتا ہوں اور میں ہی جلاتا ہوں"۔ جب یہ موت آتی ہے تو تمام دُنیاوی منصوبے باطل ہو جاتے ہیں واعظ ۹-۱۰ میں ہے کہ "جو کام تیرا ہاتھ کرنے پاوے اسی اپنے مقدور بھر کر کیونکہ وہاں گور میں جہاں تو جاتا ہے نہ کام نہ منصوبہ نہ آگاہی نہ حکمت ہے"۔ ایوب ۱-۲۱ میں ہے کہ "اپنی ماں کے پیٹ سے میں ننگا نکل آیا اور پھر ننگا وہاں جاؤنگا۔ خداوند نے دیا اور خداوند نے لیا خداوند کا نام مبارک ہو" یہ موت سب کو برابر کر دیتی ہے۔ ایوب ۳-۱۹ میں ہے کہ "چھوٹے بڑے وہاں ایک ساتھ ہیں اور غلام اپنے آقا سے آزاد ہے"۔ ایک دن ایسا آویگا کہ اس موت سے سب کے سب مخلصی پاوینگے اور پھر کبھی اس موت سے نہ مرینگے اگرچہ بعض کے لئے ایک اور موت تیار ہے لیکن مدیہ اعمال ۲۴-۱۵ میں ہے کہ "اور خدا سے اسی بات کی اُمید رکھتا ہوں جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی اور اس موت سے ہم جب مخلصی پاوینگے تو پھر بھی

نہ مرینگے لوقا ۲۰-۳۶ میں ہے "کیونکہ وہ پھر مرنے کے بھی نہیں اس لئے کہ فرشتوں کے برابر ہونگے اور قیامت کے فرزند ہو کر خدا کے بھی فرزند ہونگے" اس جسمانی موت کو بھی خداوند یسوع مسیح نے مغلوب کر کے دکھلایا کیونکہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور موت کے قبضہ میں نہ رہا اور آخر الامر ہمیں بھی وہی اُس کے پنجہ سے مخلصی دیگا۔ ہوسیع ۱۳-۱۴ میں ہے کہ "پاتال کے قابو سے فدیہ میں دُونگا میں اُنہیں موت سے چھُڑاؤنگا اے موت تیری مری کہاں ہے اے پاتال تیری ہلاکت کہاں"۔ ان پاک بیانوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ جسمانی موت جس کا آنا ضروری ہے کچھ خوف اور اندیشہ کی موت نہیں ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا انتقال مکان ہے اگرچہ اس کے باعث ہم بدن کو چھوڑ کر ایک پردے میں ہو جاتے ہیں تو بھی خواہ ہم بھلے ہوں یا بُرے اس کے نیچے سے ضرور مخلصی پا کر اُٹھ کھڑے ہونگے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان بیانوں میں نہ جھوٹھی ترغیب ہے نہ بناوٹ نہ مبالغہ بلکہ واقعی امر ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اس موت کو یاد کر کے اپنے فرائض اور واجبات کو ادا کر کے کُوچ کے منتظر رہیں۔ خداوند عیسیٰ مسیح جو موت پر غالب آیا ہے اُس کے وسیلے سے بعض آدمی اس موت سے بھی مخلصی پاوینگے یعنی اس کو بھی نہ دیکھینگے یعنی وہ لوگ کہ جن کے زمانے میں وہ آسمان سے آجاویگا صرف اُن کے جسم تبدیل ہو جاوینگے کیونکہ فانی اور گنہگار جسم کا برباد ہونا ضرور ہے اس لئے یہ تبدیلی بھی ایک طرح کا انتقال ہے اور اسی انتقال کا نام جسمانی موت ہے۔ یہ جواب ہے اُن لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ الیاس اور اخنوخ کیوں نہ مرے اور کیوں وہ زندہ آسمان پہ اُٹھائے گئے پس جاننا چاہیئے کہ وہ لوگ اگرچہ موت متعارفہ سے بچ گئے پر تبدیل جسم اُن کے لئے بھی ضرور ہے کیونکہ ناپاک اور خاکی جسم خدا کے سامنے کھڑا ہونے کے لائق نہیں ہے یسعیاہ ۶-۵ میں لکھا ہے کہ "تب میں بول اُٹھا کہ ہائے مجھ پر میں تو برباد ہؤا کہ میں ناپاک ہونٹھ والا آدمی ہوں اور نجس لب لوگوں کے درمیان بستا ہوں کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا۔ اُس دم ایک ان سرافیم میں سے ایک سلگا ہؤا کوئلہ جو اس نے دست پناہ سے مذبح پر سے اُٹھا لیا اپنے ہاتھ میں لے کے میرے پاس اُڑا اور اُس نے میرے منہ کو چھوا اور کہا کہ دیکھ اس نے تیرے لبوں کو چھوا سو تیرا گناہ دفع ہؤا"۔

کہ مذبح کی آگ سے جو مسیح کی قربانی کا نشان ہے یسعیاہ کو پاک کر کے سامنے کھڑے رہنے کے لائق بنایا۔ ایسے ایسے بیانوں سے ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے گناہ دفع نہ ہوں اور جب تک وہ اپنے گناہوں کو دھو نہ ڈالے درگاہ الٰہی میں رسائی نہیں ہو سکتی۔ اب اگرچہ الیاس و اخنوخ نے جسمانی موت کو نہ دیکھا تو کیا ہوا موت کی غرض اور مراد پوری ہو گئی جیسے کہ اب مسیح کی آمد ثانی میں اُن عیسائیوں سے جو اُس وقت زندہ ہونگے موت کی مراد پوری کی جائیگی یعنی موت کے سبب کو دور کرنا یا گناہ کی زہر کو دھو ڈالنا اور جب کسی کے جسم سے اُس کے گناہ دفع ہوئے تو اب وہ شخص نئے جسم میں ہے پس اُس نے بجائے آرام کے ساتھ انتقال مکان کیا یا معناً جسمانی موت کو دیکھا یہاں سے ثابت ہے کہ ہر آدمی جسمانی موت کو دیکھیگا اُس کا آنا ضرور ہے اور جو ضروری امر ہے اُس سے ڈرنا اور ڈرانا نادانی ہے کیونکہ اُس کا دفع کرنا ممکن نہیں۔ ہاں ایک اور موت ہے جس سے خوف کرنا نہایت ضرور ہے اور جسمانی آدمی اُس کو نہیں جانتے ہم لوگ جو عیسائی ہو جاتے ہیں اور جاہلوں کی طرح طرح کی لعن طعن سہہ لیتے ہیں اسی موت سے ڈر کر عیسیٰ مسیح کے پاس پناہ لیتے ہیں کیونکہ اُس کے سوا کوئی نہیں جو ہمیں اُس بڑی موت سے بچا دے۔ بہت سے لوگ اس موت سے ناواقف جسمانی موت پر آہ کیا کرتے ہیں اور قبروں اور جنازوں اور ویران مکانوں اور قدیم آثاروں کو دیکھکر افسوس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک دن ہمیں بھی اس جہان کو چھوڑنا ہے اُن کو خیال کرنا چاہیے کہ اس طرح کے افسوس جو دین محمدی میں عادات محمودہ خیال کئے گئے ہیں نہایت مکروہ بات ہے کیونکہ یہ جہان جس پر خدا کی لعنت پڑی جو شیطان کا گھر ہے جس کی ہر چیز فانی اور بیہودہ ہے جس میں ہر طرح کے دکھ ہمارے لئے تیار ہیں اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو خوشی کی بات ہے نہ افسوس کی البتہ اُن کے لئے افسوس کی بات ہے جن کے دلوں میں اس جہان کی محبت زور مار رہی ہے پس اس موت سے جو جسمانی ہے ہرگز خوف نہ کرنا چاہیے بلکہ اُس موت سے جو جی اُٹھنے کے بعد آنے والی ہے اور جس کا تدارک بھی ممکن ہے کیونکہ وہ بلا جس کا دفع کرنا ممکن تھا اگر ہماری غفلت سے ہم پر آ جاوے تو بڑے افسوس کی بات ہے خاصکر ایسی بلا جس کا انجام نہیں یعنی ناتمام ہے پس اے بھائیو!

آؤ اور خدا کے کلام میں اس موت کا حال اور تدارک دریافت کرنے کی سعی کریں کہ وہ موت ہم پر نہ پہنچے

دوسری موت۔ اس کے بہت سے نام کلام اللہ میں مندرج ہیں اور مشرح بیان اس کا خدا نے اپنی کلام میں اس لئے کیا ہے کہ اس روز لوگ یوں نہ کہیں کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔ پہلا نام خدا کے چہرے کی سزا۔ (۲ تسلونیقی ۱-۹ میں ہے کہ "وہ خداوند کے چہرے اور اس کی قدرت کے جلال سے دور ہو کر ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے"۔ دوسرا نام شیطانی مصاحبت متی ۲۵-۴۱ میں ہے کہ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ۳ نام آگ کی جھیل مکاشفات ۱۹-۲۰ میں ہے کہ "اور وہ حیوان اور اس کے ساتھ وہ جھوٹا نبی پکڑا گیا جس نے اُس کے ساتھ ایسے نشان دکھائے تھے جس سے اُس نے حیوان کی چھاپ لینے والوں اور اس کے بت کی پرستش کرنے والوں کو گمراہ کیا تھا وہ دونوں آگ کی اس جھیل میں زندہ ڈالے گئے جو گندھک سے جلتی ہے" اور ۲۱-۸ میں ہے کہ "یہ دوسری موت ہے"+

۴ نام ہمیشہ کا کیڑا مرقس ۹-۴۴ میں ہے کہ "جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی"۔ ۵ نام باہر کا اندھیرا۔ متی ۲۵-۳۰ میں ہے کہ "اس نکمے نوکر کو باہر کے اندھیرے میں ڈال دو"۔ ۶ نام ہمیشہ کا اندھیرا ۲ پطرس ۲-۱۷ میں ہے کہ "اُن کے لئے ہمیشہ کی تاریکی کی سیاہی دھری ہے"۔ قہر غضب مصیبت اور تنگی بھی اسی کا نام ہے۔ رومی ۲-۹ میں ہے کہ "اور مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکاری جان پر آئیگی"۔ آنے والا غضب بھی اسی کا نام ہے ۱ تسلونیقی ۱-۱۰ میں ہے کہ "یسوع جو ہمیں آنے والے غضب سے چھڑاتا ہے"۔ سزا کی قیامت۔ یوحنا ۵-۲۹ میں ہے کہ "جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے لئے نکلینگے"۔ شرمندگی کی قیامت۔ دانیال ۱۲-۲ میں ہے کہ "بہتیرے اُٹھینگے بعضے حیات ابدی کے لئے اور بعضے رسوائی اور ذلت ابدی کے لئے"۔ جہنم کا عذاب۔ متی ۲۳-۳۳ میں ہے کہ "اے سانپ کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بچو گے" ایسے ایسے بہت سے

نام اُس موت کے ہیں جو اُس کی صفتوں کو ظاہر کرتے ہیں اِس امر میں محمدی بیان بیجا تخویف اور دہشت ظاہر کرتا ہے مگر کلام الٰہی اُس کا حقیقی بیان کرکے نفس الامر پر رہنمائی کرتا ہے۔ اب کئی امر دریافت کے لائق ہیں اوّل یہ کہ اِس موت کا یقین ہمیں کیونکر ہوا کہ ضرور آنے والی ہے واضح ہو کہ جب آدمی اس بات پر خیال کرے کہ خدا ضرور عادل اور منصف ہے تو عقل چاہتی ہے کہ جو لوگ اُس کی رحمت سے دُور جا پڑے البتہ اُن کے لئے ایسی سزا ہونی چاہئے۔ دوسری یہ بات ہے کہ کلام الٰہی جو اپنی صداقت بہت باتوں میں ظاہر کرچکا ہے اِس لئے یہ بیان بھی اُس کا ضرور سچا ہے دیکھو کلام اللہ میں صدہا پیشینگوئیاں مذکور ہیں جو اپنے موقع پر پوری ہوگئیں اور ہوتی جاتی ہیں جس سے کلام کی معتبری ثابت ہوگئی اس کے سوا جن کے ذریعہ سے وہ کلام ہمیں عنایت ہوا ہے وہ لوگ بھی اُسی خالق کی قدرت سے صاحب اعجاز ثابت ہوگئے ہیں اِس لئے ضرور یہ بیان اُن کے راست اور درست ہیں اور یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اِس دوسری موت کا مقابلہ انسان کے انجام سے علاقہ رکھتا ہے اور انجام آدمی کا سوا اللہ تعالےٰ قادر کے کوئی نہیں جان سکتا اس کی کیفیت دریافت کرنا عقل سے باہر ہے پس اِس کی تحقیق بعقل سے بلکہ اُسی کے کلام سے کرنی ضرور ہے ہاں عقل یہ کہتی ہے کہ کچھ نہ کچھ انسان کا انجام ہونا چاہئے اور یہ بھی کہتی ہے کہ بدی کا انجام بد ہونا چاہئے پس جہاں تک عقل کی رسائی ہوئی وہاں تک عقل سے اور جہاں عقل لاچار ہوئی وہاں پر کلام الٰہی کی ہدایت سے اِس موت کا یقین ہمارے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔ دیکھو دُنیا میں ہم ایک ہر ایک آنے والی مصیبت کا یقین تجربوں اور علامات سے دریافت کرتے ہیں اسی طرح اس موت ثانی کا حال ہم نے نہایت بڑے معتبر مخبروں سے جن کے برابر کوئی بھی سچا اور معتبر جہان میں ظاہر نہیں ہوا سُنا ہے اور اُس کے آنے کی علامات بھی ہم نے عقل کی آنکھ سے دیکھی ہیں اِس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ بیشک یہ موت بدکاروں پر آئیگی دوم یہ کہ اس کے آنے کا کیا سبب ہے کلام اللہ سے ظاہر ہے کہ یہ موت گناہ کا نتیجہ ہے رومی ۶-۲۳ میں ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے یعقوب ۱-۱۵ میں ہے کہ خواہش حاملہ ہوکے گناہ پیدا

کرتی ہے اور گناہ جب تمامی تک پہنچتا ہے تو موت کو جنتا ہے۔ ہم سب آدمی موروثی گناہ میں پھنسے ہوئے ہیں آدم کی خطا کے باعث سب گنہگار ہیں اور گناہ اکتسابی بھی ہم میں بھرے ہوئے ہیں اس لئے ہم بڑے خوف کے مقام میں ہیں کیونکہ اُس آیندہ موت کا سبب ہم میں موجود ہے اِس کے سوا یہ بات ہے کہ اگر ہم اپنے اعمال پر تکیہ کرکے اِس موت سے بچنا چاہیں تو بادی النظر میں یہ راہ مخلصی کی دکھائی دیتی ہے مگر امثال ۱۴-۱۲ میں یوں مذکور ہے کہ ایک راہ ہے جو انسان کو سیدھی دکھلائی دیتی ہے پر اُس کے اِنتہا میں موت کی راہیں ہیں۔ رومی ۶-۲۱ میں ہے کہ پس تم نے اُن کاموں سے جن سے اب شرمندہ ہو کیا پھل پایا کیونکہ اُن کا انجام موت ہے۔ دیکھو بھائیو آدمی کیسی غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں اپنے اعمال پر بھروسہ کرکے خدا کے غضب سے بچنا چاہتے ہیں اگرچہ ہم کیسے ہی اچھے کام کریں تو بھی ہمارے ضعیف کام خدا کے قوی کام کا مبادلہ و مقابلہ نہیں کرسکتے یہاں سے ظاہر ہے کہ آنے والی موت کے دو سبب ہیں گناہ او اعمال پر بھروسہ رکھنا سو دونو سبب انسان میں موجود ہیں۔ سیوم آنکہ یہ موت کِس کے وسیلہ اور کِس کے ہاتھ سے دی جاویگی۔ خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ خداوند عیسیٰ مسیح جس کا اختیار کُل آسمان و زمین پر ہے جو ہر ایماندار کو نجات بخشتا ہے اُسی کے ہاتھ سے یہ موت گنہگار بدکاروں بے ایمانوں کو دی جائیگی متی ۲۵-۳۱ میں ہے کہ جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئینگے تو اس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا۔ آیت ۴۱ میں ہے کہ پھر وہ بائیں والوں سے کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ۲ تسلونیقی ۱-۷ میں ہے کہ اُس وقت جبکہ خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا لیگا کہ وہ خداوند کے چہرے سے اور اُس کی قدرت کے جلال سے دُور ہوکر ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے۔ سوم بات یہ ہے کہ ہم کیونکر اِس موت سے مخلصی پاوینگے۔ اگر کوئی آدمی اِس

موت سے بچنا چاہے تو اُس کو لازم ہے کہ خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے بغیر اس ایمان کے کسی طرح خلاصی نہیں ہو سکتی۔ یوحنا ۳-۱۶ میں ہے کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یوحنا ۴-۹ میں ہے کہ خدا کی محبت جو ہم سے ہے اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا تاکہ ہم اُس کے وسیلہ سے زندگی پائیں۔ یوحنا ۱۱-۲۵ میں ہے کہ یسوع نے اُس سے کہا کہ قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا۔ اگلے رسولوں کے نوشتے اگر کوئی آدمی غور سے پڑھے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہی خداوند یسوع مسیح نجات دہندہ اور بھروسے کے لائق ہے اسی پر ایمان لا کر سب مقدس جنت کے وارث ہوئے ہیں پس اسی پر ایمان لانا اُس موت سے بچاتا ہے۔ آئیندہ رسالہ میں ایمان کا کچھ احوال ناظرین پر روشن ہو جائیگا کہ یہ ایمان کیسا قوی اور پاک حقیقی ایمان ہے اور صرف یہی نجات کی جڑ ہے اعمال حسنہ اُس کا ثمرہ ہے نہ نجات کا سبب بلکہ باعث زینت ہے یعنی اعمال نیک ہماری خوبصورتی اور خدا کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے اگر وہ مسیحی ایمان کا ثمرہ ہو ورنہ سب ہیچ ہیں۔ موت اول اور موت دوم کا مختصر ذکر سننے سے کئی باتیں غور طلب ہیں اول آنکہ جسمانی موت ابدی نہیں ہے اُس کے انجام میں سزا یا جزا کے لئے پھر زندگی ہے اتنی تکلیف ہے کہ اس خاکی جسم کو چھوڑنا پڑیگا لیکن حقیقت میں تکلیف نہیں بلکہ راحت ہے کیونکہ طرح طرح کی تکالیف اور مصائب سے اِس موت کے وسیلہ سے ہم رہائی پاتے ہیں پس دُنیا کے مدرسے جس میں تعلیم اور امتحان کے لئے بھیجے گئے ہیں وہی رخصت کا وقت ہے۔ اس موت کو یاد کر کے ہمیں شوق اور خوشی پیدا ہونا چاہئے کہ ہم بہت جلد اس مدرسہ میں تعلیم پا کر اور فضیلت حاصل کر کے وہ نیکنامی کا سارٹیفکٹ حاصل کریں جس سے ہم اپنے حقیقی وطن میں جا کر اچھا عہدہ پائیں لیکن چھٹی کے وقت کے منتظر رہیں ایسا نہ ہو کہ رخصت کا وقت آ جائے اور ہم وہی جاہل کے جاہل بنا کر چھٹی لیکر یہاں سے نکلیں اور وطن میں تمام عمر ٹھوکر کھاتے دُکھ اُٹھاتے پھریں پس جو کوئی اس جسمانی

موت میں سوائے ایسے فائدوں اور نقصان کے اور طرح کی تکالیف بیان کرے اور قبر کے بچھو سانپ وغیرہ سے ڈرائے وہ مغز خدا کے بھیدوں سے ناواقف اور خود تعلیم پانے کے لائق ہے۔ دوسری موت پر فکر کرنے سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ بیشک وہ خوف کے لائق ہے اس لئے کہ ابدی ہے اور اس میں انسان معدوم نہیں بلکہ موجود رہ کر برابر دُکھ میں پھنسا رہتا ہے اور وہاں جا کر کچھ کوئی شخص اس سے چھوٹ نہیں سکتا ہے۔ اس کے سوا وہ ایسی موت ہے کہ اس کا تدارک بھی ہم کر سکتے ہیں اگر ہماری غفلت سے وہ موت ہم پر آ جائے تو علاوہ اُس کی تکلیف کے کتنی پشیمانی ہم کو اُٹھانی پڑیگی پھر ہم اپنی تدبیر اور ساری عقل اور ہوشیاری کو لے کر کیا خوش ہونگے دُنیاوی علم اور سارے شان شوکت اور مال و متاع اولاد اور رشتہ دار اور دُنیا کی عزت ہمارے کس کام آئیگی ہمارا علم جہل اور ہماری عقل بیوقوفی سے تبدیل ہو جائیگی دُنیا کے لوگ غرور اور خود پسندی کی غفلت کی شراب سے بدمست ہو کر اور باطل دُنیا پر فریفتہ ہو کر کیسی غافل رہے ہیں خدا کی حکمت اُنہیں پکارتی ہے اور وہ نہیں سُنتے نوح پیغمبر نے دُنیا کے لوگوں کو بہت سمجھایا لیکن اس بدبختی میں اُس کی نہ سُنی آخر کو سب برباد ہو گئے۔ لوط نے سدوم اور عمورہ کے لوگوں کو بدی سے کیسا منع کیا لیکن اُنہوں نے نہیں مانا اور تباہ ہو گئے یہ کیسے نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں ابتدائے دُنیا سے اِسی موت کا چرچا رسولوں نے دُنیا میں کیا ہے اُسی طرح یہ بھی ایک دن آ جائیگی کیا ہم اس کا بندوبست بہت جلد اسی جہان میں نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جیتے جی جس کی تسلی اس جہان میں اُس موت سے نہیں ہوئی اُس کا انجام ہرگز بھلا نہ ہوگا سب جھوٹے مذہب والوں کی روح یا تو فریب کھا کر یا منحرف اس امید سے کہ شاید بخشا جاؤنگا بے تسلی اس جہان سے نکل جاتی ہے ہمارا خداوند یسوع مسیح اور فرشتوں کے مانند صرف قولی تسلی نہیں دیتا ہے بلکہ حقیقی اور آسمانی تسلی جس کی کیفیت ہم بیان نہیں کر سکتے روح کو عنایت فرماتا ہے۔ اب اس کی بابت اتنا کہ

سکتے ہیں کہ وہ پاک آرام اور وہ حقیقی خوشی خاص مناسبت سے ایک پاک رُوح کو دے کر رحمت الٰہی کے سایہ میں کر دیتا ہے اس وقت خوف اور تردد غم اور سُستی روح سے یک لخت دُور ہو جاتی ہیں اور روح دیکھتی ہے کہ پہلے میں کسی بوجھ کے تلے دبی ہوئی تھی اور مُردہ پڑی تھی لیکن اب زندہ اور بحال ہو کر حقیقی حمایتی کے ساتھ راحت کی سواری میں اُڑتی ہوئی آسمان کی طرف چلی جاتی ہوں اور اپنے حمایتی کی دستگیری سے میدان میں کُود کر مُشکلات کے پہاڑوں کو ہنستی ہوئی ٹھوکر سے اُڑاتی ہے اگرچہ مخالفوں کے محاصرہ میں آپ کو دیکھتی ہے پر نہیں گھبراتی بلکہ بڑی بھاری فتح کی اُمید میں شُکرگذاری اور ستائش کے مضمون دُعاؤں میں لپیٹے ہوئے آسمان کو اُڑاتی ہے اور جب پیچھے مُڑ کر دیکھتی ہے کہ مسیح مجھے کہاں سے نکال لایا تو اپنی پہلی حالت کو دیکھکر کانپ اُٹھتی ہے۔ پس اے میرے بھائیو ہم تمہیں بھی اطلاع دیتے ہیں کہ خداوند عیسیٰ مسیح کے پاس چلے آؤ وہ تمہیں اُس ہیشہ کی موت سے کامل مخلصی عنایت کرتا ہے آیندہ تمہیں اختیار ہے فقط ۔

رسالہ نہم

ایمان کے بیان میں

گذشتہ رسایل میں خداوند یسوع مسیح کا کچھ حال بیان ہُوا اور اس بات کا بھی ذکر ہُوا کہ یسوع مسیح پر جبتک کوئی شخص ایمان نہ لائے اُس وقت تک ہرگز نجات نہیں پا سکتا ہے۔ اب اس امر کا ذکر ضرور ہے کہ ایمان کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ انسان جو بدوں حقیقی ایمان کے نجات نہیں پا سکتا کیونکہ ایمان حقیقی ہی خدا اور انسان کے درمیان صلح کا باعث ہے یعنی بغیر ایمان کے خدا کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی اس کی توضیح یوں ہے کہ جس شخص میں ایمان نہیں وہ بیشک خدا کا دُشمن اور اس کے قہر کا ماتحت ہے کیونکہ عدم ایمان عین مخالفت ہے اور گویا خدا کی خدائی اور اُس کا بندہ ہونے کا صریح انکار ہے اور جو شخص اپنی عبودیت اور اُس کی اُلوہیت کا منکر ہے خواہ عمداً خواہ جہالتاً کسی صورت سے ہو وہ ہر طرح خدا کا مخالف اور دُشمن ہے اِس کے سوا آدم اول کی خطا کے سبب ہر انسان خدا کے غضب کے ماتحت ہے جس کا ذکر ہو چکا اِس لئے ضرور ہے کہ ہم کسی طرح اپنے خالق و مالک سے میل اور صلح پیدا کر لیں کیونکہ یہ بات بغیر ایمان کے دوسری چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے ایمان کی تلاش ہر فرد بشر پر واجب اور لازم ہے۔ ایمان کے عام معنے یہ ہیں کہ کسی خاص مضمون یا خاص عقیدے کا دل میں یقین اور زبان سے اقرار کرنا مگر ایمان حقیقی کے یہ معنے نہیں ہیں اُس کے کچھ اور ہی معنی ہیں جو ذیل میں آتے ہیں ایمان کے عام معنے کے رو سے اس جہان میں دیکھو

کہ کس قدر علیحدہ علیحدہ ایمان ہیں جو مروج ہو رہے ہیں چنانچہ ہندوؤں کا ایک جدا ایمان ہے جس کا ایک بڑا حصہ اس وقت یہ بھی ہے کہ غیر اقوام کے ہاتھ سے نہ کھانا اور اپنی ذات کی حفاظت زیادہ تر کرنا۔ مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ محمد صاحب کی نبوت کا یقین اور اقرار کرنا اور خدا کو واحد جاننا۔ اسی طرح ہر ایک مذہب کا جدا جدا ایمان ہے۔ اور اہل عقل کے صد ہا قسم کے عقاید مختلف گویا ان کے مختلف ایمان ہیں۔ ان کے سوا بعض لوگ اس ملک میں ایسے بھی ہیں کہ کچھ تو علم کی روشنی کے سبب سے اور دین ہنود اور دین اسلام کے بے بنیاد ہونے کے باعث اپنے دین سے ناراض ہیں لیکن عیسائی مذہب کو تو شرم کے مارے یا دنیاوی تکالیف کے باعث قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ یا اس لئے کہ مذہب عیسوی پر بھی ان کے کچھ اعتراضات ہیں اور تندہی سے اس کا تصفیہ نہیں کر سکتے ہیں اور اپنے ذہن میں دبا کر بیٹھے ہیں ایسے لوگوں نے بھی جدا جدا خیالات پیدا کر کے ان کو اپنا اپنا ایمان قرار دے لیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان طرح طرح کے ایمان اور عقاید کو دیکھ کر انسان گھبرا جاتا ہے۔ لازم یہ ہے کہ ان تمام مروجہ عقاید کی چھان بین کرے اور جو ایمان باعث نجات ہو اس کو قبول کرے۔ اس لئے اب میں ایمان حقیقی کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں واضح ہو کہ یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمین پر لوگوں کو ضرور الہام دیا ہے یعنے کتب الہامیہ زمین پر موجود ہیں جس کا ذکر مختصر چند سطور ہدایت المسلمین کے باب اول میں بھی کیا ہے پس جبکہ کلام الٰہی زمین پر آ چکا تو اب ہمیں کیا حاجت ہے کہ آدمیوں کے بنائے ہوئے ایمان کو قبول کر کے ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوں بلکہ ضرور ہے کہ اس ایمان کو جو خدائے قادر کے کلام میں مذکور ہے تامل کریں کیونکہ اس ایمان کے سامنے سب جہان کے ایمان اور ان عقاید کے سامنے تمام جہان کے عقاید ہیچ اور ناقابل التفات ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ کلام الٰہی میں ایمان کا ذکر یوں آیا ہے کہ ایمان متلاشی ہے۔ رومیوں ۱۲-۳ میں ہے کہ ایک طالب حق کو خدا کی

طرف سے بطور بخشش کے ملتا ہے "بلکہ جیسا خدا نے ہر ایک کو اندازے کے موافق ایمان تقسیم کیا ہے اعتدال کے ساتھ رہے آپ کو ویسا ہی سمجھے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایمان صرف خدا کی طرف سے عنایت ہوتا ہے شاید کوئی شک کرے کہ ایمان جبکہ ایک بخشش الٰہی ہے تو ہر انسان اس کے حاصل کرنے یا نہ کرنے میں معذور ہے۔ جواب یہ ہے کہ ایمان جو موجب نجات ہے وہ تو بیشک خدا کی بخشش ہے مگر انسان کی طرف سے اس کی تلاش اور طلب شرط ہے اگر اس کی طرف سے تحریک نہ ہو تو وہ ایمان حاصل نہ ہوگا یعنے ایمان تو ضرور بخشش الٰہی ہے پر اس بخشش کا طلب کرنا اور اس کی طلب میں جان بلب ہونا انسان پر فرض ہے اس لئے ایسا شخص جو اپنے فرض کو ترک کرتا ہے معذور نہیں ہو سکتا بلکہ بے ایمان مر جاتا ہے اور یہ جو کہا کرتے ہیں کہ تو خدا پر ایمان لا اس کے یہ معنے ہیں کہ تو اس کی جستجو کر کہ وہ بخشش الٰہی یعنے ایمان خدا کی طرف سے تجھے عنایت ہو۔ ایمان خدا کی طرف رجوع کرنے کا وسیلہ ہے۔ اعمال ۱۱-۲۱ میں ہے کہ اور بہت سے لوگ ایمان لا کے خداوند کی طرف رجوع ہوئے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ بغیر ایمان کے خدا کی طرف پھرنا مشکل ہے پس ایمان رجوع کا وسیلہ بھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ ایمان ایک صحیح یقین ہے جو روح القدس کے وسیلہ سے دل پر القا ہوتا ہے چنانچہ (۱ قرنتی ۱۲ : ۹) میں ہے کہ کسی کو اسی روح سے ایمان الخ۔ یعنے روح القدس کا یہ بھی کام ہے کہ اس کے وسیلہ سے آدمیوں کو ایمان عنایت ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کلام الٰہی میں جگہ جگہ ایمان لانے کے واسطے سب کو حکم ہوتا ہے اور ہماری طرف سے زیادہ تر کوشش و سعی طلب کرتا ہے پھر ان آیات کو بھی ہم دیکھتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایمان صرف خدا کی بخشش اور عنایت سے حاصل ہوتا ہے تو ہمارے دل میں خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید ان دونوں بیانوں میں کچھ اختلاف ہے۔ حالانکہ اس کے معنی یہی ہیں کہ انسان کو جستجو کرنا اور سعی کرنا فرض ہے اور اس کوشش

اور سعی اور التجا کے باعث جو سچا روحانی یقین خدا تعالیٰ دل پر القا کرتا ہے وہی بخشش ایزدی ہے اور یہ سچا یقین اُن مقدمات سے مرکب نہیں ہے جو آدمیوں کی عقل نے پسند کر کے ترکیب دی ہے بلکہ اُن صحیح مقدمات سے مرکب ہے جو خداوند مطلق نے آسمان سے انسان کی بہتری کے لئے نازل فرمائے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اس ایمان کے مقدمات غیر عقلی ہیں اور نہ عقل کے برخلاف بلکہ عقل سے بالا اور برتر جن کے نیچے عقل انسانی کھڑی ہوئی اپنی نارسائی کا اقرار کر کے ان مضامین کو اپنے سر کا تاج بیان کرتی ہے۔ اب اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ اس ایمان کے کتنے ارکان ہیں جتنے صحیح ایمان میں کہ کس کس چیز کا یقین لازم ہے کہ اول خدا کی ذات پر ایمان لانا لازم ہے مرقس ۱۱-۲۲ میں ہے اور یسوع نے جواب میں اُن سے کہا خدا پر بھروسہ رکھو یعنی خدا کو پہچانو یہاں شناخت سے مراد انسانی شناخت نہیں ہے بلکہ وہ شناخت مراد ہے کہ جس طرح خدا نے آپ کو اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ دوم مسیح پر ایمان لانا واجب ہے یوحنا ۱۴-۱ میں ہے کہ تمہارا دل نہ گھبرائے تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو مجھ پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں جس طرح میں ظاہر ہوا ہوں اُسی طرح مجھ پر یقین لاؤ مجھے خدا کا بیٹا اور گناہوں کا کفارہ اور باعث ایجاد عالم اور کامل انسان اور خدا بھی جانو اور میرے مرنے اور جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کا اقرار کرو اور جانو کہ قیامت اور زندگی میں ہی ہوں غرض جو جو بیان مسیح کے متعلق انجیل میں مذکور ہیں اُن سب کو ماننا مسیح پر ایمان لانا ہے نہ صرف یہ یقین کرنا کہ وہ ایک رسول تھا اور بس یہ اُس پر ایمان لانا نہیں کہلاتا ہے۔ سوم انجیل پر ایمان لانا واجب ہے۔ مرقس ۱-۱۵ میں ہے کہ وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے توبہ کرو اور انجیل کو مانو۔ انجیل پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ وہ خوشخبری جو گناہوں کی معافی کی بابت مسیح کے کفارہ کے وسیلہ آسمان سے نازل ہوئی قبول کرو نہ یہ کہ انجیل صرف ایک کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ پر آسمان سے نازل ہوئی ہے اور چپ کر رہو جیسے مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ انجیل پر ایمان نہیں ہو سکتا ہے۔ چہارم خدا کے وعدوں پر ایمان لاؤ۔ رومی ۴-۲۰ میں ہے کہ جو

کچھ اُس نے وعدہ کیا ہے وہ اُس کے پورا کرنے پر بھی قادر ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سب وعدے جو کلام الٰہی میں مذکور ہیں بہت سچے اور درست ہیں جو شخص اُس کے وعدوں میں سے ایک وعدہ کا منکر یا دل میں شک رکھتا ہے وہ کافر ہے۔ پنجم موسیٰ کے نوشتے پر ایمان لانا واجب ہے۔ اعمال ۲۴-۱۴ میں ہے کہ لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں اُسی کے مطابق میں اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرتا ہوں اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے اس سب پر میرا ایمان ہے۔ ششم پیغمبروں کے صحیفوں پر ایمان واجب ہے تواریخ ۲۰-۲۰ میں ہے کہ اُس کے نبیوں پر ایمان لاؤ تو تم کامیاب ہو گے اور اعمال ۲۶-۲۷ میں ہے کہ اے اگرپا بادشاہ کیا تو نبیوں کا یقین کرتا ہے میں جانتا ہوں کہ تو یقین کرتا ہے۔ غرضیکہ ان سب باتوں کے یقین کا مجموعہ جو اس مختصر فقرہ میں شامل ہے کہ تو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا انسان کی نجات کا موقوف علیہ ہے۔ اور جب کسی انسان کے دل میں خدا کی طرف سے یہ ایمان نہ صرف عقل کی مدد سے بلکہ روح القدس کی معرفت نازل ہو کر مقام پذیر ہوتا ہے تو اُس کے سبب سے وہ آدمی فوائد ذیل کا مستحق ہو جاتا ہے کیونکہ ان فوائد مندرجہ ذیل کا منبع اسی حقیقی ایمان میں مندرج ہے۔ اس ایمان کو ہم ایمان دلی کہتے ہیں یعنی وہ ایمان جو اپنی صداقت پر آپ ہی دلیل بھی ہے کیونکہ اس کی بنیاد مسیح کے کفارہ پر ہے اور یہ بات بتلاتا ہے کہ جو کوئی اس ایمان کو آپ میں رکھے ضرور گناہوں کی معافی پائیگا کیونکہ اس کا رکن اعظم کفارہ ہے جو گناہوں کے عوض وقوع میں آیا اور کوئی دنیاوی ایمان اپنی ذات میں کوئی ایسا رکن نہیں رکھتا جس سے وہ موجب نجات ہو محمدی ایمان بھی دو جزو رکھتا ہے چنانچہ محمدیوں کا قول ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کا رسول ہے اور اس ایمان کو وہ لوگ موجب نجات جانتے ہیں پر اس میں کون سا جزو ہے جو موجب نجات ہو سکتا ہے پہلا جزو اللہ ایک ہے۔ بہت اچھا جزو ہے مگر بغیر کسی اور جزو کے لائق نجات نہیں کیونکہ شیطان بھی اس بات کا قائل ہے حالانکہ یہ اکیلا جزو اُس کی نجات کو مفید نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ محمد اُس کا رسول ہے اول تو اس کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا دوم گناہوں کی معافی کے لئے اُس کیا

کون سی محبت قایم ہو سکتی ہے برخلاف اس کے کہ مسیح گناہوں کا کفارہ ہے یہ رُکن نجات کی کامل اُمید رکھتا ہے اسی طرح مسیحی مذہب کے ارکان ایمان کامل ارکان نجات ہیں۔ دوسرا فایدہ اس ایمان سے یہ ہے کہ انسان اس ایمان کے سبب سے خدا کے حضور راستباز ٹھہرتا ہے یعنی وہ راستبازی جو نجات کے لئے مفید ہو جس کو انسان اپنے اعمال سے حاصل نہیں کر سکتا صرف اس حقیقی ایمان سے انسان کو حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اس ایمان کا یہ بھی ایک رُکن ہے کہ مسیح نے شریعت کی تمام راستبازیوں کو پورا کر دیا پس اس ایمان کا لانے والا مسیح کی راستبازی کے باعث راستباز ہو جاتا ہے کیونکہ اُس نے ایمان لا کے مسیح کو پہن لیا۔ اعمال ۱۳-۳۹ میں ہے کہ "اور موسیٰ کی شریعت کے باعث جن باتوں سے تم بری نہیں ہو سکتے تھے ان سب سے ہر ایک ایمان لانے والا اس کے باعث بری ہوتا ہے" اور رومی ۳-۲۱ و ۲۲ میں ہے کہ "مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوتی ہے جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں"۔ اب دیکھو تمام دُنیاوی ایمان آدمی کو راستباز نہیں بنا سکتے محمدی ایمان سے کوئی راستباز نہیں ہو سکتا کیونکہ جس پر ایمان لاتے ہیں خود اُس نے بھی تمام راستبازیاں پوری نہیں کیں۔ تیسرا خاصہ اس ایمان کا یہ ہے کہ جس میں یہ ایمان آتا ہے اس کو خدا کی فرزندی کا حق مل جاتا ہے یعنی اس ایمان سے انسان خدا کا بیٹا ہو جاتا ہے یوحنا ۱-۱۲ میں ہے کہ "لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" اور گلاتی ۳-۲۶ و ۲۷ میں ہے کہ "کیونکہ تم سب اُس ایمان کے وسیلے سے جو مسیح یسوع میں ہے خدا کے فرزند ہو اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا" مطلب یہ ہے کہ اس ایمان کا ایک یہ بھی بڑا رُکن ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے پس جب ہم مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہے اور وہ ہمارا باپ اور ہماری رُوح کا تاج ہوا تو ہم بھی اُس کے باعث خدا کے بیٹے ہو گئے چنانچہ یوحنا ۱۷-۲۳ میں ہے کہ "میں اُن میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں" پس سب ایماندار جو مسیح میں ہیں کے خدا سے میل پیدا

کرتے ہیں سب خدا کے فرزند ہوتے ہیں فرق اتنا رہتا ہے کہ مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے پر یہ لوگ اُس میں ہو کے اور اُس کے سبب سے خدا کے لیپالک فرزند ہوتے ہیں۔ دیکھو جو فایدہ اس ایمان سے نکلتا ہے اسی فایدہ کا ایک رُکن اس ایمان میں شامل ہے بلکہ ساری مسیحی تعلیم اس ایمان میں مندرج ہے چوتھا فایدہ اس ایمان سے یہ ہے کہ جس کسی میں یہ ایمان آتا ہے اُس میں ایک روحانی روشنی اور باطنی بصیرت ایسی پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب سے اُس کی روحانی اور باطنی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ شخص کلام الٰہی سے مستفید اور اپنے باطنی عیبوں سے جو مخفی ہوتے ہیں خبردار ہونے لگتا ہے اور ہر وقت چوکنا رہتا ہے یوحنا ۱۲-۳۶ میں ہے کہ "جب تک نور تمہارے ساتھ ہے نور پر ایمان لاؤ تاکہ نور کے فرزند ہو" اور آیت ۴۶ میں ہے کہ "میں نور ہو کے دُنیا میں آیا ہوں تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے"۔ چونکہ وہ خود نور ہے صرف اُس پر ایمان لانے سے انسان تاریکی میں نہیں رہتا بلکہ ایک روحانی روشنی اپنے دل میں پاتا ہے جس کسی نے یہ روشنی نہیں پائی وہ یاد رکھے کہ ابتک مسیح پر ایمان نہیں لایا۔ پانچواں فایدہ یہ ہے کہ اس آسمانی ایمان سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے یعنی ہر انسان جو موروثی اور کسبی گناہوں کے باعث مُردہ دل اور مُردہ روح رکھتا ہے اس ایمان کے سبب اُس کی روح اور اُس کا دل جی اُٹھتا ہے یوحنا ۲۰-۳۱ میں ہے کہ "لیکن یہ اس لئے لکھے گئے (یعنی معجزات) کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کے اُس کے نام سے زندگی پاؤ"۔ یعنی مسیح پر ایمان لانے سے روحانی زندگی ملتی ہے گلاتی ۲-۲۰ میں ہے کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہیں رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گذارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالہ کر دیا"۔ یعنی وہ روحانی زندگی اُس پر ایمان لانے سے مجھے مل گئی ہے۔ چھٹا فایدہ اس ایمان سے یہ ہے کہ نہ صرف روحانی زندگی بلکہ ہمیشہ کی زندگی بھی اسی ایمان سے ملتی ہے جو کوئی حقیقی یا آسمانی ایمان رکھتا ہے وہ مر کر بھی زندہ رہیگا۔ یوحنا ۳-۱۵ میں ہے کہ "جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے"۔ ساتواں فایدہ اس حقیقی ایمان سے یہ ہے کہ ایمان محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے اور نفس اور عداوت اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ

ایمان زبردستی اور ظلم سے ہے اِسی سبب سے وہ کچھ اثر بھی نہیں رکھتا۔ سچی ایمان ہے جو مؤثر ہے گلاتی ۵-۶ میں ہے نہ مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔ اتمطاؤس ۱-۵ میں ہے کہ حکم کا مقصد یہ ہے کہ پاک دل اور نیک نیت اور بے ریا ایمان سے محبت پیدا ہو۔ آٹھواں فایدہ یہ ہے کہ اِس ایمان کے باعث تسلی اور شیطان پر غلبہ اور شیطان کا مقابلہ کرنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اتمطاؤس ۴-۱۰ میں ہے کہ کیونکہ ہم محنت اور جانفشانی اِسی لئے کرتے ہیں کہ ہماری امید اس زندہ خدا پر لگی ہوئی ہے جو سب آدمیوں کا خاصکر ایمانداروں کا منجی ہے یعنی ایمان کے سبب تسلی اور برداشت کی طاقت ہمیں ملی ہے یُوحنا اخط ۵-۴ و ۵ میں ہے کہ جو کوئی خدا سے پیدا ہُوا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے اور وہ غلبہ جس سے دُنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے دُنیا کا مغلوب کرنے والا کون ہے سوا اُس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے یعنی ایمان سے ہم لوگ دُنیا پر فتحیاب ہو سکتے ہیں۔ افسیوں ۶-۱۶ میں ہے کہ اور ان سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قائم رہو جس سے تم اس شریر کے سارے جلتے ہوئے تیروں کو بُجھا سکو۔ یعنی ایمان کے سبب شیطان کے ہر حملہ پر فتحیاب ہو سکتے ہیں اِس کے سوا اور بہت سے فایدے اِس حقیقی ایمان سے حاصل ہوتے ہیں جو کبھی دُنیاوی ایمان سے حاصل نہیں ہوتے دُنیاوی ایمان کی بڑی خوبی اگر کہیں ہو تو یہ ہو سکتی ہے کہ وہ عقل کے موافق بنایا جائے لیکن یہ ایمان جو آسمان سے آیا ہے ایسے ایسے عمدہ فایدے بخشتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے اِس لئے اب ہم اپنے ہندوستانی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اِس حقیقی ایمان کی تلاش سے بے خبر نہ رہیں۔ اِس کی شناخت یُوں ہے کہ ہر ایک آدمی فکر کرے کہ ہم نے یہ ایمان حاصل کیا ہے یا نہیں اگر نہیں کیا تو اُس خدائے رحیم کی منت اور سماجت کریں اور سجدہ کر کے عاجزی سے اپنی سب دُعاؤں میں شوق کے ساتھ یہ ایمان طلب کرتے رہیں یہاں تک کہ اِس کی طلب میں جاں بلب ہو جائیں یقین ہے کہ وہ رحیم خدا اپنے سچے طالبوں کو عنایت کریگا اور اگر کسی کو یہ ایمان عنایت ہو چکا ہے تو وہ آدمی خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرے اور ہمیشہ اُس کی حفاظت اور ترقی کی دُعائیں کیا کرے۔ نہ

صرف دُعائیں بلکہ روز روز آپ کو جانچے کہ میری دُعاؤں کے موافق میرے ایمان کی ترقی روز بروز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو شکر کے ساتھ ہمیشہ اسی طرح سرگرم رہیں اور اگر باوجود دُعاؤں کے ایمان میں ترقی نہیں ہوتی تو نہایت مضطرب اور بے چین ہو جائے یہاں تک کہ اُس کا فضل جوش مارے اور ہم اپنے ایمان میں ترقی دیکھیں جیسے اپنے چال چلن میں فرق پائیں اور وہ زندہ و مؤثر ایمان جو ہمارے اندر ہے اُس کا پھل اور اُس کی تاثیر اپنی روزمرہ کی حرکات و سکنات میں نمودار دیکھیں کیونکہ سچی ایمان مثل دُنیاوی ایمانوں کے مُردہ ایمان نہیں ہے بلکہ جہاں یہ ایمان ہوتا ہے وہاں اُس کے آثار بھی ہوتے ہیں ورنہ جھوٹھا دعویٰ ہوگا۔ سوائے اِس بات کے ہر ایک ایماندار کو یہ بھی لازم ہے کہ اُن سچی ایمانداروں کے نمونوں کو جو کلام الٰہی میں اِسی غرض سے مذکور ہوئے ہیں ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھے تاکہ اُس کے پاس ایمان کے جانچنے کو ایک میزان بھی موجود رہے اور ہر وقت اپنے ایمان کو ان لوگوں کے ایمان سے مقابلہ کر کے فکر یا شکر کرتا رہے۔ مثلاً ہابیل راستباز کا ایمان جس کا ذکر عبرانی ۱۱-۴ میں ہے کہ ایمان ہی سے ہابیل نے قائن سے افضل قربانی خدا کے لئے گذرانی اُسی کے باعث اُس کے راستباز ہونے پر گواہی دی گئی کہ خدا نے اُس کی نذر پر گواہی دی اور اُسی کے وسیلے سے اگرچہ وہ مر گیا ہے اب تک بولتا ہے یہ اچھا نمونہ خاصکر اُن کے لئے ہے جو خدا کے سامنے دُعا میں یا نماز میں یا صدقات و خیرات لے کر حاضر ہونا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ پاک و صاف نیت سے حاضر ہوں اسی طرح ہابیل و قائن دونوں کے ایمان کو یاد رکھئے اور اپنا دل ریاکاری گھمنڈ غرور سے بچائیں اگر ایسا نہ کریں تو اپنے ایمان کو آپ ہی اِن دونوں شخصوں کے ایمان سے مقابلہ کر کے جان سکتے ہیں کہ ہم میں کونسا ایمان ہے اور اخنوخ کو بھی یاد کریں جس کا ذکر آیت ۵ میں ہے۔ ایمان ہی سے حنوک اُٹھایا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے۔ اور چونکہ خدا نے اُس کو اُٹھا لیا تھا۔ اِس لئے اُس کا پتہ نہیں ملا۔ یہ سب

کچھ ایمان کے ذریعہ سے ہُوا۔ آیت ۷ میں ہے کہ ایمان ہی کے سبب سے نوح نے
اُن چیزوں کی بابت جو اُس وقت نظر نہ آتی تھیں الہام پا کر خوف سے کشتی اپنے
گھرانے کے بچاؤ کے لئے بنائی اُسی سے اُس نے دُنیا کو مجرم ٹھہرایا اور اُس
راستبازی کا جو ایمان سے ملتی ہے وارث ہُوا۔ آیت ۸ میں ہے ایمان سے
ابراہیم جب بلایا گیا فرمانبردار ہُوا کہ اُس جگہ چلا گیا جسے وہ میراث میں لینے والا تھا
اور باوجودیکہ نہ جانتا کہ کدھر جاتا ہے۔ آیت ۱۷ میں ہے ابراہیم جب ایمان سے آزمایا
گیا اسحاق کو قربانی کے لئے گذرانا۔ ہاں اکلوتے کو اُس نے چڑھا دیا جس نے وعدوں
کو پایا تھا۔ آیت ۲۰ میں ہے۔ ایمان سے اسحاق نے آنے والی چیزوں کی بابت
یعقوب اور عیساؤ کو برکت دی۔ آیت ۲۱ میں ہے ایمان سے یعقوب نے مرتے
وقت یوسف کے دونوں بیٹوں کو برکت دی اور اپنے عصا کا سر تھام کر سجدہ کیا۔
آیت ۲۲ میں ہے۔ ایمان سے یوسف نے جب وہ مرنے پر تھا بنی اسرائیل کے خروج
کا ذکر کیا اور اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دیا۔ آیت ۲۴ میں ہے۔ ایمان سے موسیٰ نے
سیانا ہو کے فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا کہ اُس نے خدا کے لوگوں کے
ساتھ دُکھ اُٹھانا اُس سے زیادہ پسند کیا کہ گناہ کے لطف کو جو چند روزہ ہے حاصل
کرے کہ اُس نے مسیح کی خاطر لعن طعن کو مصر کے خزانوں سے زیادہ قیمتی دولت جانا کیونکہ
اُس کی نگاہ اجر پر تھی۔ ایمان سے اُس نے بادشاہ کے غصہ سے خوف نہ کھا کر مصر
کو چھوڑ دیا کہ وہ گویا اندیکھے کو دیکھ کر قائم رہا۔ اس نے ایمان سے فسح کرنے اور لہو چھڑکنے
پر عمل کیا ایسا نہ ہو کہ پہلوٹوں کا ہلاک کرنے والا اُنہیں چھوئے۔ ایمان سے وہ لال سمند
ر سے یوں گذر گئے جیسے خشکی پر سے لیکن جب مصریوں نے اس ارادہ کا قصد کیا تو وہ
ڈوب گئے۔ ایمان سے یریحو کی شہر پناہ جب اُسے سات دن تک گھیر رکھا تھا گر پڑی۔
ایمان سے راحب فاحشہ نافرمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی۔ اُس نے جاسوسوں کو
سلامتی سے گھر میں اُتارا اسی طرح ایمان سے کالب نے کہا کہ ہم لوگ ضرور جیتیں گے اور
ملک لے لینگے۔ متی ۲۳: ۲۳۔ ۳۰، ایوب نے ایمان کو ذکر کتاب ایوب ۱۹: ۲۵-۲۷ میں ہے لیکن

میں جانتا ہوں کہ میرا بچانے والا جیتا ہے۔ سدرک۔ میسک و عبدنجو کے ایمان کا
ذکر دانی ایل ۳: ۱۳ سے ۳۰ تک یوں لکھا ہے کہ نبوکدنضر نے اُن کو آگ کی جلتی بھٹی میں
ڈال دیا اور پھر دیکھا کہ یہ چار شخص آگ میں صحیح سلامت پھرتے ہیں جن میں سے
ایک کی صورت خدا کے بیٹے کی سی ہے۔ دیکھو اُن کے ایمان کے سبب خود خداوند مسیح
اُن کی مدد کو آگ میں آیا اور اُن کو بچایا۔ پطرس نے ایمان سے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا
جس کے باعث وہ بڑے درجے کا مستحق ہُوا جس کا ذکر متی ۱۶: ۱۶ میں ہے۔ ایمان
سے ایک گنہگار عورت نے عطر لا کر مسیح کے پاؤں پر ملا اور اجر پایا۔ تیرے ایمان
نے تجھے بچایا سلامت چلی جا۔ عبرانیوں کے ۱۱: ۳۲ سے ۴۰ تک لکھا ہے کیا کہوں
فرصت نہیں کہ جدعون اور برق و سمسون اور افتاح اور داؤد اور سموئیل اور نبیوں
کا احوال بیان کروں کہ اُنہوں نے ایمان کے وسیلہ سے بادشاہیوں کو جیت لیا
راستی کے کام کئے وعدوں کو پہنچے۔ شیر ببر کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔
تلواروں کی دھاروں سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے۔ لڑائی میں
بہادری کے ساتھ غیروں کی فوجوں کو ہٹا دیا۔ عورتوں نے اپنے مُردوں کو جی اُٹھنے
پایا۔ پر بعض پیٹے گئے۔ اور چھٹکارا قبول نہ کیا تاکہ افضل قیامت تک پہنچیں اور بعضے
ٹھٹھوں میں اُڑائے گئے۔ اُنہوں نے کوڑے کھائے اور زنجیروں اور قید میں
بھی پھنسے سنگسار کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ شکنجے میں کھینچے گئے۔ تلوار
سے مارے گئے بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے تنگی مصیبت اور
دُکھ میں مارے مارے پھرے۔ دُنیا اُن کے لائق نہ تھی۔ جنگلوں۔ پہاڑوں۔
غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کیا۔ اے بھائیو دیکھو۔ یہ جفاکشی اور
برداشت صرف اُس آسمانی ایمان کی طاقت سے ہوئی جس کی منادی ہم لوگ ملک
ہندوستان میں کر رہے ہیں۔ کیا کوئی ایمان جہان میں ایسی تاثیریں رکھتا ہے ہرگز
نہیں محمدی لوگ جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا درست بتلاتے ہیں۔ اس سے
اُن کے ایمان کی باطنی تاثیر ظاہر ہوتی ہے اور آسمانی ایمان کی تاثیر عیسائیوں کی جفاکشی

سے ہویدا ہے۔ ایمانداروں کو لازم ہے کہ اپنے ایمان میں مضبوطی تلاش کریں اور
گذرے ہوئے نمونوں سے اپنی طاقت دیکھیں اور ایمانداروں کا ذکر خدا کے کلام
میں مندرج ہے اس کا اکثر مطالعہ کیا کریں۔ میں یہاں پر چند مقاموں کی فہرست
لکھ دیتا ہوں تاکہ ناظرین کلام الٰہی میں خود دیکھ لیں۔ (دانیال ۶-۱۰ و ۲۳) گنہگار
عورت (لوقا ۷-۵۰) ناتھانائیل (یوحنا ۱-۴۹) و سامریا کے لوگ (یوحنا
۴-۳۹) مارتھا (یوحنا ۱۱-۲۷) شاگرد (یوحنا ۱۶-۳۰) توما (یوحنا ۲۰-۲۸)
و استیفان (اعمال ۶-۵) کاہن (۶-۷) حبشی (اعمال ۸-۳۷) برنباس
(اعمال ۱۱-۲۴) سرگیوس پولس (اعمال ۱۳-۱۲) فلپی کا داروغہ (اعمال ۱۶-
۳۱ و ۳۴) وقلسی کے لوگ (قلسی ۱-۴) رومی (رومی ۱-۸) تسلونیقی
(تسلونیقی ۱-۳) لوئیس (۲ تمطاؤس ۱-۵) پولوس (۲ تمطاؤس ۴-۷) وغیرہ
مقامات ایمانداروں اور بے ایمانوں کے مذکور ہیں۔ خداوند ہم سبھوں پر اپنا
فضل کرے کہ سب کو حقیقی ایمان نصیب ہو اور سب لوگ جھوٹے ایمان سے
خلاصی پائیں مسیح کے وسیلہ سے ٭

رسالہ دہم

اس امر کے بیان میں کہ نجات کیا چیز ہے؟

کیونکہ اسی مطلب کے لئے تمام دینی تکلیفات اور سب جھگڑے اور مباحثے جہان میں جاری ہوئے ہیں ہر اہل مذہب کو لازم ہے کہ اپنے اپنے مذہب میں بھی نجات کے متعلق غور کریں اور اس بیان پر جو اس رسالہ میں کلام الٰہی سے لکھا جاتا ہے فکر کریں کہ کون سا بیان قرین قیاس ہے اور ایک مضطرب روح کو تسلی دینے والا اور منجانب اللہ معلوم ہوتا ہے؟ محمدی مذہب میں نجات کا یہ حال ہے کہ قرآن میں اول سے آخر تک خوب غور سے دیکھا۔ کہیں نجات کا پتہ نہیں لگتا کیونکہ اس میں سوائے نیک اعمال کے اور کوئی صورت نجات کی نہیں لکھی ہے مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ خدا صادق القول اور عادل ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بدکار کو سزا اور نیکوکار کو جو مطیع شرع ہو جزا بھی دیتا ہے اور یہ بات تو سب پر ظاہر ہے کہ کوئی آدمی بے گناہ نہیں ہے اگر کوئی متکبر شیطان کا پیرو یہ کہے کہ میں بے گناہ ہوں تو بھی ضرور اس کا دل اندر سے گواہی دیگا کہ وہ بھی گنہگار ہے اور چونکہ ہر گنہگار کو اگر خدا سچا ہے سزا تو ضرور ہوگی پس نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر مسلمان کو اور ہر ایک اس شخص کو جو اعمال پر بھروسہ رکھتا ہے ضرور سزا ملے۔ اگر کہو کہ خدا رحیم ہے ممکن ہے کہ رحم کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر عدل کہاں جائیگا؟ کیونکہ وہ عادل بھی ہے پس اعمال سے ہم کسی طرح بچ نہیں سکتے جب تک کوئی ہماری شفاعت نہ کرے تاکہ رحم بھی ہو جائے اور عدالت و صادق القولی بھی بحال رہے اور اس کا نام نجات ہے جو بغیر اس قسم کی شفاعت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب قرآن میں دیکھتا ہوں کہ کہیں محمد صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے یا نہیں۔ بقرہ کے ۳۴ رکوع میں ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ۔ اے مسلمانو! ہمارا دیا خرچ کرو اس دن سے پہلے جس میں نہ کچھ زور چلتا ہے نہ دوستی کام آتی ہے نہ شفاعت چلتی ہے۔ اس مقام پر مسلمانوں سے خطاب ہے اور شفاعت سے انکار۔ اسی رکوع میں ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ خدا کے سامنے کون ہے جو شفاعت کر سکے مگر اس کے حکم سے؟ اس آیت سے شفاعت ثابت کی جا سکتی ہے مگر ضعف کے ساتھ۔ کیونکہ محمد صاحب جو اہل اسلام کے گذرے ہیں کہیں قرآن میں یہ اقرار نہیں کیا کہ میں شفاعت کرونگا۔ یا وہ کون ہے جس کو اذن ہوگا اور کیونکر عدالت کو ٹوڑا کر کے شفاعت کراویگا حالانکہ یہ مضمون قرآن میں کثرت سے آنا چاہیے تھا اس مقام پر اِلَّا بِاِذْنِهٖ کی قید سے کون سا قرینہ ہے کہ محمد صاحب کو شفیع سمجھیں۔ ایک اور قرآنی آیت ہے جس پر مسلمانوں نے بھروسہ کر رکھا ہے وہ سورہ والضحیٰ میں ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ خدا تجھے دیگا تو راضی ہوگا۔ قرآن میں کہیں اسبات کا ذکر نہیں ملتا کہ وہ کیا چیز ہے جو دیگا جس سے محمد صاحب راضی ہو جائینگے۔ جلالین میں ہے کہ آخرت میں بہت سی اچھی چیزیں دیگا۔ بیضاوی میں ہے کمال نفس اور غلبۂ دین اور فتح مندی دین دیگا۔ حسینی میں ہے کہ دیگا تجھے مرتبہ شفاعت۔ مدارک میں ہے دیگا تجھے ثواب اور مقام شفاعت وغیرہ اب دیکھنا چاہیے کہ یہ سب مفسرین کی تفسیریں ہیں اس آیت میں کسی خاص بات کا ذکر نہیں اور اگر کوئی آدمی غور سے دیکھے تو ساری سورت میں کوئی ایسا قرینہ پا سکیگا جس سے شفاعت مراد ہو سکے ساری سورت کا ترجمہ یہ ہے چڑھتی دھوپ کی قسم کالی رات کی قسم خدا نے تجھے چھوڑا نہ تجھ سے بیزار ہوا اور ضرور پچھلی پہلی سے تیرے لئے بہتر ہے۔ تیرا خدا تجھے دیگا تو راضی ہوگا تو یتیم تھا تجھے جگہ دی تو گمراہ تھا تجھے ہدایت کی۔ تو فقیر تھا تجھے مالدار کیا یعنی خدیجہ مالدار عورت سے تیری شادی ہوگئی۔ یتیم کو نہ دبا سائل کو مت جھڑک۔ خدا کی نعمت کا بیان کر۔ دیکھو یہاں شفاعت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ ناحق مفسرین نے بے اعتبار حدیثوں کی بنا پر شفاعت کا خیال کر لیا ہے۔ یہاں دنیا کی نعمت کا ذکر ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ چند روز محمد صاحب کو الہام نہ ہوا اسلئے پریشان ہوئے کہ

رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کو بھی نہ اُٹھے۔ کافروں نے چرچا کیا کہ اب محمد کو اُس کے خدا نے چھوڑ دیا اور اُس سے ناراض ہو گیا کیونکہ کئی دن سے کوئی آیت نہیں اُتری یہاں سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے اس مقام پر اپنے دنیاوی غلبہ کے ذکر سے جس کے اُمیدوار تھے مسلمانوں کی تسلی کی ہے۔ یہاں شفاعت کے ذکر کا کہیں نام و نشان نہیں ہے صرف وہم ہے۔ قرآن میں ایک اور آیت ہے جس پر اہل اسلام بڑا فخر کرتے ہیں اور حتیٰ کہ شعرا اپنے شعروں میں اُس کا ذکر کرتے اور سب مسلمانوں کا اُس پر بھروسہ ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے اُس پر غور کریں کہ بھروسہ کے لائق ہے یا نہیں بنی اسرائیل کے ۸ رکوع میں لکھا ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔ ترجمہ۔ اے محمد خاص کر تو کچھ رات کو اُٹھکر نماز پڑھا کر شاید تیرا خدا تجھے تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور کہہ اے خدا مجھے داخل کر سچا داخل ہونا اور مجھے نکال اچھا نکالنا اور دے مجھے اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد۔ تعریف کے مقام سے جس کو مقام محمود کہتے ہیں۔ لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ شفاعت کا مقام ہے حالانکہ قرآن میں کوئی آیت اس کی تائید میں نہیں ہے۔ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ وَهُوَ مُطْلَقٌ فِيْ كُلِّ مَقَامٍ يَتَضَمَّنُ كَرَامَةً۔ یعنے مقام محمود عام ہے ہر مقام کو جس میں عزت ہو وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِمَا رُوِيَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اور مشہور یہ ہے کہ وہ مقام شفاعت ہے جیسا کہ ابوہریرہ نے روایت کی ہے۔ دیکھو ایک بڑے عالم نے مان لیا کہ وہ لفظ عام ہے نہ خاص اور یہ بھی کہہ دیا کہ حدیث کی وجہ سے لوگوں نے اس کو مقام شفاعت مان لیا ہے پس جتنے حدیثوں پر اعتبار ہے وہ اس کو مان لے حالانکہ جو حدیث قرآن کے برخلاف ہو وہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس تفسیر میں اس کے معنے یوں لکھتے ہیں کہ رات کو تہجد

کی نماز پڑھا کر اُمت کے سوا تجھ پر خاص یہ نماز فرض ہے۔ شاید خدا تجھے شفاعت
کے مقام میں کھڑا کرے اور کہہ اے رب داخل کر مجھے مدینہ میں اچھا داخل ہونا
اور نکال مجھے مکہ سے اچھا نکالنا اور مجھے میرے دشمنوں پر قوت دے۔" پس اس
سے مراد یہ ہے کہ مجھے وہاں جا کر عزت کا مرتبہ ملے اسی کو مقام محمود کہا ہے یعنی
رات کو خدا سے دعائیں مانگا کر تاکہ یہ ذلت جو مکہ میں ہے دور ہو مدینہ میں جا کر
حکومت مل جائے اور بیضاوی بھی اس مطلب کی تائید کرتا ہے پس اب انصاف
کرو کہ شفاعت کا یہاں کیا ذکر ہے؟ اب دیکھنا چاہئے کہ عیسائی مذہب میں نجات کی
بابت کیا لکھا ہے؟ کلام الٰہی میں نجات کے کئی ایک نام ہیں۔ (۱) فتح افرنتی ۱۵-۵۷
میں ہے "پر شکر خدا کا جو ہمیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ فتح بخشتا
ہے" (۲) شہر پناہ اور قلعہ یسعیاہ ۲۶-۱ میں ہے کہ "ہمارا ایک محکم شہر ہے
اس کی دیواروں اور بُرجوں کے بدلے وہ نجات ہی کو مقرر کریگا"۔ (۳) چشمے
یسعیاہ ۱۲-۳ میں ہے کہ "سو تم خوش ہو کے نجات کے چشموں سے پانی بھرو گے"
(۴) پیالہ ۱۱۶ زبور آیت ۱۳ میں ہے کہ "نجات کا پیالہ اُٹھاؤنگا اور خداوند کا نام
پکارونگا"۔ (۵) چراغ یسعیاہ ۶۲-۱ میں ہے کہ "میں نہ ٹھہرونگا جب تک کہ اس کی صداقت
نور کے مانند نہ چمکے اور اس کی نجات چراغ روشن کی طرح جلوہ گر نہ ہو" (۶) ڈھال
۲ سموئیل ۲۲-۳۶ میں ہے کہ "تو ہی نے مجھے نجات کی سپر بخشی ہے"۔ (۷) سینگ
لوقا ۱-۶۹ میں ہے کہ "اور اپنے خادم داؤد کے گھرانے میں ہمارے لئے نجات کا
سینگ نکالا"۔ (۸) پہاڑ۔ استثناء ۳۲-۱۵ میں ہے کہ "اپنی نجات کے پہاڑ کو حقیر
جانا"۔ ان کے سوا اور بہت سے نام اس کے مذکور ہیں۔ نیز اس نجات کے بیان کے سارے
پہلو کلام الٰہی میں مفصل ملتے ہیں۔

مسیحی نجات کا بیان

بیش بہا قیمتی چیز جس کی مانند جہان میں کوئی چیز ہمارے لئے اچھی نہیں ہو سکتی

ہے اپنے سب پہلوؤں میں یُوں دکھلاتی ہے۔ پہلی بات کہ کوئی آدمی اس نجات کو
اپنی طاقت سے حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ خدا کی طرف سے مرحمت نہ ہو۔
افسی ۲-۸ میں ہے کہ "کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور
یہ تمہاری طرف سے نہیں"۔ طیطس ۳-۵ میں ہے کہ "تو اس نے ہم کو نجات دی
مگر راستبازی کے کاموں کے سبب نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے
موافق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلے"۔
دوسری بات یہ ہے کہ خدا نے یہ کام کیوں کیا کہ ہمیں دوزخ سے بچا لیا کیا ہم کچھ
اس کے حقدار تھے ہرگز نہیں بلکہ اس کے پانچ سبب ہیں اوّل یہ کہ خدا میں جو
ایک فضل کی صفت ہے یہ اس کا ظہور ہے۔ طیطس ۲-۱۱ میں ہے کہ "کیونکہ خدا کا
فضل جس سے سب آدمیوں کے لئے نجات ہے ظاہر ہوا ہے"۔ دُوسرا سبب یہ
کہ اس کے رحم کا ظہور ہوا ہے ۶ زبور ۴ میں ہے کہ "لوٹ اے خداوند پھر آ میری
جان کو مخلصی دے اپنی رحمت کے سبب مجھے نجات بخش"۔ تیسرا سبب یہ کہ خدا
کو ہم سے محبت ہے اگرچہ ہم گنہگار اور بدکار ہیں اور اُسے بھول گئے ہیں پر وہ
نہیں بھولا وہ سچا دوست ہے۔ رومی ۵-۸ میں ہے کہ "لیکن خدا اپنی محبت
کی خوبی ہم پہ یُوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُوا"۔
یوحنا کا پہلا خط ۴-۹ و ۱۰ میں ہے کہ "جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے
ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا ہے تاکہ ہم اس کے سبب
زندہ رہیں۔ محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ
اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے
کو بھیجا"۔ یعنی نجات جو ظاہر ہوئی ہے وہ خدا کی محبت کے سبب سے ہے۔ چوتھا سبب
یہ ہے کہ اس نے اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لئے یہ کام کیا ہے یعنی انسان جو
موروثی گناہ اور اکتسابی گناہ کی وجہ سے نجات سے دُور جا پڑا تھا اور اپنے
اعمال سے اس کو حاصل نہ کر سکتا تھا اور انسان کے سامنے نجات حاصل کرنا غیر

یہ ہے کہ دُنیا میں جتنے مذہب جاری ہیں کسی مذہب میں سوائے مسیحی مذہب کے
اوّل تو شفاعت کا دعویٰ نہیں کیا گیا اور کسی نے بگمان اس کے معتقدوں کے کچھ
ضعیف سا دعویٰ کیا بھی ہو تو اپنی شفاعت کا استحقاق نہیں دکھلا سکتا مثلاً مسیح
نے دعویٰ کیا کہ مَیں شفاعت کرونگا تو اس نے یہ بھی کہا کہ دیکھو اس دعویٰ کا امکان
بلکہ وجوب اس بات سے ظاہر ہے کہ مَیں نے تمہارے لئے اپنا خون دیدیا ہے۔
اعمال ۲۰ - ۲۸ میں ہے کہ "تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلہ بانی کرو جسے اُس نے اپنے خاص خون
سے مول لیا"۔ عبرانی ۹ - ۱۲ میں ہے کہ "اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں
بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی"۔
کیا ایسا کسی مدعیٔ شفاعت نے کیا ہے ہرگز نہیں۔ چھٹی بات یہ ہے کہ یہ نجات جو
مسیح نے ہمارے لئے تیار کی ہے یہ عرفی نجات نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں اور
اور مذہب والوں میں مشہور ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ قیامت
کے روز چھٹکارا مل جائیگا بلکہ مسیحی نجات چونکہ حقیقی نجات ہے اس لئے اس کا شروع
اسی جہان سے ہوتا ہے جس سے اُس آیندہ نجات کو جو بمنزلہ اس شروع کے انتہائی
ہے عین الیقین کے ساتھ دیکھتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو جو چیزیں اس دُنیا میں
مُوجب سزا ہیں جن کے سبب آدمی دوزخ کے لائق ہو گیا ہے جن کا قبضہ میں رہنا
دوزخ میں جانے کی کامل علامت ہے اُنہیں کے قبضہ سے اسی جہان میں ہمارا
خداوند یسوع مسیح انسان کو نجات دیتا ہے اور اُس کے تمام بوجھوں کو اس کے سر
پر سے اس طرح اُتار پھینکتا ہے کہ پھر اُن کا ترک کرنا ہمارے لئے باعث تکلیف نہیں
رہتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی کسی زبردست کا قرضدار ہو
اور روپیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو یہ قرضخواہ اُسے پکڑ کر اپنا غلام بنائے اور
اُس کو طرح طرح کی تکلیف دے اور کہے کہ تیرے لئے اس قدر میعاد مقرر ہے
اس کے اندر یا تو قرض ادا کر دے نہ آخر کو تجھے خوب کوڑے مار کر فلاں قید خانہ میں
بند کرونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا۔ اس اثنا میں کوئی بڑا دولتمند اس غریب کے حال

ممکن تھا تب خدا نے اپنی قدرت سے ممکن کر دکھلایا چنانچہ یسعیاہ ۵۰ - ۲ میں ہے
کہ "کیا میرا ہاتھ ایسا کوتاہ ہو گیا ہے کہ چھڑا نہ سکتا یا نجات دینے کا مقدور نہیں
دیکھو میں اپنی ایک گھرکی سے سمندر کو سُکھا دیتا ہوں اور نہروں کو صحرا کر ڈالتا ہوں"۔
پانچواں سبب یہ ہے کہ اُس نے ہماری برداشت کی یعنی اس صفت کے باعث ہم
بچ گئے ۲ پطرس ۳ - ۱۵ میں ایسا ہے کہ "اور ہمارے خداوند کی برداشت کو نجات
جانو"۔ ۳ بات خداوند کا ارادہ اس نجات کی نسبت کیا ہے آیا وہ لوگوں کو دینا
چاہتا ہے یا نہیں۔ ۱ تمطاؤس ۲ - ۴ میں ہے کہ "وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی
نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں" یہاں سے ظاہر ہے کہ نجات دینے
میں اُس کی رضامندی ہے۔ مگر چونکہ انسان فاعل مختار بنایا گیا ہے اس لئے
زبردستی سے کسے دی نہیں جا سکتی اگر کوئی لینا چاہے تو ہمارا خداوند بہت خوشی سے
اُسے دیتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ آدمی نجات کس طرح حاصل کر سکتا ہے اگر کوئی
شخص انبیائے سابقین کے نوشتے سمجھ کر پڑھے تو اُسے اچھی طرح معلوم ہو سکتا
ہے کہ صرف خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہوتی ہے اس کے
سوا اور کوئی ذریعہ دُنیا میں نجات حاصل کرنے کا نہیں ہے اور نہ آیندہ کو ہوگا ایک
ہی نام ہے جس سے ہر کوئی جو ایمان لاوے نجات پاتا ہے۔ مرقس ۱۶ - ۱۶ میں
ہے کہ "جو کوئی ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا اور جو ایمان نہ لائے وہ
مجرم ٹھہرایا جائیگا"۔ رومی ۱۰ - ۹ میں ہے کہ "اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند
ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں
سے جلایا تو نجات پائیگا"۔ انجیل مقدس میں اس قسم کی بہت سی آیات موجود ہیں
جو امر واقعی پر گواہی دیتی ہیں۔ یسعیاہ ۳۵ - ۴ میں کہتا ہے کہ "ان کو جو کم دلے ہیں
کہو کہ ہمت باندھو مت ڈرو دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا ساتھ لئے ہوئے آتا ہے
ہاں خدا ہی آئیگا اور تمہیں بچائیگا"۔ زکریاہ ۹ - ۱۶ میں کہتا ہے کہ "اور خداوند اُن کا
خدا اپنی قوم کو نجات دیگا وہ انہیں بھیڑوں کی طرح اسی دن بچائیگا"۔ پانچویں بات

پر رحم کرکے اس کا ذمہ وار ہو جائے اور کہے کہ جا میں نے اپنی طرف سے تجھ پر رحم کرکے تیرا قرض ادا کر دیا ہے تیرا قرضخواہ اب تجھے سزا نہ دیگا۔ اب بتلاؤ کہ یہ غریب اس کی بات کا کیونکر یقین کرے کہ اس نے میرا قرض ادا کر دیا ہے اور وہ مجھے اب دُکھ نہ دیگا کیونکہ اس کے سامنے قرض ادا نہیں ہوا اور نہ قرضخواہ نے اُس کو رو برو بلا کے اب تک کچھ کہا ہے؟ اس کا یقین یُوں ہوگا کہ اس پر سے قرضخواہ کی تکلیف اُٹھ جائے اور قید سے آزادگی ہو جائے اور پھر اُس کی غلامی نہ رہے خوشی خوشی اپنے وطن اور اپنے گھر کی طرف اور اپنے اقارب سے ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کرے اگر ایسا نہ ہو تو اُس دولتمند کا یہ قول کہ میں نے تیرا قرض ادا کر دیا ہے اس کے حق میں یقین کے لائق نہ ہوگا۔ پس جبکہ ہمارے خداوند نے ہمارے لئے نجات کو حاصل کر لیا ہمیں خدا کے غضب سے بچا لیا ہمارا قرض ادا کر دیا تو اب ہم اُس کی نجات کے سبب آزاد ہو گئے ہیں ہمارے جسم اور ہماری جانوں نے کئی طرح کی مصیبتوں سے مخلصی پائی۔ اوّل شریعت کی قید سے۔ گلتی ۴-۴ و ۵ میں ہے کہ "لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے"۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ شریعت کی قید سے ہماری مخلصی اس طرح پر نہیں ہوئی جس طرح شریر لوگ اپنے فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں بلکہ ہمارا خداوند آپ شریعت کے تابع ہوا تاکہ اُس کے حقوق ادا کرکے اُس سے ہمیں مخلصی دے۔ اس صورت میں شریعت کے احکام بھی پورے ہو کر اپنی میعاد کو جا پہنچے اور ہم نے مخلصی بھی پائی اب اُس کے ترک سے ہم گنہگار نہیں ہو سکتے۔ ۱ پطرس ۱-۱۸ و ۱۹ میں ہے "کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہارا نکما چال چلن جو باپ دادوں سے چلا آتا تھا اس سے تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونا چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بیداغ برّے یعنی مسیح کے بیش قیمت خُون سے"۔ ۲۔ گناہ کی حکومت سے اگرچہ انسان قادر مطلق نہیں ہو سکتا تو بھی اس مسیحی نجات کے سبب سے گناہ کا مغلوب

ہرگز نہیں رہ سکتا شاید کسی وقت موقع پاکر گناہ اُس پر حملہ کرے مگر وہ شخص مقابلہ سے پیش آتا ہے اور مذہب والوں کی طرح گناہ کا غلام نہیں رہتا۔ رومی ۶-۲۲ "پر اب گناہ سے چھوٹ کر اور خدا کے بندے ہو کر پاکیزگی کا پھل لاتے ہو"۔ ۳۔ شیطان سے اس نجات کے سبب مخلصی ہوتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اب ہمیں شیطان فریب نہیں دے سکتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ مسیح نے بہتوں کو شیطان کے ہاتھ سے بچا لیا اور اُس کی عام سلطنت میں خلل ڈال دیا اور ہم بھی مسیح کے وسیلہ سے شیطان پر غالب آتے ہیں۔ عبرانی ۲-۱۴ میں ہے کہ "وہ بھی اُسی طرح اُن میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کرے"۔ ۵۔ ہمارے دشمنوں سے اس لئے ہمیں مخلصی دی ہے اور یہ مخلصی دو طرح پر ہے۔ اوّل اُن چیزوں اور اُن آدمیوں وغیرہ سے جو ہماری جان کے دشمن تھے جو ہم کو دوزخ کے لائق بناتے تھے خلاصی دی ہے۔ دوم یہ کہ آمد ثانی میں زمین پر سے ہمارے سارے دشمن اور مخالف نابود کئے جائینگے لُوقا ۱-۷۱ میں ہے کہ "ہم کو ہمارے دشمنوں سے اور سب کینہ رکھنے والوں کے ہاتھ سے نجات بخشی"۔ یہ سب باتیں اُس آنے والی نجات کے آثار ہیں جو ہم پر ظاہر ہوئے ہیں مسیح نے ہمیں آزاد کر دیا اب ہم اپنے حقیقی وطن کی طرف اور گھر کی سمت اپنے احباب کے شوق میں خوشی خوشی اپنی رُوح میں سفر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور اپنے محسن کے شکرگذار ہیں۔ غرض کہ نجات کے آثار بچشم رُوح ہم نے دُنیا میں دیکھے اور آیندہ جہان میں بہت کچھ دیکھینگے۔ پس ظاہر ہے کہ مسیح کی نجات ایسی بڑی بھاری نجات ہے کہ جس کی شاخیں سر چہار طرف شامل حال ہو جاتی ہیں جن سے ہم کامل اُمید رکھتے ہیں کہ حقیقی کامیابی یقیناً ہم کو مل جائیگی۔ ۲۔ بات یہ ہے کہ اس مسیحی نجات کے لئے چند خصوصیتیں بھی ہیں جو اس کے اہل میں پیدا ہو جاتی ہیں اوّل یہ کہ وہ شخص اس کے سبب الٰہی راستبازی سے ملبس ہو جاتا ہے۔ رومی ۳-۲۴ "مگر اس کے فضل کے سبب اس میں مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے

لُفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں"۔ دوسری یہ کہ تمام گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے افسی ۱: ۷ "ہم کو اس میں اس کے خون کے وسیلہ سے مخلصی یعنی قصوروں کی مُعافی اس کے اُس فضل کی دولت کے موافق حاصل ہے"۔ ۳ یہ کہ اسی نجات کے سبب ہم خدا کے لیپالک بھی ہوجاتے ہیں۔ افسی ۱: ۵ میں ہے کہ "اور اس نے اپنی مرضی کے نیک ارادے کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ یسُوع مسیح کے وسیلہ اس کے لیپالک بیٹے ہوں"۔ ۴۔ یہ ہے کہ اسی نجات کے سبب ہم لوگ ایک نئی پیدائش حاصل کرتے ہیں۔ پطرس ۱: ۳ میں ہے کہ "ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے یسُوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث اپنی بڑی رحمت سے ہمیں زندہ اُمید کے لئے از سرِ نو پیدا کیا"۔ ۵ یہ کہ اسی نجات کے سبب انسان کا خدا سے میل ہو جاتا ہے۔ رومی ۵: ۱۰ میں ہے کہ "کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اس کے بیٹے کی موت کے وسیلے سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اس کی زندگی کے سبب ضرور ہی بچینگے"۔ ۶ یہ ہے کہ اس کے سبب پاکیزگی کی چال چلتے ہیں شریروں کی چال نہیں چل سکتے۔ حزقی ایل ۳۶: ۲۹ میں ہے "میں تمہیں تمہاری ناپاکیوں سے بچاؤنگا"۔ ۷ یہ کہ انسان کے دل میں یہ نجات ستائش اور مدح سرائی کا شوق پیدا کرتی ہے۔ زبور ۶۳: ۵ میں ہے کہ "میرے ہونٹ جس وقت کہ تیری مدح سرائی کرونگا نہایت خوش ہونگے اور میری جان بھی جسے تُو نے خلاصی بخشی"۔ یہ حال اس جہان میں نجات یافتہ لوگوں کا ہے اور اُس جہان میں زیادہ تر اس کا انکشاف ہوگا۔ ۸ وہ کہ جو لوگ اس نجات کو پاتے ہیں اُن کو لازم ہے کہ دوسرے کی جان بچانے کا ایک بڑا شوق دل میں پیدا ہو جائے دیکھو ہمارے بھائی اسی سبب سے کیسی کیسی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اور کلام الٰہی اور مسیح کی نجات کا چرچہ کرتے پھرتے ہیں کہ کسی دوسرے سے ایسا کام نہیں ہوتا۔ رومی ۱۱: ۱۴ میں ہے کہ "تاکہ کسی طرح سے اپنے قوم والوں کو غیرت دلا کر اُن میں سے بعضوں کو نجات دلاؤں"۔ ناظرین کرام مطلع رہیں کہ نجات الٰہی کا حال آپکے بھی گوش گذار ہوچکا ہے غفلت کو دُور کریں کیونکہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا ہے پس سب کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے پاس چلے آؤ کہ اس کی نجات عام ہے جو کوئی ایمان لاتا ہے نجات پاتا ہے آیندہ اختیار ہے ◆

رسالہ یازدہم

آسمانی محبت کے بیان میں

ہمارے خداوند کے کلام مقدس میں سے ایک تعلیم محبت کی بھی ہے جو انسان کے لئے دو جہان میں نہایت فائدہ بخش ہے اور محبت کی یہ تعلیم جو خداوند مسیح نے دی ہے اپنی خصوصیات کے باعث کچھ اور ہی کیفیت دکھلاتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الٰہی تعلیم ہے جن اشخاص نے علم اخلاق کی کتابوں میں محبت کا بیان دیکھا ہے اور جن لوگوں نے اہل تصوف اور عشق کی صحبت میں محبت کا جام پی کر اس کا دعویٰ کیا ہے اور جن لوگوں نے ہندو مسلمانوں کے مذہب کے اُستادوں اور اُن کی کتابوں سے محبت کی تعلیم پائی ہے اُن سب کی خدمت میں عرض ہے کہ انسان کی آنکھ اور تجربہ کے دماغ سے اس مسیحی محبت کو اپنے اپنے خیالوں کی محبت سے مقابلہ کر کے دیکھیں اور جو سچا ہو اُس کو قبول کریں۔ اگر کوئی شخص محبت کا پورا بیان کلام الٰہی سے نکال کرنا چاہے تو بہت مشکل ہے کیونکہ یہ ایک ایسا بڑا بیان ہے کہ جس کے لکھنے کو دفتر درکار ہے لیکن اس رسالہ میں اس کے بعض مضامین کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ اُس کی کیفیت دریافت کر کے اُس میں بسیں۔ محبت کی دو قسمیں ہیں اوّل وہ کہ جس سے خدا کا جلال اور اُس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے مثلاً خدا کی ہم سے محبت یا ہماری خدا سے محبت اور مسیح کی ہم سے محبت اور ہماری مسیح سے محبت یا آدمیوں کی آپس کی محبت جس سے خدا کا جلال اور بزرگی ظاہر ہو۔ دوسری محبت دُنیاوی جس میں دُنیا کے سردار یعنی شیطان کا جلال اور اُس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے یہ محبت مردود اور لعنت کے لائق ہے پس جہاں کہیں اس محبت کا جزو پایا جائے اُس سے نفرت کرنا واجب ہوتا ہے تاکہ اصلی محبت ہاتھ سے جاتی نہ رہے اور ہم شیطان کے دوست ہو کر خدا کے دشمن ہو جائیں یہاں

سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت اور اُس سے محبت اِس سبب سے کرتا ہے
کہ مجھے بہشت میں حُور اور غلمان اور شراب اور اچھے اچھے لباس ملینگے اور جس مزے
اُڑاؤنگا اُس میں خدا کی محبت نہیں۔ اُس کے کام نفرتی ہیں۔ یہ دُوسری محبت نفسانی
آدمیوں میں اور جھوٹے مذہب والوں میں بکثرت پائی جاتی ہے لیکن اِس نالایق
محبت کو جو مردُود ہے اور جسے شہوت پرستوں نے محبت الٰہی سمجھا ہے چھوڑ کر
ہم صرف حقیقی محبت کا بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے خدا کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔
اِس میں چند ذکر ہیں۔ پہلا ذکر خدا کی اُس محبت کے بیان میں جو اُس کی طرف سے
ہمارے حق میں ہے۔ ۲ کرنتھی ۱۳-۱۱ میں ہے کہ "خدا محبت اور میل ملاپ کا چشمہ
تمہارے ساتھ ہوگا"۔ یُوحنا ۱ خط ۴-۸ میں ہے کہ "جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو
نہیں جانتا کیونکہ خدا محبت ہے" اِن آیات سے ظاہر ہے کہ محبت ایک صفت ہے
اور اِس صفت کا احوال کلام الٰہی میں یُوں ملتا ہے۔ اوّل کہ یہ نہایت بڑی محبت
ہے۔ افسی ۲-۴ میں ہے کہ "مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اِس بڑی
محبت کے سبب جو اُس نے ہم سے کی"۔ ۲ دائمی ہے۔ صفنیاہ ۳-۱۷ میں ہے
کہ "خداوند تیرا خدا جو تیرے درمیان ہے سو قادر ہے وہی بچا لیگا وہ تیرے
سبب سے شادمان ہوکے خوشی کریگا اپنی محبت کے باعث وہ الزام دینے کے بدلے
خاموش رہیگا"۔ یسعیاہ ۴۹-۱۶ میں ہے کہ "دیکھ میں نے تیری تصویر اپنی ہتھیلیوں
پر کھود دی ہے اور تیری شہرپناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے"۔ ۳ یہ کہ محبت
الٰہی بے لطف نہیں بلکہ اُس میں دلکشی اور فرحت بھی ہے۔ ہوسیع ۱۱-۴ میں ہے
کہ "میں نے اُنہیں انسان کی طرح رسّیوں سے اور محبت کی ڈوریوں سے کھینچا"۔
۴ یہ کہ کوئی چیز ہمیں اُس کی محبت سے جُدا نہیں کر سکتی۔ رومی ۸-۳۹ میں ہے کہ
"نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق ہم کو خدا کی محبت سے جو ہمارے خداوند یسُوع
مسیح میں ہے جُدا کر سکیگی"۔ ۵ یہ کہ بغیر ہماری لیاقت کے یہ محبت اُس کو ہم سے ہے۔
یرمیاہ ۳۱-۳ میں ہے کہ "خداوند قدیم سے مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ میں نے تجھے

ابدی عشق سے تجھے پیار کیا اس لئے میں نے اپنی شفقت تجھ پر بڑھائی"۔ ۶ یہ کہ
اِس صفت الٰہی کا ظہور خاص حضرت مسیح میں ہے وہی اس کا مظہر بھی ہے۔ یُوحنا
۱۵-۹ میں ہے کہ "جیسا باپ نے مجھ سے محبت کی ویسا ہی میں نے تم سے محبت
رکھی تم میری محبت میں قائم رہو"۔ ۱۷-۲۶ "اور میں نے اُنہیں تیرے نام سے
واقف کیا اور کرتا رہونگا تاکہ جو محبت تجھ کو مجھ سے تھی وہ اُن میں ہو اور میں اُن میں
ہوں"۔ ۷ یہ کہ اِس محبت میں خداوند یسُوع مسیح قائم رہتا ہے یعنے وہ اُس کا مسکن
ہے۔ یُوحنا ۱۵-۱۰ میں ہے کہ "اگر تم میرے حکموں پر عمل کروگے تو میری محبت
میں قائم رہوگے جیسا میں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا ہے اور اُس کی محبت
میں قائم ہوں"۔ شاید کوئی کہے کہ یہ محبت الٰہی جس میں ایسی ایسی صفات ہیں
ہم پر کیونکر ظاہر ہوئی جاننا چاہئے کہ چند ایسی باتیں ہیں جن سے دریافت ہوتا
ہے کہ ضرور خدا کی محبت ہماری نسبت اِسی طرح جوش مار رہی ہے۔ اوّل یہ کہ
اُس نے مسیح کو بھیجدیا۔ یُوحنا پہلا خط ۴-۹ میں ہے کہ "جو محبت خدا کو ہم سے
ہے وہ اِس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا تاکہ ہم اُس کے
سبب سے زندہ رہیں"۔ ۲ یہ کہ اُس نے اپنے بیٹے کو نہ صرف بھیجدیا بلکہ ہمارے واسطے
صلیب پر کھنچیدیا۔ یُوحنا پہلا خط ۴-۱۰ میں ہے کہ "محبت اِس میں نہیں کہ ہم نے خدا
سے محبت کی بلکہ اِس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے
کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا"۔ ۳ یہ کہ اُس نے جو ہمیں مُفت نجات عنایت فرمائی
اِس سے اُس کی محبت ظاہر ہوئی ہے۔ ططس ۳-۴،۵ میں ہے کہ "مگر جب ہمارے
منجی خدا کی مہربانی اور انسان کے ساتھ اُس کی اُلفت ظاہر ہوئی تو اُس نے ہم کو
نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت
کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلے سے"۔
۴ یہ کہ اِسی جہان میں اُس نے ہمیں ایک ایسی روحانی زندگی مرحمت کی ہے جس سے ہم
جانتے ہیں کہ خدا ہمیں پیار کرتا ہے کیونکہ ہم پہلے مُردے تھے اب ابدی زندہ ہیں اُس کے

کلام سے ایک نئی زندگی دیکھتے ہیں جو ہم میں پہلے نہ تھی اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف بہت سے مُردے پھرتے ہیں اگر کوئی آدمی اس کا یقین نہ کرے تو ہم سوا اس کے اور کچھ اس کا ثبوت نہیں دے سکتے کہ وہ خود مسیح کے پاس آکر دیکھ لے۔ ۵ یہ کہ اُس نے ہمیں مؤثر بُلاہٹ سے بُلایا یعنی جس آواز سے اُس نے ہمیں پکارا ہے وہ آواز ایسی مؤثر ہے کہ حقیقی طالب اُس کا اثر دل پر دیکھتا ہے اور غیر قوموں کے بھی دل چھد جاتے ہیں اسی واسطے مسیح نے فرمایا کہ میری بھیڑیں میری آواز پہچانتی ہیں۔" ۶ یہ کہ خداوند اپنے لوگوں کو اُن کی غفلت میں اُنہیں تنبیہ دیتا ہے اس سے اُس کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔ عبرانی ۱۲-۶ میں ہے کہ "کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اُس کے کوڑے بھی لگاتا ہے۔" شاید کوئی کہے کہ کافروں پر بھی دکھ اور مصیبت آتی ہے تو کیا خدا اُن کو بھی پیار کرتا ہے جواب یہ ہے کہ بیشک خدا اُن کو بھی پیار کرتا ہے لیکن وہ محسوس نہیں کرتے تاکہ توبہ کر کے ایمان لائیں۔ اگر ان کی یہ غفلت دیر تک رہے اور بار بار تنبیہ پر ہوشیار نہ ہو جائیں تب اُنہیں چھوڑ دیتا ہے پھر وہ اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے۔ یہ اُمور اور ان کے سوا اور دینی اور دُنیاوی نعمتیں اور مددگاریاں اور خبرگیریاں اور حفاظت اور رُبوبیت وغیرہ بھی اُس کی عام محبت کا اقرار کرتے ہیں پس اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا خدا سب سے بڑھ کر ہم سے محبت رکھتا ہے۔ یہاں تین باتیں ظاہر ہوئی ہیں اوّل خدا کو ہم سے محبت ہے۔ دوئم وہ محبت مسیح میں ظاہر ہوئی ہے۔ سوم ہم آپ کو اور جہان کو اُس کی محبت میں گھیرا ہُوا دیکھتے ہیں۔

دُوسرا ذکر مسیح کی ہم سے محبت کے بیان میں۔ اگرچہ یہ وہی محبت ہے جو خدا باپ سے بیان ہو چکی ظاہر ہوئی تو بھی اس کا ظہور چونکہ خاص طور پر ہوا ہے۔ وہ تعلق بس کا اقنوم ثانی یعنے بیٹے سے ہے جو انسان بن کر ہمارے درمیان رہا اور ہمیں پیار کیا ضرور ہے کہ اس کا بھی مختصر بیان کریں اُوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ خدا کی محبت کا مورد خاص خداوند یسوع مسیح ہے اور اُس کی ذات میں اس محبت نے ظہور پایا ہے اگرچہ اس کی شاخیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں لیکن سب کچھ اسی کے وسیلہ سے ہے کیونکہ نزول اُس کے

ساتھ ہے اور اسی سے سب کچھ پیدا ہُوا۔ پر ہم مسیح کی محبت میں خاص کر چار باتیں دیکھتے ہیں اوّل یہ کہ اُس کو خدا سے محبت ہے۔ یوحنا ۱۴-۳۱ میں ہے کہ "لیکن یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دُنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں ایسا ہی کرتا ہوں۔" دوسری یہ کہ اُس کو تمام کلیسیا یعنے اپنی اُمت کے سب لوگوں سے محبت ہے۔ یوحنا ۱۵-۹ میں ہے کہ "جیسے باپ نے مجھ سے محبت رکھی ویسے ہی میں نے تم سے محبت رکھی" افسی ۵-۲۵ میں ہے کہ مسیح نے کلیسیا کو پیار کیا۔ ۳ یہ کہ وہ خاص لوگوں سے جو سچے عیسائی ہیں خاص محبت رکھتا ہے اور نہ صرف محبت بلکہ آپ کو اُن پر ظاہر بھی کرتا ہے یُوحنا ۱۴-۲۱ میں ہے کہ "جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے باپ کا پیارا ہوگا اور میں اُس سے محبت رکھونگا اور اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کرونگا۔" ۴ یہ ہے کہ وہ اپنے دُشمنوں سے بھی محبت رکھتا ہے اور توبہ کی مہلت دیتا ہے۔ لوقا ۲۳-۳۴ میں ہے کہ "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" یہ چار باتیں مسیح کی محبت میں خوب ظاہر ہیں جس قدر اُس نے خدا کو پیار کیا اور اُس کے حکموں سے ذرا اِدھر اُدھر نہ مُڑا اور اُس کی مرضی کا متلاشی رہا جیسا خوشی کے وقت ویسا ہی مصیبت اور دُکھ کے وقت خدا سے محبت اور پیار کرتا رہا ایسا کوئی آدمی دُنیا کی چاروں حدوں میں نظر نہیں آتا کہ خدا کو اس طرح پیار کرے اور اپنی جماعت کو اُس نے ایسا پیار کیا کہ کوئی سچا رسول بھی مشکل کرتا ہے۔ خاص لوگوں کو اُس نے ایسا پیار کیا کہ آسمان پر اُن کو عالی منصب اور زمین پر اُن کا مددگار ہو کر آخری زمانے تک اُن کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا دُشمنوں کو ایسا پیار کیا کہ کسی نے ایسا کر کے نہ دکھلایا۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ یہ کیونکر ہُوا کہ مسیح نے ہمیں ایسا پیار کیا۔ اوّل یہ کہ وہ گم شدوں کو ڈھونڈتا پھرا۔ لوقا ۱۹-۱۰ میں ہے کہ "کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔" دوم یہ کہ اُس نے اپنی جان ہماری خاطر دیدی۔ یوحنا ۱۵-۱۳ میں ہے کہ "اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دیدے۔" سوم یہ کہ ہمارے گناہوں کو اپنے خون سے دھو ڈالا ہے۔ مکاشفات ۱-۵ میں ہے کہ "جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور جس نے اپنے

خون کے وسیلے سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی"۔ چہارم یہ کہ وہ ہمارے لئے جو بیکس اور بے بس تھے آسمان پر سفارش کرتا ہے۔ عبرانی ۷-۲۵ میں ہے "اسی لئے جو اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے"۔ پنجم یہ کہ اگرچہ خود آسمان پر چلا گیا لیکن ہماری تسلی کے لئے ایک تسلی دینے والے یعنی روح القدس کا وعدہ کیا۔ یوحنا ۱۵-۲۶ میں ہے کہ "لیکن جب وہ مددگار آئیگا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا"۔ مگر اس مسیحی محبت کی بھی چند صفتیں ہیں اوّل یہ کہ یہ محبت دلوں کو کھینچتی ہے ۲ کرنتھی ۵-۱۴ میں ہے "کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے مؤا تو سب مر گئے"۔ دوم یہ کہ یہ محبت بے تبدیل ہے۔ یوحنا ۱۳-۱ میں ہے کہ "تو اپنے اُن لوگوں سے جو دُنیا میں تھے جیسی محبت رکھتا تھا آخر تک محبت رکھتا رہا"۔ سوم یہ کہ یہ محبت جدا ہونے والی نہیں ہے۔ رومی ۸-۳۵ "کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کریگا۔ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار"۔ چہارم یہ کہ محبت مقدسوں کی نسبت روز بروز ترقی پر ہے یہاں تک کہ ابدالآباد اس کے سایہ میں رہیں لیکن بے ایمانوں کی نسبت اگرچہ اس جہان میں یہ محبت اُنکو پکارتی ہے کہ مجھ میں آؤ لیکن ایک ایسا وقت آئے گا کہ اگر وہ اس محبت کو قبول نہ کریں تو یہ محبت اُن کی طرف سے منہ موڑ کر پھر اُن کی طرف توجہ نہ کرے گی اور یہی مسیح جو اِس وقت محبت سے بُلاتا ہے اُس وقت اُن کے حق میں جو قبول نہیں کرتے قہر الٰہی ہو کر اُن کے سامنے ہو جاویگا۔ یہاں تک خدا کی محبت اور مسیح کی محبت مختصر طور پر بیان ہوئی۔ ان باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اوّل خدا سے محبت نکلی نہ ہمارے کسی استحقاق کے باعث بلکہ صفت اُس سے صادر ہوئی اور مسیح میں اُس نے ظہور

پکڑ کر چاروں طرف اپنا ظہور دکھلا دیا۔ اب اگر ہم مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے وسیلہ خدا کی محبت سے ہم نے کچھ حصہ پایا ہے تو ضرور ہے کہ ہمارے اندر بھی یہ محبت اسی طرح ظہور پائے جیسی مسیح میں ظاہر ہوتی ہے۔ یوحنا ۱۳-۳۴ میں ہے کہ "میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو"۔ اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں بھی محبت کرنے کا حکم لکھا ہے مگر مسیح نے فرمایا کہ "میں نیا حکم دیتا ہوں" اور بیشک یہ نیا حکم ہے کیونکہ اگلوں پر اس طرح کی محبت کرنا ظاہر کبھی نہ ہوا تھا کیا اس محبت کی صورت اور اگلوں کی محبت کی شکل یکساں ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بڑا حکم بڑی ترقی کے ساتھ ظاہر ہوا ہے اگلے لوگ دشمنوں سے دشمنی کرتے تھے اور انسان کی طبیعت کا میلان بھی یہی ہے لیکن اس آسمانی محبت میں دشمنوں سے دوستی کرنے کا حکم ہے۔ اگرچہ اگلے زمانے کے لوگ بھی انسانیت کے اقتضا سے باہم کچھ نہ کچھ محبت کرتے تھے لیکن ایک مکمل صورت نہ تھی۔ یہ آسمانی محبت آسمانی طاقت سے حضرت مسیح کے وسیلہ ہمارے اندر آتی ہے اس لئے اگلی محبت اور اِس میں بہت بڑا فرق ہے وہ ایک طرح کا مبادلہ سمجھا یہ صفت کی جاتی ہے وہ انسانی اقتضا کا نتیجہ تھا اور یہ الٰہی منشا کا ثمرہ ہے۔ اگر کوئی آدمی اس نئے حکم پر عمل کرنا چاہے تو خیال کرے کہ میں مسیح کی مانند چار طرف پیار کے دروازے کھولے رکھتا ہوں یا نہیں یعنی خدا سے کلیسیا سے خواص سے عوام سے میری محبت ہے یا نہیں اور یہ محبت اسی غرض سے ہے کہ جس غرض سے خدا باپ نے اس کا ظہور کیا یا کوئی اور غرض ہے اگر وہی غرض اور اسی طور پر یہ ہے تو نئے حکم پر عمل ہے ورنہ وہی عقلی اور دنیاوی انسانی محبت ہے جو پرانے چیتھڑے ہیں اور کسی کام کی نہیں ہے۔ پس خدا سے برتر ہم کس طرح محبت رکھیں متی ۲۲-۷ میں ہے کہ "یسوع نے اُسے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ پہلا اور بڑا حکم یہی ہے"۔ اس جہان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ اُن میں محبت الٰہی نہیں ہوتی وہ اپنے دل سے فریب خوردہ ہوتے ہیں پس جاننا چاہئے کہ جس میں خدا کی محبت ہے اس میں یہ علامات ہوتے ہیں

اوّل خوشی ۵ زبور ۱۱ میں ہے کہ "تب وہ سب جو تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں خوش رہیں گے۔" کیا خدا کے کلام کے سُننے اور پڑھنے اور دُعا کرنے میں ہم خوشحال رہتے ہیں یا تنگ دل۔ دوسری علامت دلیری ہے جو کوئی خدا کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے وہ دلیر ہوتا ہے کسی آدمی اور چیز سے اور کسی نقصان سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ قادرِ مطلق کا دوست ہے۔ ۱ یوحنا ۴-۱۸ میں ہے کہ "محبت میں خوف نہیں ہوتا بلکہ کامل محبت خوف کو دُور کر دیتی ہے کیونکہ خوف سے عذاب ہوتا ہے اور کوئی خوف کرنے والا محبت میں کامل نہیں ہوا۔" دیکھو اس ملک کے لوگ جاہلوں کے لعن طعن سے ڈرتے ہیں کیونکہ اُن میں خدا کی محبت نہیں ہے۔ ۳ علامت گناہ سے نفرت چونکہ خدا قدوس ہے اس لئے گناہ سے نفرت رکھتا ہے پس اگر کوئی اُس کا دوست بننا چاہے تو پہلے گناہ کو چھوڑ دے ورنہ اُس کی درگاہ میں دخل نہ پائیگا۔ ۹۷ زبور ۱۰ میں ہے کہ "تم جو خدا کے چاہنے والے ہو بدی سے کینہ رکھو وہ اپنے مقدسوں کی جانوں کا نگہبان ہے وہی اُن کو شریروں کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے۔" ۴ علامت خدا کی فرمانبرداری ہے کیونکہ محبت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں اپنے دوست کا حکم نہ مانوں۔ یوحنا ۱ خط ۵-۳ میں ہے کہ "خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں اور اس کے حکم سخت نہیں"۔ ہر ایک آدمی جب تک ان چار باتوں کو اپنے اندر نہ دیکھے ہرگز خیال نہ کرے کہ مجھ میں خدا کی محبت ہے۔ دوسری حضرت مسیح کی محبت ہے جیسی خدا کی محبت ہم پر فرض ہے ویسی ہی مسیح کی محبت بھی ہر فرد بشر پر واجب اور فرض ہے کیونکہ وہ محبت الٰہی کا مہبط ہے کوئی آدمی اُس سے جُدا ہو کر خدا سے محبت ہرگز نہیں کر سکتا اُس نے ہم سے محبت کی کہ ہم اُس سے محبت کریں جیسی خدا نے اُس سے محبت کی۔ ویسی اس نے خدا سے محبت کی بعضے لوگ اُس سے بالکل محبت نہیں رکھتے وہ لوگ حقیقت میں خدا سے محبت نہیں رکھتے نہ خدا اُن سے راضی ہوگا۔ بعضے لوگ اُس کے ساتھ جسمانی طور پر محبت رکھتے ہیں مثلاً اُس کی تصویر کا عشق یا اُس کے نام کی تسبیح یا اُس کی صلیب کی تصویر گلے میں لٹکانی یا اُس کے بعض تبرکات کو غیر مناسب پیار کرنا مگر یہ سب بُت پرستی کے اجزا ہیں اور مسیح نے بھی اِن باتوں کو ناپسند فرمایا ہے لوقا ۱۱-۲۷ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا

مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تُو رہا اور وہ چھاتیاں جو تُو نے چوسیں عیسیٰ نے جواب دیا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سُنتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں"۔ مسیح کی محبت کے یہ نشان ہیں پہلا نشان مسیح کو رُوح میں تلاش کرنا کیونکہ اگر ہم اُس کے ہیں تو وہ ہم میں بستا ہے۔ غزل الغزلات کے ۳-۲ میں اس مضمون کا ذکر ہے۔ ۲ نشان اپنی صلیب اُٹھا کے اُس کی پیروی کرنا یعنی ایسی پیروی کرنا کہ اگر اُس کے لئے جان بھی جائے تو منظور ہو۔ متی ۱۰-۳۸ میں ہے کہ "اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے وہ میرے لائق نہیں۔ ۳ نشان تمام چیزوں سے زیادہ اُس کو پیار کرنا۔ متی ۱۰-۳۷ میں ہے کہ "جو کوئی ماں یا باپ کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں"۔ ۴ نشان مسیح کی خدمت کرنا اور اُس کی خدمت یوں ہے کہ اُس کے لوگوں کی خدمت کی جائے۔ متی ۲۵-۴۰ میں ہے کہ "تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا اِس لئے میرے ہی ساتھ کیا"۔ ۵ نشان اُس کے حکم کو بے کم و کاست بجا لانا۔ یوحنا ۱۴-۱۵ میں ہے کہ "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو"۔ پس یہ پانچ نشان مسیح کی محبت کے ہیں جس میں یہ نہیں ہیں اُس میں مسیح کی محبت نہیں اور جس میں مسیح کی محبت نہیں اُس میں خدا کی محبت نہیں۔ پھر دیکھو مسیح نے دُنیا کے لوگوں سے تین طرح کی محبت کی ہے عام کلیسیا سے اور خاص مقدسوں سے اور اپنے دُشمنوں سے بھی اُس طرح اگر وہ آسمانی محبت ہم میں ہے تو ہم بھی اسی طرح کریں اور مسیح اور خدا نے ہم سے اس لئے محبت کی ہے کہ ہماری جان بچ جائے پس اسی رعایت سے ہم پر بھی محبت کرنا فرض ہے اوّل تمام جماعت سے۔ گلاتی ۶-۱۰ میں ہے کہ "سب کے ساتھ نیکی کریں خاصکر اہل ایمان کے ساتھ"۔ دوئم خادمان دین سے جو مسیح کی طرف سے جماعتوں کا بندوبست اور کلام کی خدمت اور بھائیوں کی خدمت کے لئے مقرر ہیں جن کو خدا کی روح نے اِس عہدے کے لئے چن لیا ہے جنہوں نے خدا کے لوگوں سے اِس منصب کی عزت پائی ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے نائب ہو کر خدا کا کلام سُنائیں اور دُنیا کے سامنے نمونہ دیں۔

کراسی میں اپنی عمر تمام کریں تم اُن سے محبت کرو دیکھو خدا نے اور مسیح نے اُن سے محبت کی ہے کہ یہ عہدہ بخشا ہے ۱تسلونیقی ۵۔۱۳ میں ہے کہ "اور اُن کے کام کے سبب محبت سے اُن کی بڑی عزت کرو اور آپس میں میل ملاپ رکھو"۔ سیوم مقدسوں سے محبت رکھو یعنی اُن آدمیوں سے جو خدا کی جماعت میں ایماندار ہیں اور نیکی کے کام کیا کرتے ہیں اور کلام کے مطیع اور فرمانبردار رہتے ہیں ۱پطرس ۲۔۱۷ میں ہے کہ "سب کی عزت کرو برادری سے محبت رکھو خدا سے ڈرو بادشاہ کی عزت کرو"۔ چہارم ہر کسی سے محبت رکھو اور دشمنوں کو بھی پیار کرو کیونکہ ہم خدا کے دشمن تھے اُس نے ہم کو پیار کیا اور مفت ہمارے لئے حضرت مسیح کو بھیجا۔ متی ۵۔۴۴ میں ہے کہ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو"۔ یہ اُس آسمانی محبت کی تاثیر ہے جس کو مسیح نے ظاہر کیا۔ اب یہ جان لینا چاہئے کہ پیار کس طرح کیا جاتا ہے۔ پیار صرف زبانی نہیں ہوتا بلکہ عمل اور خدمت سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً کسی کے دُکھ درد کے شریک ہونا اور اس کی خوشی میں خوش اور غم میں غمزدہ ہونا۔ اُن کی خطاؤں کو بخشنا۔ کمال خاکساری اور فروتنی سے اُن کی ایذا کو صبر کے ساتھ برداشت کرنا اور ہمدردی کے ساتھ ملامت بھی کرنا بھوکوں کو کھانا دینا ننگوں کو کپڑے پہنانا پیاسوں کو پانی پلانا بیماروں کی خبر لینا مسافروں کو مکان میں اُتارنا میٹھی زبان سے باتیں کرنا لیکن نہ اپنی تعریف اور شہرت کی غرض سے بلکہ سب کچھ محض خدا کی خاطر اور خوشنودی کے لئے کرنا کیونکہ خدا نے ہم سے بے ریا محبت کی ہے اور ہم بھی یہ سب کچھ اُسی کے جلال اور بزرگی کے لئے کریں تب ہم اُس آسمانی محبت سے حصہ پائینگے ورنہ ہرگز نہیں۔ خداوند تعالیٰ ہم پر اور سب ناظرین پر اپنا فضل کرے کہ اس محبت میں حصہ لیکر اپنے اندر اس کا اثر دیکھیں خداوند مسیح کے فضل سے آمین۔ فقط

رسالہ دوازدہم

خدا کی بزرگی اور جلال کے بیان میں

اگر انسان خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو کر دیکھے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح سے اور اُس کے لوگوں سے اور اُس کے کلام مقدس سے جس قدر خدائے بزرگ کا جلال اور اُس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے کسی اور کے کلام سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتی ہے اور نہ کوئی شخص اور مذہب اس کو ظاہر کر سکتا ہے اور یہ بھی ایک کامل روحانی دلیل ہے اِس بات پر کہ ضرور یہ دین خدا ہی کی طرف سے ہے۔ علاوہ کلام الٰہی کے کیا عقل بھی اِس بات پر گواہی نہیں دیتی کہ ہم سب اُس کے بندے ہیں لہذا اپنے خالق اور مالک کی تعظیم اور بزرگی ظاہر کرنا ہم پر فرض ہے جس کی حکمت کے آگے تمام حکماء کی حکمت ہیچ ہے اور جو اپنی قدرت کاملہ سے تمام دُنیا اور مافیہا کو کتم عدم سے عرصہ وجود میں لایا اور جس نے اپنے فضل و کرم سے انواع و اقسام کی چیزیں ہمارے آرام اور بقا کے لئے پیدا کیں اور جس نے اتنی بڑی زمین کو بغیر سہارے کے کھڑا کر دیا ہے اور اجرام سماوی کو باہمہ شان و شوکت بکھیر دیا ہے اور جس کا علم اتنا وسیع ہے کہ ذرہ سے لیکر آفتاب تک اور تمام جہان کی ہر چیز کو احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا ہم ایسے بڑے خالق اور مالک کی تعظیم اور بزرگی بیان نہ کریں اور اُسی کی حمد و ثنا کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس کا جلال ظاہر نہ کریں۔ ضرور ہمارا فرض ہے کہ ہمیشہ جب تک جیتے ہیں اس جہان میں شکر گذاری کے ساتھ اُس کے کاموں کو دیکھ کر اُس کے فضل اور حکمت اور قدرت کی تعریف سے اپنی ناپاک زبان کو پاکیزگی دیا کریں اور اپنی بہتری کے لئے یہ سچا قاعدہ پیش نظر رکھیں کہ جو تعلیم اور جو علم ہمارے ایسے خالق اور مالک کی بزرگی اور جلال کو کماحقہ تسلیم نہ کرے اُس سے نفرت اور پرہیز

کریں لیکن جو کلام اور تعلیم اور جو معلم سب سے زیادہ اور عقل سے بھی بالا بزرگی اور جلال کے ساتھ اُس کی قدرت اور شوکت کا اظہار کرے اُس کو تلاش کرکے اپنی آخرت کا ذخیرہ پیدا کریں۔ دیکھو اس نیک اور ضروری قاعدہ کے مطابق تمام جھوٹے مذہب اور باطل تعلیمیں رد ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر انسان صحیح عقل اور صاف دل سے اور اُس کی بزرگی کی رعایت سے دُنیا کے سب مذہبوں کو ملاحظہ کرے تو سوائے کلام الٰہی کے یعنی بائبل کے دوسری تعلیم ایسی نہ پائیگا جس سے خدا کا جلال اور اُس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہو۔ اہل ہنود کے مذہب کی طرف دیکھو کہ انہوں نے گنہگار آدمیوں کو جن کے چال چلن بھی اچھے نہ تھے خدا کے اوتار مان لیا اور وہ بدیاں جو انہوں نے دُنیا میں کیں اُن کو خدا پر جا ٹھہرایا اُسکے حکم اور اصنام پرستی اور اشجار پرستی اور پانی پرستی اور زر پرستی سے اُس کے نام کی عزت دوسروں کو دی اور اُس کے کلام سے دُور جا کر اپنے شاعروں اور راجوں کی تصانیف کو کلام الٰہی سمجھ کر خدا کا کلام بنا لیا اور اُن کی تعظیم کی اور طرح طرح کی بدکاریاں کرنا اُس کے حکم سے بتایا اور اُس کے نام کی حقارت کی بعض نے اُس کی صفات کا انکار کیا اور بعض نے باوجود اقرار کے مخلوقات کو اپنا خالق سمجھ لیا اور سزا کے لائق ہوئے اہل اسلام کی طرف۔ دیکھو جو کہتے ہیں نیکی اور بدی خدا کی طرف سے ہے اُس کی بزرگی اور جلال کو داغ لگاتے اور اُس کو بدی کا بانی بتلاتے وہ جو نیکی کا منبع ہے اُسی کو معاون شر بھی کہتے ہیں اور آپ پاک بنتے ہیں۔ حالانکہ پاکیزگی صرف اُسی کی ذات کا خاصہ ہے نہ اُن کے اماموں اور ولیوں کی لیکن وہ لوگ بلا دلیل خدا کو بانی شر اور اپنے بزرگوں کو اس سے معصوم جان کر اُس مبارک خدا سے برتر کی قدوسیت پر عیب لگاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جب انسان سے اُس قسم کے ناکردنی اور ناشائستہ افعال سرزد ہوتے ہیں جن کی معقول وجہ وہ نہیں بتلا سکتا ہے تب وہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اور اس طرح خدا کو وہ بانی شر بتلاتا ہے علاوہ ان کے یہ دو فرقے یعنی ہندو مسلمان اور ان کے سوا اور وہ سب فرقے جو انسان کی نجات اُس کے افعال پر موقوف رکھتے ہیں وہ بھی اُس کی تعظیم میں بٹہ لگاتے ہیں اور اپنے گندے اور ناپاک کاموں کو جو حقیقت میں

ناقص ہیں اس لائق جانتے ہیں کہ اُس کی پاک و کامل نجات کو اُس کے مبادلہ میں حاصل کرینگے۔ لامذہبوں کو دیکھو کہ وہ حقیقت ہی کے منکر ہیں اُن کے نزدیک کچھ حق اور درست ہی نہیں اور خدا کے کاموں کو لغو اور بے حکمت جانتے ہیں یہ بھی اُس کی ذات پر عیب لگاتے ہیں۔ ہمہ اوست والوں کو دیکھو کہ کیسے سرکش اور باغی ہو گئے کہ خدا کی عزت اور جلال کو نہ جانا بلکہ ہر ایک چیز کو وہ عزت اور بزرگی جو اُسی کے لائق تھی دے بیٹھے۔ عقل پرستوں کو دیکھو کہ الہام کے منکر ہو کر اُس کی ہدایت اور رہنمائی کو ناچیز جانا اپنی ناقص عقل کو جو ناپاک اور بد دل کے ساتھ اُن کے اندر ہے ایسی عزت اور بزرگی دی کہ گویا وہ آپ اپنے خالق کی ہدایت کی حاجت ہی نہیں رکھتے اسی طرح تمام باطل مذہب اور بُری چال کے چلنے والے اُس کی ذات پاک پر عیب لگاتے ہیں اگرچہ وہ عمداً اور بگمان خود یہ کام نہ کریں پر اُن کی تعلیم ایسی ایسی باتوں سے یہ نقصان پیدا کر رہی ہے اور وہ اُن پر غور نہیں کرتے اور یہ بھی بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ اُن کا طریقہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اب بائبل کی طرف دیکھو کہ اُس سے خدا کا کیسا عالیشان جلال ظاہر ہوتا ہے یسعیاہ ۶۔ ۳ میں لکھا ہے کہ "اور ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے اور ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے" یعنی تمام جہان میں اُس کا جلال ظاہر ہے اگرچہ بد دین لوگ بُرا کام کرکے اُس کے جلال کے برخلاف اور اُس کے سامنے گستاخی کرتے ہیں تو بھی اُس کا حلم اور تحمل و بُردباری اور توبہ کی مہلت دینے کے لئے اُس کا چُپ چاپ رہنا اُس کا جلال ظاہر کرتا ہے۔ پانچ باتوں کا ذکر کلام اللہ میں پایا جاتا ہے جن سے اُس کی بزرگی اور جلال ظاہر ہے۔ اوّل۔ اُس کے نام سے اُس کا جلال ظاہر ہے کیونکہ اُس کا نام دبدبہ اور شوکت والا اور خوف اور اُمید والا ہے اور وہ اُن سب صفتوں کو دکھلاتا ہے۔ استثناء ۲۸۔ ۵۸ میں ہے کہ "اگر تو دھیان رکھ کے اُس کی شریعت کی سب باتوں پر جو اس کتاب میں لکھی ہیں عمل نہ کریگا کہ اُس کے جلالی اور مہیب نام یہوواہ اپنے خدا سے نہ ڈرے۔ تب خدا تیری آفتیں اور تیری اولاد کی آفتیں عجب طرح سے بڑھا دیگا"۔ پس اے بھائیو خداوند کا نام بڑا بزرگ اور جلال کا نام ہے مناسب ہے

کہ جب ہم اس کا نام لیویں تو اُسی وقت اُس کے رُعب و داب سے ہمارے دل لرزاں ہو جائیں کیونکہ وہ سارے ناموں سے بلند اور بالا اور قوی تر ہے لوگوں نے کثرتِ استعمال کے سبب اس پاک نام کی تعظیم چھوڑ دی ہے ہر وقت کا تکیہ کلام کر کے کچھ اُس کا خوف اور دبدبہ دلوں میں نہیں رہنے دیتے بلکہ لوگ اکثر اُس کے نام کی قسمیں کھایا کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کس کے نام کی بے عزتی کرتے ہیں۔ راقم جب خداوند مسیح کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا اُس وقت ایک محمدی عالم سے سُنا تھا کہ خداوند کے نام کی تعظیم جیسی عیسائی لوگ کرتے ہیں ایسی دُنیا میں کوئی نہیں کرتا لیکن اب مجھ پر اُس عالم کی بات کا بھید ظاہر ہوا کہ اُس نے سچ کہا تھا۔ نحمیاہ ۹-۵ میں ہے کہ "کھڑے ہو جاؤ اور خداوند اپنے خدا کو ابدالآباد مبارک کہو بلکہ تیرا جلالی نام مبارک ہووے جو ساری مبارکبادی اور حمد سے بالا ہے" چونکہ اس کا نام جلالی ہے اس لئے خروج ۲۰-۷ میں ہمیں حکم دیا ہے کہ "تو خداوند اپنے خدا کا نام بیفائدہ مت لے کیونکہ جو اس کا نام بیفائدہ لیتا ہے خداوند اُسے بے گناہ نہ ٹھہراوے گا"۔ چند آیتوں سے ظاہر ہے کہ خدا نے اپنے پاک نام کو رعب کے طور پر کئی جگہ بیان کیا ہے۔ خروج ۶-۲ میں ہے کہ "پھر خدا نے موسیٰ کو فرمایا اور کہا میں خداوند ہوں"۔ اور یہی حقیقی لفظ خروج ۳-۱۴ میں ہے کہ "میں وہ ہوں جو میں ہوں اور اُس نے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہیو کہ وہ جو ہے اُس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے" دیکھو کلام اللہ میں یہ نام رعب کے ساتھ مذکور ہوا ہے چاہیئے جہاں یہ نام مذکور ہو ڈر اور خوف اور دہشت اور اُمید کے ساتھ اُس پر توجہ کریں ورنہ نام کی بے عزتی کے باعث سزا کے لائق ہو جائیں گے جو لوگ ایسا نہیں کرتے بغاوت اور شیطان کا تخم اُن کے دلوں میں موجود رہتا ہے۔ بعض محمدی حدیثوں میں لکھا ہے کہ محمد صاحب کا نام پاک جگہ میں لینا مگر خدا کا نام جہاں چاہو لو کچھ ڈر نہیں ہے دیکھو یہ کیسی بُری بات ہے۔ دوم اُس کی عظمت سے اُس کا جلال ظاہر ہے۔ ایوب ۳۷-۲۲ میں ہے کہ "اور سمت شمال سے سونے کی سی تجلی آتی ہے خدا کا ہیبت ناک جلال ہے قادر مطلق جو ہے ہم اُس کے بھید تک پہنچ نہیں سکتے اُس کی قدرت اور عدالت عظیم ہیں اور اس کا انصاف بھی فراواں ہے وہ تصدیع نہیں دیتا"۔ یعنی اُس

کی بڑائی جو اُس کی ذات کا خاصہ ہے اُس کی بزرگی اور جلال کو ظاہر کرتی ہے۔ ۹۳ زبور ۱ میں ہے کہ "خداوند سلطنت کرتا ہے وہ شوکت کا خلعت پہنے ہوئے ہے اس نے اپنی کمر قوت سے کسی اس لئے جہان قائم ہے کہ وہ ٹلتا نہیں"۔ ۱۰۴ زبور ۱ میں ہے کہ "اے میری جان خداوند کو مبارک کہہ اے خداوند میرے خدا تو نہایت بزرگ ہے تو حشمت اور جلال کا لباس پہنے ہوئے ہے"۔ سیوم خداوند کا جلال اُس کے کاموں سے ظاہر ہے یعنی جو کام اُس نے کئے یا جو کام لوگوں سے کئے اور خدا نے اُن کے کاموں کی نسبت اُن سے کوئی معاملہ برتا اُن سب سے اُس کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہے۔ ۱۹ زبور ۱ میں ہے کہ "آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اُس کی دستکاری دکھلاتی ہے"۔ ۱۱۱ زبور ۳ میں ہے کہ "اُس کا کام جاہ و جلال ہے اُس کی صداقت ابد تک قائم ہے اُس کی قدرت اُس کا جلال ظاہر کرتی ہے"۔ خروج ۱۵-۱ میں ہے کہ "میں خداوند کی حمد گاؤں گا کیونکہ اُس نے بڑے جلال سے اپنے تئیں ظاہر کیا کہ اُس نے گھوڑے کو اُس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا"۔ آیت ۶ میں ہے کہ "اے خداوند تیرا دہنا ہاتھ قدرت میں مشہور ہوا ہے اے خداوند تیرے دہنے ہاتھ نے بیریوں کو چور چور کیا"۔ ۴ اُس کی صفتوں سے اور اُن کی تاثیروں سے اُس کا جلال ظاہر ہے رسولوں سے اور نبیوں اور مقدسوں سے اور پیشگوئیوں سے اور معجزات سے اُس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ تجسم خداوند عیسیٰ مسیح سے اُس کے جلال نے ظہور پایا یوحنا رسول نے اپنی انجیل کے ۱-۱۴ میں یوں ذکر کیا ہے اور مسیح کی نسبت یوں لکھا ہے کہ "کلام (یعنی خداوند یسوع جو ازل سے باپ کے ساتھ تھا) مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اکلوتے بیٹے کا جلال"۔ ۲ قرنتی ۴-۶ میں ہے کہ "اس لئے کہ خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو"۔ عبرانی ۱-۳ میں

ہے کہ "وہ اُس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت
کے کلام سے سنبھالتا ہے وہ گناہوں کو دھو کر عالمِ بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا"
پس یہ پانچ باتیں ہیں جن سے اُس کا جلال ظاہر ہے اور کوئی بات اِن سے باہر نہیں
ہے یعنی اُس کا نام اُس کا کلام اُس کی عظمت اور قدرت اُس کی صفات اور خداوند
یسوع مسیح۔ چند مضمون اس الٰہی جلال کے متعلق ہیں۔ اول آنکہ اُس کا یہ جلال ابدی
اور ازلی ہے۔ ۱۰۴ زبور ۳۱ میں ہے کہ "خداوند کا جلال ابدی ہے خداوند اپنی صنعتوں
سے خوش ہے"۔ دوم آنکہ یہ جلال مستغنی اور بے پرواہ ہے۔ افسی ۳-۱۶ میں ہے کہ
"وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کی رُوح سے اپنی باطنی
انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ" یعنے تمہارے کاموں کے سبب اور نہ کسی استحقاق
کے باعث بلکہ صرف اپنے جلال کے موافق یہ بخشش۔ سیوم آنکہ خداوند اپنے جلال میں
غیور ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ جلال جو اُس کی ذات پاک کا خاصہ ہے کوئی دوسرا اس
میں دست اندازی کرے اسی جلال میں شیطان نے دست اندازی کی تھی وہ ملعون
ہو گیا اسی جلال میں بُت پرستوں اور بے ایمانوں نے خلل ڈالا ہے کہ وہ جہنم کے سزاوار
ہوئے اِس دینداری کا یہی بھید ہے اور دُنیا اِس سے ناواقف ہے جس پر یہ جلال کا
بھید کھل جاتا ہے وہی دیندار ہوتا ہے۔ یسعیاہ ۴۲-۸ میں ہے کہ "یہوواہ میں ہوں یہ
میرا نام ہے اور اپنی شوکت دوسرے کو نہ دُونگا اور وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی
ہے کھودی ہوئی مورتوں کے لئے ہونے نہ دُونگا" یہاں سے ظاہر ہے کہ خدا اپنا جلال کسی
دوسرے کو دینا نہیں چاہتا پس جو لوگ اُس کا جلال دوسری چیزوں کے لئے عمداً یا
غلطی میں پڑ کر یا کسی کے بہکانے سے دیتے ہیں وہی سب کے سب خدا کے دشمن اور باغی
ہیں مثلاً معبود ہونا اسی صاحب جلال کو لائق ہے اگر کوئی آدمی بُت پرستی یا قبر پرستی
کرے خواہ مراقبہ سے یا تعظیم سے یا کوئی شخص فنا فی الشیخ یا فنا فی الرسول ہونے بیٹھے
وہ خدا کا جلال دوسروں کو دیتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے باغی ہو کر بھاگا ہے ضرور وہ غارت
ہو جاویگا جب تک وہ توبہ نہ کرے اور حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اقرار نہ کرے دوسرے یہ

کہ وہی قادرِ مطلق قابلِ بھروسہ ہے جس کا ایسا جلال ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی طاقت یا
اپنی بزرگی کی طاقت یا رشتہ دار بھائیوں کی طاقت یا کسی پیر فقیر کی طاقت اور جھوٹے
مذہب پر بھروسہ رکھے یا امیروں کا بھروسہ دل میں آنے دے ضرور خدا کا غضب اُس پر
ہوگا کہ اُس نے خدا کا جلال دوسروں کو دیا۔ سوم یہ کہ اُسی خدا کی محبت اور پیار سب سے
زیادہ دل میں رکھنا لایق ہے کیونکہ وہ صاحب جلال ہے اور اگر کوئی آدمی دُنیا کی چیزوں
کو زیادہ پیار کرے اور دُنیا کے خوف سے اُس کی خدمت میں حاضر ہووے تو اُس نے بھی
خدا کا جلال دوسری چیزوں کو دیا علیٰ ہذا القیاس اسی جلال سے انحراف کرنے کے باعث
ہر ایک گناہ موجود ہوتا ہے اور سب طرح کی برکتیں اور نعمتیں اسی جلال سے عنایت ہوتی
ہیں تمام مقدس اسی کے شوق میں سوختہ اور اسی کی بڑائی سے فضل کی بلندی پر جا پہنچے۔
۶۳ زبور ۱ میں ہے کہ "اے خدا تو میرا خدا ہے میں تڑکے تجھے ڈھونڈونگا میری جان تیری
پیاسی ہے اور میرا جسم خشک اور دھوپ کی جلی ہوئی زمین میں جہاں پانی نہیں تیرا مشتاق
ہے تاکہ تیری قدرت اور تیری حشمت کو دیکھے جیسا کہ میں نے بیت قدس میں دیکھا ہے"۔
۹۰ زبور ۱۶ میں ہے کہ "اپنے کام اپنے بندوں کو اور اپنی شوکت اُن کے فرزندوں کو دکھلا"۔
چہارم آنکہ کلیسیا یعنی خدا کے لوگوں کی جماعت اسی الٰہی جلال سے روشن ہے یسعیاہ ۶۰-۱
و ۲ میں ہے کہ "اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا
دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اُس کا جلال
تجھ پر نمودار ہوگا"۔ پنجم آنکہ یہی جلال ایک وقت میں خاص طور پر ظاہر ہونے والا ہے کہ
تمام زمین اس سے بھر جائیگی جب خداوند عیسیٰ مسیح آئے۔ حبقوق ۲-۱۴ میں ہے کہ "کیونکہ
جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہے اسی طرح زمین خداوند کے جلال کی شناسائی سے
معمور ہوگی"۔ ششم یہ کہ یہ الٰہی جلال بعضے وقت اسی جہان میں بعضے بندوں پر ظاہر ہوا ہے
مثلاً موسیٰ پر اور بعض انبیاء پر اور مسیح کے عہد میں حواریوں پر اور ایک بڑی بھیڑ پر کوئی
شخص ایسا نہیں ہے کہ اُس کا حقیقی جلال دیکھ سکے ہاں اُس کی تجلی دیکھ سکتے ہیں لیکن
آخری وقت میں جب مسیح آئیگا اور اُس جلال کے دیکھنے کے لائق بنائے تو دیکھینگے۔ ہمارے

خداوند یسوع مسیح کا جلال اس جہان میں ظاہر ہوا ہے اور ہم اس کے بندے اور اس کے لوگ ایسے جلال کے ظاہر کرنے کو مامور ہیں اگر کوئی آدمی اپنی نجات چاہے وہ ہمارے خداوند کے جلال ظاہر کرنے میں سعی کرے اور جناب مسیح کے جلال کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ دیکھو جناب مسیح کا جلال اس سے ظاہر ہے کہ وہ خدا بھی تھا اس نے ہمارے بچانے کو انسانیت کا جامہ پہنا۔ اور وہ خدا کا بیٹا بھی تھا جو ازل میں باپ سے مولود ہے پھر وہ باپ کے ساتھ ایک خدا بھی ہے خداوندوں کا خداوند وہ ہے خدا کی ماہیت کا نقش وہ ہی ہے خالق ہے اور وہ ہی مبارک ہے ہر شئی کا وسیلہ وہی ہے پیغمبر اور سردار کاہن بھی وہی ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور حاکموں کا حاکم اور اُمت کا چوپان اور کلیسیا کا سردار اور اُس کی بنیاد بھی وہ ہی ہے سچائی اور سچا نور اور سچی راہ اور حقیقی زندگی بھی وہی ہے یہ سب صفتیں اُس کے کلام میں مذکور ہیں جن سے اُس کا جلال ظاہر ہے اور یہ زمین آسمان اور تمام انبیاء اور رسول اور سب عبادات اور سب دین کے معاملات اور آدمی اُس کے ناقص نمونے تھے اُسی کا ظہور روز اول سے آخر تک سب یہ سب مقاموں میں بھی اُس کا جلال دکھلاتے ہیں اس کے سوا اس کی پاک گفتگو اور اس کے سب کام اور اس جہان کی زندگی سب کے سب اُس کا جلال ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی جفاکشی اور ایذا کی برداشت اور مر کے جی اٹھنا اور آدمیوں کو بچانا اُس کا کامل جلال دکھلاتے ہیں۔ اُس کی رحمت اور مہربانی جو اُس نے ہم پر کی ہے اور ہم جو غیر قوموں میں سے ہیں اور خدا کی رحمت سے دُور تھے اُسی نے اپنے اس عالی جلال سے ہمیں بلایا اس جہان میں ہماری روحیں خوش ہو کر اس کا جلال ظاہر کرتی ہیں اور آیندہ جہان میں سب جلال اُسی کا ہے۔ پس اے بھائیو آؤ ہم سب خدا کا جلال ظاہر کریں اور اپنے ہر کام میں اُس کا جلال دریافت کریں اپنے ہر خیال میں اُس کے جلال کو دیکھیں تاکہ اس کے حقیقی بندے اور دوست بن جائیں مگر یہ جلال الٰہی سوائے کلام الٰہی کے دوسری تعلیم سے انسان پر ظاہر نہیں ہو سکتا اس لئے رب کی خدمت میں عرض ہے کہ مسیح کے پاس آؤ تاکہ اس الٰہی جلال سے جو اس کے ذریعہ ظاہر ہوا ہے حصہ پاؤ وما علینا الا البلاغ۔

یہ آخری رسالہ حقیقی عرفان کا جو فی الحقیقت سچی شناسائی بتلاتا ہے خداوند کے جلال اور اس کے نام کی عظمت پر تمام کیا جاتا ہے اُسی کا جلال ابدالآباد ہو۔ آمین ❁

اشتہار کتب

اشعار شیریں ایک عربی زبان کے تاریخی فسانہ کا ترجمہ جس میں پرانے زمانہ کے مسیحیوں اور مسلمانوں کی مذہبی بحثوں کا ذکر ہے صفحہ ۲۹۶

احادیث اہل اسلام از پادری ڈبلیو گولڈسیک صاحب۔ اسلامی حدیثوں کی تالیف و ترتیب۔ اور بائبل قرآن و عقل کے رو سے ان پر بحث صفحہ ۳۳ - ۲ر

الغزالی از پادری ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ زویمر صاحب۔ مسلمانوں کے مشہور امام مسمی بہ الغزالی کی زندگی تعلیمات عقائد اور اس کی تصنیفات میں یسوع مسیح کا بیان - صفحہ ۲۰۳ - اردو پیپر

پندرہ لیکچر از پادری ڈاکٹر عماد الدین صاحب۔ لاہور۔ طبع دوم بعد نظر ثانی صفحہ ۱۲۶

تعلیم نجات از روئے قرآن از پادری آر۔ ڈبلیو گارڈنر صاحب۔ اسلامی اور مسیحی طریق نجات کا مقابلہ۔ صفحہ ۲۷ - ۲ر

الہیات ثلاثہ خدائے خالق۔ خدائے مجسم اور خدائے نجات دہندہ۔ صفحہ ۳۴ - ۳ر

تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن از مسٹر اکبر مسیح صاحب مرحوم مسئلہ اعجاز قرآن کے مختلف پہلوؤں پر بحث بڑی تقطیع - صفحہ ۱۸۰ اصلی ۸ر رعایتی ۴ر

خدائے اسلام از پادری ڈبلیو گولڈسیک صاحب اہل اسلام کے خدا کے بارے میں اعتقاد کی تحقیق صفحہ ۴۶ - ۲ر

زندہ جاوید بائبل یا وید از مسٹر اکبر مسیح صاحب مرحوم پنڈت بھوجدت آریہ کی کتاب "بائبل کا جنازہ" کا زبردست حقیقی اور الزامی جواب۔ صفحہ [illegible] ار

زندہ مسیح اور اناجیل اربعہ از مسٹر اکبر مسیح [illegible] ایمان [illegible] اور بائبل پر موجودہ زمانہ کے نکتہ چینوں کے اعتراضوں کا جواب اور قدیم بزرگوں کی قابل شہادتیں۔ بڑی تقطیع۔ صفحہ ۲۳۲ - اصل ۱۲ر رعایتی ۶ر - کپڑا ۱۰ر

ستیارتھ پرکاش درپن سوامی دیانند کے تمام اعتراضوں کا جو انہوں نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے تیرھویں باب میں بائبل پر کئے ہیں زبردست جواب از پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب مرحوم بڑی تقطیع صفحہ ۳۰۰ - [illegible]

سفر دکن از پادری جے علی بخش صاحب مختلف مقامات پر اہل اسلام کے لئے آپ کے لیکچروں اور ان سے مباحثوں کا مختصر حال صفحہ [illegible] اصل ۸ر باقی [illegible]

[illegible] از پروفیسر ٹی۔ بی۔ [illegible] صاحب ہندوؤں کے مشہور فرقوں کے بانیوں، عقیدوں اور رسوم و رواج کے دلچسپ حالات۔ صفحہ ۲۹۵ - ۲ر۔ مجلد کپڑا ۳ر

سیرۃ المسیح والمحمد از پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس۔ اسلام اور مسیحیت کے بانیوں کی زندگیوں کا مقابلہ صفحہ [illegible] - ار

[illegible] عیسوی از مسٹر اکبر مسیح صاحب مرحوم معنی استغفار ذنب۔ قرآن۔ حدیث اور انجیل سے عصمت مسیح۔ مسیح کی موت و رفعت قبر مسیح [illegible] مرسل اور عصمت انبیاء کے مسائل

مرزا غلام احمد کے دعاوی کا جواب صفحہ [illegible] ۸

طریق الحیات گناہ کی ماہیت - نتیجے کفارہ کی معافی اور وسیلہ اور ایسے مضامین کے متعلق ہندو۔ محمدی اور مسیحی مذاہب کا مقابلہ۔ صفحہ ۲۶ - ار

عالمگیر مذہب از پادری پی کیول سنگھ مرحوم۔ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی کی کتاب "ینابیع المسیحیت" کا جواب - صفحہ ۱۳۳ - ۲ر

کیا وید ازلی ہیں؟ از پادری پی کیول سنگھ صاحب مرحوم ویدوں کے ازلی ہونے کے ثبوت۔ صفحہ ۱۲ - ار ۲ پائی

کیا وید الہامی ہیں؟ از ایضاً ویدوں کے الہامی نہ ہونے کی دلائل - صفحہ ۳۲ - ار ۲ پائی

محمد صاحب از روئے اسلام باتصویر از پادری ڈبلیو گولڈسیک صاحب۔ اسلامی تاریخ و سیرت کے مطابق حضرت محمد صاحب کی زندگی کے ابتدا سے وفات تک کے حالات۔ صفحہ [illegible] - ۸ر

مسئلہ تخلیق از پادری جان قلندر صاحب مرحوم مسئلہ تخلیق پر عالم پر اسلام، ہندو اور مسیحی مذاہب کا مقابلہ۔ ۶ر